

855

# وَجِبْرَالصِّرَاطِ

فِي مَسَائِلِ الصَّدَقَاتِ وَالصَّوْمِ

(فارسی)

تصنیف

فاضل جلیل مولانا علاء قاضی محمد فیض عالم ہزاروی



موسسة الشرف  
بلاهور پاکستان



81059

نام کتاب \_\_\_\_\_ وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط  
تصنیف \_\_\_\_\_ فاضل اجل مولانا علامہ قاضی محمد فیض عالم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ  
اشاعت دوم \_\_\_\_\_ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء  
صفحات \_\_\_\_\_ ۱۶۰  
تعداد \_\_\_\_\_ ۵۰۰  
مطبع \_\_\_\_\_  
بہتمام \_\_\_\_\_ حافظ ثار احمد قادری  
قیمت \_\_\_\_\_ ۷۵

ملنے کا پتا

✽ مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

✽ مکتبہ رضویہ، داتا دربار مارکیٹ، لاہور فون 7226193



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تعارف

”وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط“

یہ کتاب عرصہ دراز سے نایاب تھی، حیلہ اسقاط اور صدقات کے مسائل پر فارسی زبان میں یہ بہترین کتاب ہے جو صوبہ سرحد، افغانستان، بلوچستان اور کشمیر کے علماء میں نہایت درجہ مشہور اور مسلم ہے، ان ہی علاقوں میں حیلہ اسقاط کا رواج ہے جو صدقہ و خیرات ہی کی ایک قسم ہے۔

اس کتاب کے مصنف حضرت علامہ مولانا محمد فیض عالم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دور میں اہل سنت و جماعت کے نامور علماء میں سے تھے، امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے مخلصانہ تعلقات تھے، ان کے رسالہ مبارکہ ”بذل الجوائز علی الدعاء بعد صلاة الجنائز“ پر قاضی محمد فیض عالم ہزاروی کی مبسوط تقریظ جامعہ اسلامیہ، ہری پور میں راقم کی نظر سے گزری تھی۔ کتاب کے ٹائٹل پر مصنف کا نام اس طرح درج ہے:

محمد بن المدعو بفیض عالم بن محمد بن المدعو بملان جیون بن الشیخ علاء الدین

الفنجابی الہزاروی الحنفی الاویسی غفر ذنوبہم وستر عیوبہم وجعل وجوہہم ناظرۃ

الی ربہا ناظرۃ

اس تحریر سے پتا چلتا ہے کہ آپ کے والد ماجد کا نام محمد ملّا جیون تھا (یاد رہے کہ یہ صاحب نور الانوار و صاحب تفسیرات احمدیہ ملا جیون نہیں ہیں جو عالمگیر کے استاذ تھے) اور آپ کے دادا کا نام شیخ علاء الدین ہے۔ تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ اصلاً پنجابی تھے۔ بعد ازاں ہزارہ میں آباد ہو گئے۔

افسوس کہ قاضی محمد فیض عالم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نہ تو تاریخ پیدائش معلوم ہو سکی ہے اور نہ ہی تاریخ وفات، قاضی عبدالدائم دائم سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ، ہری پور نے ”حیات صدریہ“ میں ان کے مختصر حالات لکھے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ قاضی محمد فیض عالم ان کے دادا قاضی فیروز الدین (۱۲۷۳ھ — ۱۳۳۸ھ) کے ماموں تھے۔ چونکہ قاضی فیروز الدین صاحب کے والدین بچپن میں فوت ہو گئے تھے اس لئے ان کے ماموں قاضی محمد فیض عالم ہزاروی انہیں اپنے پاس کوٹ نجیب اللہ لے آئے، پھر جب قصبہ درویش منتقل ہوئے تو انہیں بھی ساتھ لے آئے، ان کی پرورش اور تعلیم کا اہتمام کیا اور جب وہ جوان ہوئے تو اپنی صاحبزادی محترمہ خدیجہ کا ان سے نکاح کر دیا۔

قاضی محمد فیض عالم کوٹ نجیب اللہ کے رہنے والے تھے، قصبہ درویش (متصل ہری پور) کے خان اعظم تقاضا کر کے انہیں اپنے پاس درویش لے آئے، چنانچہ آپ نے درویش میں تدریس، افتاء، قضاء اور تصنیف کا کام شروع کر دیا، تیس چالیس طلباء ہر وقت تحصیل علم کے لئے آپ کی مسجد میں موجود رہتے تھے۔ درویش ہی میں آپ کا مزار ہے۔

آپ کے علم و فضل کی شہرت دور دور تک پہنچی ہوئی تھی، اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے رسالہ ”بذل الجواز“ پر قاضی محمد فیض عالم ہزاروی کی مبسوط تقریظ ہے، نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے تشریف لائے تو چودہ دن قباء میں قیام فرمایا، اس دوران جمعہ ادا نہیں فرمایا، جبکہ جمعہ مکہ معظمہ میں فرض ہو چکا تھا، نبی اکرم ﷺ نے پہلا جمعہ مدینہ منورہ میں ادا فرمایا، اس سے احناف کے مذہب کی دلیل ملتی ہے کہ جمعہ کے لئے مصر شرط ہے، دیوبند کے شیخ الحدیث انور شاہ کشمیری بیان کرتے ہیں:

و اولیٰ من استدل بہ المولوی فیض عالم الہزاروی (فیض الباری، ج ۱، ص ۲۳)

سب سے پہلے مولوی فیض عالم ہزاروی نے اس حدیث سے استدلال کیا۔

قاضی محمد فیض عالم ہزاروی روحانی طور پر حضرت اولیس قرنی سے فیض یاب تھے، ان سے اکثر و بیشتر ملاقات رہتی تھی۔ اسی لئے آپ اپنے نام کے ساتھ ”اویسی“ لکھا کرتے تھے۔

آپ کی حق گوئی اور جرأت کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ ایک دفعہ ایک عورت کسی دور دراز پہاڑی گاؤں سے بھاگ کر رئیس کے گھر آگئی اور اس نے دعویٰ کیا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا ہے، رئیس نے قاضی صاحب کو کہا کہ آپ اس کا نکاح میرے نوکر سے کر دیں، قاضی صاحب نے یہ کہتے ہوئے نکاح پڑھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ صرف عورت کے دعوے پر نکاح نہیں پڑھایا جاسکتا، چند افراد کو اس کے گاؤں بھیجیں اگر ثابت ہو گیا کہ یہ عورت سچی ہے تو اس کا نکاح پڑھا دیا جائے گا۔

رئیس نے گاؤں کے ایک دوسرے امام کو بلوا کر نکاح پڑھا دیا، قاضی صاحب کو معلوم ہوا تو انہوں نے گاؤں کے عوام کو مسجد میں جمع کیا اور فرمایا: جب تک طلاق یقینی نہ ہو کسی منکوحہ عورت کا دوسری جگہ نکاح پڑھانا قطعی حرام ہے اور جو شخص حرام قطعی کو حلال سمجھ کر عمل میں لے آئے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس کی بیوی اس پر حرام ہے، اس لئے رئیس کی بیوی تو اس پر حرام ہے ہی، جو شخص اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھے گا اس کا بھی یہی حکم ہے۔

رئیس کو اطلاع ملی تو وہ انتہائی برہم ہوا اور اس نے اعلان کر دیا کہ کوئی شخص قاضی صاحب سے میل جول نہ رکھے

اور نہ ہی ضروریات زندگی کی کوئی چیز انہیں پہنچائے۔ عوام نے رئیس کے خوف سے بظاہر میل جول ترک کر دیا، لیکن جب لوگ سو جاتے تو عورتیں رات کی تاریکی میں ضرورت کی چیزیں ان کے گھر پہنچا دیتیں۔

چند دن ہی گزرے تھے کہ گاؤں کے قریب ایک شخص قتل ہو گیا، یوں معلوم ہوتا تھا کہ رئیس کے ایما پر قتل ہوا ہے، انگریز کا دور حکومت تھا، رئیس گرفتار ہو گیا، ضمانت پر رہا ہوا، مقدمہ چلا تو سب شہادتیں اس کے خلاف تھیں۔ اسے محسوس ہو گیا کہ میرا بچنا مشکل ہے اور یہ سب قاضی صاحب کی ناراضگی کے سبب ہے۔ قاضی صاحب کے پاس حاضر ہو کر معافی مانگی اور درخواست کی کہ دعا فرمائیں تاکہ اس مصیبت سے جان چھوٹ جائے۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ ان شاء اللہ تعالیٰ بری ہو جاؤ گے“ چند دن بعد ہی شہادتوں کو نامکمل قرار دیتے ہوئے جج نے بری کر دیا۔

قاضی صاحب پکے حنفی تھے اور غیر مقلدوں کے سخت مخالف، آپ نے غیر مقلدین (وہابیوں) کے خلاف متعدد

کتابیں لکھیں۔ چند ایک کے نام یہ ہیں:

۱۔ نبراس الصالحین فی دفع مطاعن غیر المقلدین: غیر مقلدین کے اعتراضات کے مدلل اور مسکت جوابات۔

۲۔ حل مشکلات المغیث فی مایتعلق بالفقہ والحديث: یہ بھی غیر مقلدین کے رد میں ہے اور ان

کے اس خیال کے بخیے ادھیڑ دئے ہیں کہ حدیث اور فقہ ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔

۳۔ البراہین القطعیة لتعین الاوقات المغربیة: مغرب کے صحیح وقت کی تحقیق اور غیر مقلدین کے اس خیال کا

رد کہ سورج کے نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہی روزہ افطار کر لینا چاہیے۔

۴۔ نبراس البررة عند اداء الجمعة فی حکومت الكفرة: اس مسئلے کی تحقیق کہ انگریز کے دور حکومت میں جمعہ

جائز ہے یا نہیں؟

۵۔ وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط: میت کے لئے ”حیلۃ اسقاط“ کرنے کے جواز پر لکھی گئی

اہم ترین کتاب۔ (حیات صدیہ، ص ۳۲-۳۳) یہی کتاب ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

یہ کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے، پہلے باب میں تین منزلیں ہیں، موضوع کتاب کے مطابق سب سے اہم تیسری

منزل ہے جس میں فوت شدہ نمازوں اور روزوں کے اسقاط کی کیفیت اور حیلۃ اسقاط کے دلائل بیان کئے گئے ہیں۔

دوسرا باب سولہ مسائل پر مشتمل ہے، اس میں بیان کردہ مسائل میں سے چند مسائل یہ ہیں:

○ روح کے نکلنے کے وقت ائمہ مجتہدین اپنے مقلدین کی اور مشائخ طریقت اپنے مریدین کی امداد کرتے ہیں۔

○ صدقہ، دعا اور زیارت کے لئے تاریخ کا معین کرنا سنت ہے۔

○ مشائخ کے عرسوں کے لئے تاریخ مقرر کرنا۔

○ کھانا سامنے رکھ کر اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا۔

○ اولیاء اللہ کی نذر نیاز کا بیان جیسے عوام بلکہ بعض خواص بھی کرتے ہیں۔

○ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس کا بیان جسے گیارہویں شریف کہتے ہیں۔

○ اولیاء و علماء کے مزارات پر گنبد بنانا۔

○ اولیاء کرام کی قبروں پر غلاف چڑھانا، جھنڈے نصب کرنا اور چراغ جلانا۔

○ اللہ تعالیٰ کے ولی کے نام پر مشہور کئے ہوئے جانور کا ذبح کرنا۔

○ قبر پر جمع ہو کر قرآن پاک پڑھنا۔

○ اولیاء اللہ سے استعانت اور استمداد اور ان کو پکارنا۔

○ اَعِينُونِي يَا عِبَادَ اللَّهِ کہنا۔

○ یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہنا جائز ہے۔

○ عالم قبر اور برزخ میں سماع موتی

خاتمہ: صوفیہ کرام خصوصاً مشائخ چشت کے سماع کا بیان۔

غرض یہ کہ اس کتاب میں وہ مسائل بیان کئے گئے ہیں جن میں آج بھی اختلاف اور سر پھٹول کی کیفیت ہے۔

(وجیز الصراط، فہرست، ص ۴۲-۴۳)

یاد رہے کہ یہ کتاب قاضی صاحب نے حضرت مولانا مولوی نور اللہ پنیوی اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ

عبدالرحمن چھوہروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی فرمائش پر لکھی تھی، قاضی صاحب خود فرماتے ہیں:

وذلك بالتماس عمدة الاذكياء والتعارفين حضرت مولوی نور اللہ صاحب

پنیوی و حضرت فقیر عبدالرحمن صاحب چھوہروی (وجیز الصراط ص: ۵)

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آج سے تقریباً سو سال پہلے علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت کے وہی عقائد و

معمولات تھے جو آج ہیں۔

کتاب کے آخر میں قاضی صاحب نے اپنی اولاد اور متعلقین کے لئے وصیت تحریر کی ہے، جو تقریباً چار صفحات پر مشتمل ہے، اس کے چند اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے حقوق کی رعایت اور تمام اوامر و نواہی میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو تمام کاموں سے مقدم رکھیں اور صبح صادق سے پہلے غفلت کی نیند سے بیدار ہو کر درود شریف، تسبیح اور استغفار میں مشغول ہوں، نماز فجر ادا کرنے کے بعد قرآن کی تلاوت جتنی ہو سکے ضرور کریں، اللہ تعالیٰ کے کلام کو اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان بہترین وسیلہ اور رابطہ تصور کر کے دل کی گہرائی سے اس کے ساتھ محبت کریں۔ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بکثرت درود و سلام کا ہدیہ پیش کریں اور چوبیس گھنٹوں میں پانچ سو سے کم نہ پڑھیں، ہر نماز کے ساتھ ایک سو بار پڑھیں، زیادہ جتنا پڑھ سکیں پڑھیں۔ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں کثرت کے ساتھ درود شریف پیش کرنا دین و دنیا کے مطالب کے حصول کا ذریعہ ہے۔ جسے شک ہو تجربہ کر کے دیکھ لے۔

إِذَا لَمْ تَرَ الْهَيْلَالَ فَسَلِّمْ

(وجیز الصراط، ص: ۱۴۹)

لِأَنَّ سِرَّ رَأُوهُ بِالْأَبْصَارِ

اگر تمہیں پہلی رات کا چاند دکھائی نہ دے تو ان لوگوں کی بات مان لو جنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ علم تفسیر و حدیث کو اکابر مقلدین ماہرین شارحین کی تطبیق کے مطابق پڑھیں، مثلاً ابن ہمام، جلال الدین سیوطی، علامہ عینی، ابن حجر عسقلانی، علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم رحمۃ واسعة۔ رئیس المجتہدین، امام اعظم نعمان بن ثابت کے مذہب کو ٹھنڈی میٹھی غنیمت جان کر فقہ کی مروج کتابوں کے مطابق راجح کو مروج سے الگ کریں، اور متداول کتب مثلاً ہدایہ اور اس کی شروح، درمختار اور اس کے حواشی کے مصنفین کے ارشاد کے مطابق مسائل معلوم کریں اور ان پر عمل کریں۔

ناقص اور بے کار غیر مقلدین اور دیگر گمراہ فرقوں کی خواہش نفس پر مبنی گفتگو اور قیل و قال سے اجتناب کریں۔ ہر عمل میں عامۃ المسلمین علماء، اولیاء اور عام اہل سنت و جماعت کا طریقہ اختیار کریں اور راہ شذوذ اختیار کرنے والے علماء مثلاً ابن تیمیہ حرانی، ابن حزم، ابن قیم، قاضی شوکانی، عبد الوہاب نجدی، محمد اسماعیل دہلوی اور ان کے پیروکاروں کو جو اکثر مسائل میں مذاہب اربعہ کے اجماع کی خلاف ورزی کرنے والے ہیں، ان کو مخالف حق جان کر ان سے مکمل اجتناب کریں، فرقہ شاذہ (وہابیہ) کی قیل و قال، چرب بیانی، حدیث

خوانی اور ان کے اعمال پر فریفتہ نہ ہوں۔ (وجیز الصراط: ۱۵۰-۱۴۹)

اگر کوئی فاضل اس کتاب کا اردو ترجمہ کر دیں تو اس کی افادیت میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا۔

قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتنی اہم اور اتنی عمدہ کتاب صرف ایک دفعہ چھپی، دوسری دفعہ اس کی طباعت کی نوبت کیوں نہ آئی؟ حالانکہ کوئٹہ اور پشاور سے بے شمار کتب چھپ رہی ہیں، جو اب بالکل واضح ہے کہ یہ ناشرین عموماً دیوبندی ہیں یا غیر مقلدین وہابی، وہ اس کتاب کو کیوں شائع کریں گے؟ جب کہ یہ ان کے عقائد کے مطابق نہیں ہے، رہے اہل سنت و جماعت تو انہیں دوسرے کاموں سے ہی فرصت نہیں ہے، نہ ہی ان کی توجہ اس حقیقت کی طرف ہے کہ زندہ قومیں اپنے بزرگوں کے آثار خصوصاً ان کی تصانیف کی حفاظت دل و جان سے کیا کرتی ہیں۔ علامہ محمد اقبال دل دردمندر کھتے تھے، انہوں نے کس کرب سے کہا تھا:

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی

جو دیکھیں جا کے یورپ میں تو دل ہوتا ہے سپارہ

لیکن سوال تو یہ ہے کہ نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنے گا؟

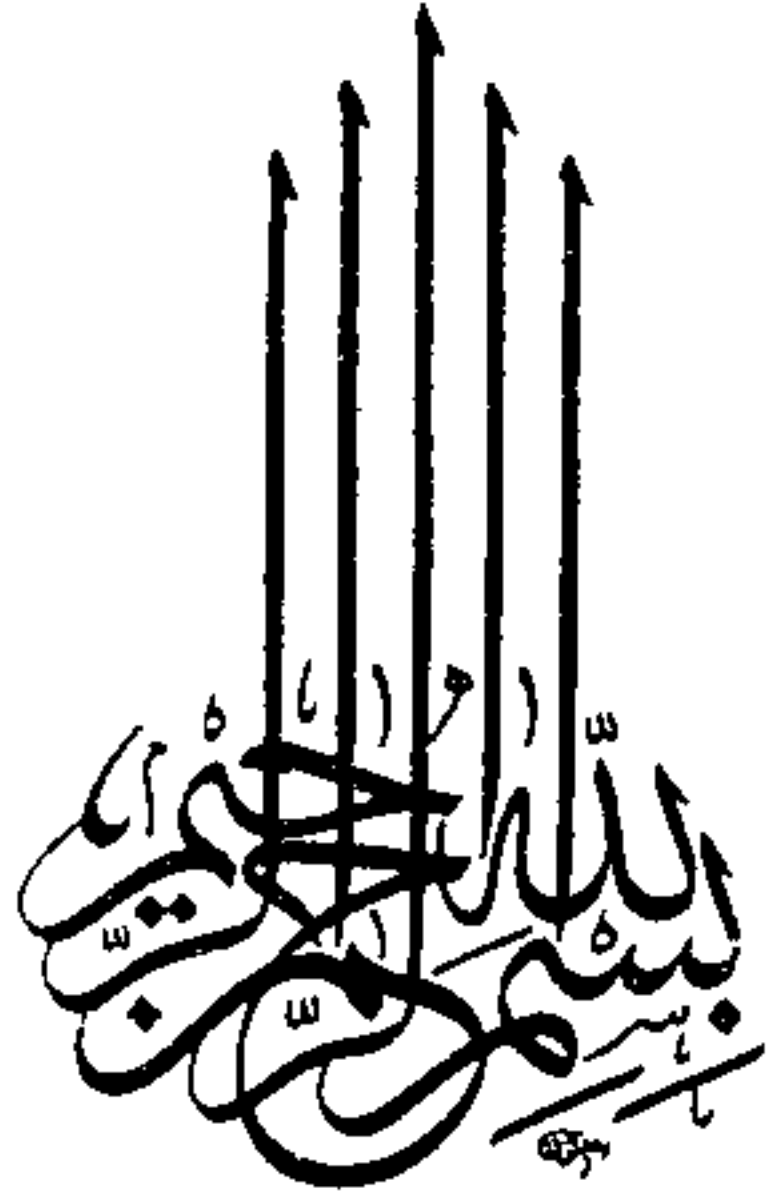
۱۶ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

۲۸ جون ۲۰۰۲ء

**محمد عبد الحکیم شرف قادری**

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور پاکستان  
و ناظم شعبہ تعلیم و تربیت جماعت اہل سنت پاکستان





# فہرست علم جمالی کتاب حیز الصراط فی مسائل اصداق الاستقاط

ص ۲	باب اول در بیان استقامت و بعضی ماتیعیق بہ شکل بر چند منازل و موافقت منزل اول دروششش موافقت اند
۲	موقف اول در بیان دلیل مثبت اصل فدیر روزہ نماز و غیرہ -
۳	موقف ثانی در بیان اعذار مسقطہ استقاط -
۴	موقف ثالث در بیان اقسام مامور بہ
۴	موقف رابع در بیان سبب قضا کہ قضا بان واجب شدہ است -
۴	موقف پنجم در بیان اینکه تاخیر لمور باز وقت خود بغیر از عند شرعی مسقط گناہ تاخیر نمیکرد -
۴	موقف ششم در بیان فرق میان حقیقت ادا و قضا
۵	متزل دوم درین ہفت موقف اند
۵	موقف اول در بیان عوارض مبیح و اشستن صوم
۶	موقف دوم در بیان حکم مفطر کہ بشنیدن طبل از شہر گمان مجید افطار کردہ باشد
۷	موقف سوم در بیان اعذار یکہ افطار مریض و غیرہ را مبیح اند
۷	موقف چہارم در بیان اعذار یکہ کار گزار را افطار مباح میکند اند
۸	موقف پنجم در بیان اعذار مبیح افطار مسافر و شیخ فانی و عجز فانیہ و غیرہ -
۸	موقف ششم در بیان آنکہ اگر طاقت فدیر بسبب صراط افلاس ندارد تا استغفار کند
۹	موقف ہفتم در بیان صد کہ اگر روزہ دار قبل از ان بصرہیت برای کفار نسبت
۱۰	موقف ہشتم در بیان کیفیت در ثلث مال کہ بعد از تجزیہ تکفین دیون ماندہ جاری خواہد شد
۱۰	متزل سوم درین چہار دہ موقف اند -
۱۱	موقف اول در بیان کیفیت استقاط نماز و روزہ و دیگر واجبات فوتیہ

۱۳	موقف دوم در بیان مقضی صلوٰۃ استقا و صلوٰۃ حیدر و وقت عم ایفا با محضر
۱۵	موقف سوم در بیان اوله منبته حیدر استقا و غیره
۱۷	موقف چهارم در بیان دلان فدیه جمیع صلوٰۃ و غیر بابیکه
۱۹	موقف پنجم در بیان وقت اولویت ادا فدیه استقا
۲۰	موقف ششم در بیان شمار قدم میت وقت حمل او
۲۲	موقف هفتم در بیان کفن نویسی و عهد نامه
۲۶	موقف هشتم در بیان آنکه بعد از فراغ دفن میت دست برداشته و عا یکتند بر آن میت
۲۸	موقف نهم وقت تدفین از قبر تلقین میت کرده بعد از آن روند
۲۹	موقف دهم سنگ کلان که آن درین بلاد شناخته میگونی بعد از فراغت دفن میت یک بطرف مشرق یک بطرف پاستاده کنند
۳۱	موقف یازدهم در تقبیل قبر والدین اشباحی و جسمی الدین با یار و حی مثل اسانده و مشایخ
۳۲	موقف دوازدهم گل و برگها و سبزه بر قبر بعد از دفن نهادن رویانیدن سنت است
۳۳	موقف سیزدهم حکم نان ریاحلوی همراه جنازه بزن که آن را توشه قبر میگونی
۳۴	موقف چهاردهم ایفا عهد که با امام خود بسته باشند در ادا هر سوگت خود پیش او
۳۵	باب دوم در بیان صدقات و ادعیات غیره درین باب مسائل اند
۳۶	مسئله اول قنیکه مسلمان قریب الموت شود و مال داشته باشد سنت است که اقارب او را الوصیت خیرات بعدش بگویند
۳۷	مسئله دوم عمدترین اوقات صدقه و خیرات برای میت همون ذروفات او است
۳۸	مسئله سوم عمدترین صدقه برای میت هر جا اطعام طعام است بطریق عموم
۳۹	نفس منکم در حدیث در و اتش عمل بر حدیث گذاشته نشود
۴۰	هر حدیثیکه مثل حکم تشویعی یا حالات قیامت و برنخ از مشروبات نهار انبیا ضمیمه باشد آن مرفوع حکمی است
۴۱	ف در غرابت و صحت مناه من حیث الاطلاق نیست

۴۸	مسئلہ نمبر ۱۰۰ مشائخ طریقت مقلدین میں بریدین خود را ملا وقت تزیع روح وغیرہ کیسے
۴۹	مسئلہ پنجم باید دانست کہ اطعام طعام در خیرات سمیت از عمائد خیرات مفید است اگر بوجه اللہ باشد۔
۵۲	ف حکایت عجیب مروی از فقیہ ابوالبیث در بیان صدقہ از میت۔
۶۰	مسئلہ ششم تعیین تالیف برائے صدقہ و دعا و زیارت مسنون است۔
۶۱	ف تعیین تالیف برائے اعراض مشائخ و بیان او۔
۶۴	ف وجہ جہ برائی دن یازدہم حضرت پیر شکیمولانا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ
۶۸	و ذکر احادیث کہ دلالت بر تخصیص اوقات اعمال و خیرات میکنند۔
۷۰	مسئلہ ہفتم طعام را پیش از می نہادہ دست برداشتن دعا کردن۔
۷۲	مسئلہ ہشتم در بیان نذر و نیاز اولیاء اللہ کہ عوام بلکہ بعض خواص ہم میکنند۔
۷۶	مسئلہ نهم در بیان عرس غوث الثقلین کہ آن را یازدہم میگویند۔
۷۸	بیان حکم صدقہ نقلی کہ خوردن اوسادات درین زمانہ واجب است مطلقاً جائز است
۷۹	بیان اینکه اون خوردن صدقہ واجب درین زمانہ بر کسی لازم است اوسادات جائز است
۸۱	مسئلہ دهم در بیان جواز بنا کردن و غیرہ بر قبور اولیاء و علماء
۸۲	مسئلہ یازدہم در بیان انداختن ستور غلاف و جھنڈا و افروختن چراغ بر قبور اولیاء۔
۸۴	مسئلہ دوازدهم در بیان ذبح نمودن جانور مشہور کردہ بنام ولی اللہ
۹۱	مسئلہ سیزدهم خواندن قرآن بر قبر جمع شدہ۔
۹۵	ف در بیان تخصیص نذر و غیرہ برائے خیرات و صدقات۔
۹۹	مسئلہ چہاردهم در بیان استغاثت و استغاثہ بصالحین ندادن ایشان
۱۱۰	ف در بیان حال حدیث اعینونی یا عباد اللہ۔
۱۱۱	مسئلہ پانزدہم در بیان جواز گفتن یا شیخ عبدالقادر جیلانی شبیہ اللہ
۱۲۶	مسئلہ شانزدهم در بیان سماع موسیقی در عالم قبر و بر سر
۱۳۵	خاتمہ الکتاب بیان سماع غنا کہ سادات صوفیہ خصوصاً کثیرتین پیشینوند

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي يقبل عن عباده التوبة والمعذرة والتقير ويعفو عن المسأوي  
 وللائام الكثير ويعلم عباده الخيل اذالم عجبوا والمخلصا وسببلا راحة من عنده  
 وفضلا من جنابه وعناية كثيرا كثيرا والصلاة والسلام على من اسل رؤفا  
 بالمؤمنين ورحبما شفيقا شفيقا وعلى اله وصحابة الذين اوضحوا لنا سبيل الخير  
 والصدقات ايضا فاصبحنا وبيننا الناطقون الواسئل والتوسل اليه بالصالحين  
 انبيانا بليغا خصوصا على من هو كامل الفقه والعرفان سيدنا ومولانا جميع اهل الفقه  
 والايمان ابو حنيفة نعمان عليه رحمة الله طهوان وعلى كل من كان عباله في الفقه  
 فالايقان اما بعد فقد رسالتنا جامعة وجمالية نافعة موسومة بلوجيز  
 الصراط في مسائل الصدقات والاستقاط وصفها العبد المقتسك  
 بحمد الله المتين كثير المظالم محمد المدي بفيض عالم بن مولانا محمد المدعو بـ  
 جيون بن مولانا الشيخ علاؤ الدين الفنجاني المزاروي الحنفي الاولسي غفر  
 لذنوبهم واستر عيوبهم وجعل جودهم ناضرة الى ربها انما لمرة مع من استفاض من  
 علومهم تكلمها وكتابة وجعلها محتوية على البابين وخاتمة وذلك بالتاسع عشر  
 الاذكياء والعارفين حضرت مولوي نور الله صنا بينوي حضرت فقير عبد الرحمن  
 صاحب چيروى بنا اتنا في اللد نبيا حسنة وفي الاخر تحسنة وقنا عذاب النار  
 هو حسينا ونعم الوكيل نعم المولى نعم التصير باب اول في بيان استقاط  
 ميتت وبعض ما يتعلق به واول من مثل ست بر چند منازل ومواقف مثل  
 اول درویش موقف اند بموقف اول بايد است که نص او شده است او استقاط

باب اول در بیان استقاط و بعض ما يتعلق به  
 اول

روزہ بقدر یہ وہو قولہ تعالیٰ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهِ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ وَقَوْلُ عُلَمَاءِ  
 مُتَّفَقٌ اَنْدَرِ بَيْنَ كَمَا مَثَلُ وَزَهْ اَسْتَحْسَانًا زِيْرًا كَمَا طَبِيعَتُ اَزْ رَوْزَهْ وَخِلَافُ  
 فِيمَا بَيْنَ الْبَيِّنَاتِ دَرِيْنِ سَتِ كَمَا يَأْتِي مَازِيْرُ رَوْزِ مَثَلُ وَزَهْ يَكْرُوْرَهْ اَسْتَبِيْهُرُ فَرِيْضَهْ مَثَلُ رَوْزِ يَكْرُوْرَهْ  
 رَوْزِ سَتِ رَاجِحٌ قَوْلُ ثَالِثِي سَتِ كَذَا فِي الطَّحْطَاوِيْ عَلَيَّ مَرَاتِي الْفَلَاحِ بِيْنِ اَكْرَمِيْضِ بَرَامِي اِدَا سَتِ  
 تَمَازِ اَشَارَهْ لِيَسْرُ كَرُوْنِ نِيْمَتُوْا نَدُوْخُ كُنْزَا اَنْوَقْتِ تَمَازِ اَنْدَكْ رَاكْ اَنْ نَمَازِ يَكْ شَبَابِ رَوْزِ  
 يَا كَمْ اَرْوَسْتِ وَاَكْرَفُوْتِيْ زَايِدِ شَدَنْدَا زِيْكَ شَبَابِ رَوْزِ مَرِيْضِيْ مِيْ فَيُهْدِيْ مَضْمُوْنِ خَطَابِ اَبِيْ قَدْرَتِ  
 بَرَاوَا بَاشَلَهْ وَاَرْوَيْسِ يَابِيْدُ كَقَضَا كُنْدِ اَنْ تَمَازِ اَرْوَا دَرِيْكَ اَيْتِ قَالِ فِي الْهَدَايَةِ وَ  
 النَّسْفِ هُوَ الصَّحِيْحُ وَحَالِ اَنْكُ صَاحِبِ بَيَا بِيْ جَزْمِ نَمُوْهْ اَسْتِ بَرِ خِلَافِ بَاقِي الْهَدَايَةِ رَكْتَبِ نُوْدِ  
 كَقَبِيْضِ مَزِيْدِ سَتِ بَا نِيْكَ سَاقَطِ اَيْشُوْ دَقَضَا اَرْ مَرِيْضِ اَكْرَمِ عَزُوْ اَكْمَلِيْ لَاحِقِ شَدِيْ كَمَا اَلِ اَوْ اَشَارَهْ  
 لِيَسْرُ كَرُوْنِ نِيْمَتُوْا نَدُوْخُ كُنْزَا اَنْوَقْتِ تَمَازِ اَنْدَكْ رَاكْ اَنْ نَمَازِ يَكْ شَبَابِ رَوْزِ  
 وَاَكْرَفُوْتِيْ زَايِدِ شَدَنْدَا زِيْكَ شَبَابِ رَوْزِ مَرِيْضِيْ مِيْ فَيُهْدِيْ مَضْمُوْنِ خَطَابِ اَبِيْ قَدْرَتِ  
 اِيْنِ قَوْلِ نَمُوْهْ اَسْتِ قَاضِيْ غَنِيْ قَاضِيْخَانِ وَقَلَا هُوَا اَصْحَابُ اَنْ لِيَجْعَلَ الْعَقْلُ لَا يَكْفِيْ  
 لِتَوْجِيْهِ الْخَطَابِ قَالِ الْكَمَالُ فِي تَضْيِيْحِ قَاضِيْخَانِ فِي الْهَيْطِ وَخِتَاكْ شِيْخِ الْاَكْبَرِ  
 سَلَامُ خَوَاطِرُ دَاوُدِ وَفَخْرَا اَسْلَامُ السُّخْرِيْ وَرُظْهِيْرِيْ كَقَفْتَهْ كَهْ وَهُوَ ظَاهِرُ الرَّوَايَةِ وَعَلِيْهِ  
 الْفَتْوَى كَذَا فِي مَجَالِ الدَّارِيْهِ وَوَرِ خِلَافِ كَقَفْتَهْ كَهْ وَهَلِ الْخِتَاوُصْحِيْ فِي الْبِنَا بِيْعِ وَقَالِ  
 هُوَ الصَّحِيْحُ كَمَا فِي التَّاتَارِخَانِيَّةِ وَالْبَدَائِعُ وَجَزْمُ بَالُو لُو الْوَالِيْ صَاحِبِ الْفَتْوَى الصَّفَرِيْ  
 فِيْهَا وَوَرِ شَرْحِ طَيَاوِيْ كَقَفْتَهْ كَهْ وَوَعَجَزُ عَنَّا اَلِيْمَا وَتَحْرِيْكَ الرَّاسِ سَقَطَتْ عِنْدَ الصَّلَاةِ  
 وَتَحْرِيْكَ اَلِيْ وَوَرِ مَرَاتِي الْفَلَاحِ كَقَفْتَهْ كَهْ وَالْعِبْرَةُ عِنْدَ خِلَافِ التَّرْجِيْمِ بِمَا عَلِيْدَا اَكْثَرُ وَهَمَّ الْقَا  
 نُوْنُ بِالسَّقُوْطِ هُنَا حَمَمُ اللّٰهُ تَعَالَى اَجْمَعِيْنَ اَعَادَ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِهِمْ وَمَدَدِهِمْ قَوْلُ  
 قَدْ نَقَلَ عَلَيْهِ الْفَتْوَى هُوَ مِنْ اَكْبَرِ الْفَاظِ التَّرْجِيْمِ وَمَعَ ذَلِكَ هُوَ ظَاهِرُ الرَّوَايَةِ فَلَا  
 بَدَا تَ بِيْكَوْنِ الْحَكْمِ وَالْفَيْنَا بِيْهِ وَالْعَمَلُ فِيْ نَفْسِهِ وَبِحِلَا فِهْ حَرَقَا لِدِيْجَاعِ جَمَالِ الْعَمَلِ  
 يَالْمَرْجُوْحِ لِلتَّرْوِيْكَ الْمُنْسُوْخِ حَالِ اَرْوَمِ دَرِيْنِ مَقَامِ اَسْتِ كَقَفْتَهْ كَهْ مَسْلُوْرُ صِلِ بَرِيْجَا وَجَبَا اَسْتِ  
 اَوَّلِ اَنْكُ اَكْرَمِ اَلِيْ مَرِيْضِ عَجَزَا اَكْمَلِيْ سَتِ تَا شِيْشِ نَمَازِ اَنْ بِيْعِيْلِ سَتِ اَلِيْ الْاَنْ تَا سَاقَطِ

میشود از وقتضایین نماز با اجاعا ووم آنکه عاجز گشته است از ادا نماز بلکه اندازشش و  
حال آنکه آن عاقل است قضا کند اجاعا سوم آنکه عاجز گشته است از ادا نماز با همت ششش نماز  
و حال آنکه آن عاقل است درین مدت چهارم آنکه عاجز شده است از ادا نماز با که اندک  
اندازشش نماز و آن معیقل است در مدت مذکور پس درین هر دو وجه اختلاف مشایخ است  
بعضی گفته اند که لازم است بر آن قضا و این است مختار صاحب بدایه و بدایه و بعضی  
گفته اند که لازم نمیشود بر آن و اینست اختیار بزودی الصغیر و در کجرا از قبیله آورده است  
که اگر بعضی نماز ادا کردن نمیتواند مگر با و از مثل او و آه و نحو او واجب است بر آنکه ادا کند نماز را  
یا این حالت و اگر نباشد است زبان او یک شب تا روز پس ادا کرد نماز گنگ بعد از آن کشتا  
شد زبان او اعاده آن نماز بر و نیست بکنافی حاشیه الطحطاوی و نیه علی مرقی القلاح شرح  
تور الا یصلح و آنکه عاجز است از ادا نماز با اشاره سر جائز نیست آن را که ادا نماید بلند  
چشم و دل و بر و چو نقل نمیکند خلف سجده بسوی این اشیا چنانچه نمیکند بسوی دست  
زیرا که نسبت چشم و دل و بر و بسر اولیست از نسبت دست پا و لقوله علی الصلوة والسلام  
فیصل المریض تا ثمان فان لم یستطع فقاعدا وان لم یستطع فعلى فقاءه یومی ایما فان  
لم یستطع فالثانی حق نقیول العذر همد و امام زفر علیه الرحمة فرموده است که اگر اشاره بسر کردن  
نمیتواند تا باید که اشاره چشم ادا نماید و اگر چشم ادا کردن نمیتواند تا اشاره دل ادا سازد  
و موافق قول امام زفر یک روایت از امام ابی یوسف رحمه الله علیه نیز آمده و دلیل ایشان  
اینست که هر گاه چشم در سر اندازین جهت حکم سر خواهند گرفت در صورتیکه داشته باشد چشم  
و اگر قدرت ادا می نماز هم اشاره چشم نداشته باشد تا ادا این اشاره دل کند زیرا که نسبت نماز که  
بدون آن نماز صحیح نمیشود و اینست همیشه و بدل پس نماز نیز قائم کرده میشود بدل در حالت عجز یا غیر  
و دلیل اکثر آنکه اینست که نصب خلف نمون بصرف عقل ممنوع است با آنکه نصب است  
با ادا نماز با اشاره سر بخلاف قیاس پس دیگر حکم برین قیاس کرده نمیشود و هکذا افاده الطحطاوی  
عن السید موقت ثانی اختلاف کرده اند علماء ما رحمهم الله و معنی قوله صلی الله علیه و آله و سلم  
قبول العذر همد پس بعضی گفته اند در تفسیر او قبول عذر تاخیر و بعضی قبول عذر سقاط پس آنکه

بیت

تفسیرش بقبول عذر تاخیر نموده رفته است بلیزوم قضا و آنکس که تفسیرش بقبول عذر است مطلقاً  
 حکم کرده است بعدم قضا و قائل این اکثر کما علمت افتد که عذر که معتد در شرع اندر است یکی  
 از آن معتد بسیار است مثل صیبا ساقط میگردند با جمیع عبادات دیگر قاصر است بسیار مثل  
 نوم پس ساقط میگردد با جمیع شی از عبادات و نوم متردوست نیز در آن غمار است پس  
 وقتیکه بسیار گردد ملحق بصیبا میشود الا بقاصر که نوع است ملحق میشود و اعقاد صوم زکوة معتبر  
 نیست چه چو او تا شش سال نادرست بخلاف جنون که این سه با معتدی مانند پس اعتبار کرده  
 شد در سقوط عبادات موقت ثالث باید است که مالمو به سه قسم است ادا و قضا و  
 اعاده ادا بر چند نوع است یکی کامل چنانچه نماز در وقت محبت با جماعت مسنون و دیگری  
 قاصر چنانچه نماز منفرد بغیر عذر شرعی برای حقوق جماعت زیرا که صفت مرغوبه که ادا با جماعت  
 بود و مفقود شده است سوم ادائیه بقضا و آن حرکات افعال است که لاحق بعد از  
 فراغ امام خود بجای آن در و این را از نجهت میگویند که در وقت خود بجای آورده شد و شبیه  
 بقضا از نجهت گویند که مصالک لازم کرده بود ادای این بل مع الام و هر آینه فوت شد این  
 ملزم موقت چهارم مخفی نماند که قضا عند التحقیق واجب بان سبب که واجب است  
 بان ادا پس هر حد از ادا قضا تسلیم عین واجب مگر آنکه ادا که هست آن تسلیم عین واجب  
 در وقت آن واجب و قضا که هست آن تسلیم عین واجب بعد از خروج وقت است و  
 بنا هو الراجح و بعضی گفته اند که قضا بسبب جدید واجب میشود مودی مثل واجب و نموده این  
 خلاف ظاهر نمیشود و ذکر الطحاوی موقت پنجم واضح باد که تاخیر به از وقت او بغیر  
 عذر شرعی گناه کبیره است از ادا و قضا نمیشود بلکه از ادا و توبه یا بجزم بر گردد چنانچه  
 وارد شده است بان حدیث صحیح پیش قضا منزل است گناه ترک گناه تاخیر را لهذا ترک نموده  
 معنی آن مومنی که اعاده است در موقت ثانی بیان نموده میشود اینجا بمنه و کرمه که اینجا  
 بر مودی بدین مبتدی خواهد آمد انشاء الله تعالی پس اعاده بجای آوردن مثل آن مومنی  
 در وقت آن بسبب خلیفه غیر از قضا است لقولهم کل صلوٰة ادیت مع کراهة التخریب تعان  
 ای جو یا فی الوقت و اما بعد فند با هکذا ذکر الطحاوی موقت ششم

موقت اول  
 موقت چهارم  
 موقت پنجم  
 موقت ششم



بدانکه قضا عند الفقہاء اسقاط واجب است بمثل آنچه که نزد مکلف است کما قال الشرع  
 بخالی پس از اسقاط واجب معلوم شد که سنت متصف بقضا نمیشود و اگر از ما مورث بقض واجب  
 ما هو الاثم گرفته میشود پس بدل کرده شود آن را بلفظ عبادت و گفته میشود در هر سه تعریف  
 که بود که هست آن بجای آوردن عبادت در وقت آن عبادت است و آعاده که هست بجای  
 آوردن مثل آن عبادت بر اے خللے که غیر از فساد است و غیر از نبودگی گتخه الشرع است  
 و قضا که هست آن بجای آوردن عبادت بعد از وقت آن عبادت پس بر صورت سنتها یک  
 او کرده شوند در وقت خود این را الو او ابریم گفت و آنچه از آن داده است جناب سالت ماب  
 صلے اللہ علیہ و علی آله و صحبہ سلم باطلاق لفظ قضا بر سنت فجر که در غیر وقت خود بجای آورده شوند و در  
 تله که قبل از آنکه بجای آورده شوند بعد از فرض الظہر پس اطلاق لفظ قضا بر نیہادر نیز و صورت  
 مجاز است زیرا کہ اینها ادا کرده شدند در وقت خود سوال اگر کسی گوید کہ وقت ادای این  
 سنتها قبل از فرض بود پس بعد از آن قضا خواهد بود جواب آنکہ قضا عبادات بر دو  
 قسم است یکی قضا از وقت است و یکی قضا از محل پس این قضا از محل واقع شد است زیرا کہ  
 محل و این سنتها قبل از فرض بود مگر بسبب عارض محل خویش فوت شد بحال آخر آمدند و علی هذا  
 لا یجناح الی الزکات تکفات ریکتان الفصل بید اللہ یؤتینہ من لیشاء واللہ  
 وسمع علیہم هذا یکفیک فی هذا المقام انشاء اللہ الملک العلام وان شئت  
 زیادة علی لک فارحم الی کتب الفقیرة واللہ ولی التوفیق و بید ازمة التحقیق  
**منزل دوم درین هفت موافقت اند موقت اول بدانکه عوارض با نهادن**  
 روزه مبلع شود چند چیز است مرض و سفر و اکراه و محل رضاع و جوع مفراط و عطش شدید  
 و ہرم پس جائز است برای مریضے کہ خائف بود بر نفس خود از زیادتی مرض زیادتی  
 از جهت کیفیت باشد یا کیفیت یا از دراز شدن مرض اگر روزه بدارد کہ افطار نماید زیرا کہ  
 زیادتی مرض و درازی صحت مورت باکت اند پس واجب شد احترام از اینها پس شخصی کہ  
 بوجہ و تندرست بود و در ظہن غالب و آمد کہ من عنقریب بیمار خواہم شد و آثار بیماری در بدن  
 خود دریافتہ است ز بلوغی افطار برای ادمی باح نمودہ و علامہ مسابین گفتہ کہ جائز نیست

در وقت عوارض اول

در وقت الفصل العظیم

افطار آن را او درین قول تابع صاحب خیر هشته است که آن افطار را درین حالت مباح  
 نموده و در مختار گفته که افطار درین حالت مباح است و در قبهستانی آورده که آن  
 للمترض ملحق بالمریض و حسن بن علی الشربلانی و مراقی الفلاح شرح نوال الايضاح  
 گفته که ومن له ذیبة حصة او عاده حیض لا یأس یفطره علی ظن جوده و محشی او که حاصل  
 طحطاوی است از قول لا یأس فاده نموده که ان الاولی ان لا یفطر حتی یتحققا و شربلانی حای  
 فطره اعلی ساخته است بقول خود که ان ما ثبت بحکم الغلبه کالکائن پس اگر مترض افطار  
 نمود بعلیه ظن بعد از آن مرض یا حیض یا قه نشاء اختلاف کرده اند علما ما جمهم الله در لزوم  
 کفار و صحیح است که لازم نمیشود برین هر دو چنانچه در مراقی الفلاح و طحطاوی در مختار  
 تصحیح این قول نموده اند و در طحطاوی و مراقی الفلاح گفته که اگر هاری بعلیه ظن معلوم  
 کرد که هر امر روز جنگ کافران رفتن ضرورت خواهد افتاد و بمقابله دشمن خواهد رفت  
 و مراضعی حاصل خواهد شد در امر قتل و مسافر هم نبود عجز است آن افطار پس بعد از  
 افطار شبی از سبب رفتن برای جنگ موقوف ساخت در لزوم کفار و نیز اختلاف  
 مذکور متحقق است لیکن معتد عدم لزوم است چنانچه در مختار تصریح این نموده -  
 موقف دوم اگر اهل بات طبل شنیدند بنا بر صحیح نیم رمضان افطار کردند برین ظن که  
 این طبل طبل امیر شهر است و برای عید طبل زدن در آن شهر معتاد بود ایشان آن را طبل  
 عید گمان کردند پس بعد از افطار معلوم شد که آن طبل برای عید نبود بلکه برای امری دیگر  
 بود پس کفار بر ایشان لازم نخواهد شد قال فی مراقی الفلاح و الطحطاوی اهل  
 الرستاق اذا سمعوا صوت طبل امیر مدینه ذلك الرستاق علی ملجوت به عادتهم  
 انهم یضربونه یوم العید یوم الثلاثین فظنوا انه طبل حید فافطروا ثم تبین انه  
 لغيره لا کفایة علیهم لانهم لم یفصدوا الجنایة انتهى این است احکام مرید و اگر  
 مرضه و حامله خوف داشته باشد بر نفس خود یا بر ولد خود نسبی باشد یا رضاعی که بسبب  
 زوزه دشمن نقصان عقل یا مرض یا هلاکت بحال ایشان یا بولد ایشان میرسد جائز است  
 درین هر دو را افطار و درین باب مطلق خوف معتبر نیست بلکه باحتیاط افطار با آن خوف

موقف دوم از لزوم کفار

همت میشود که تعلیه ظن بجز به سابقه متحقق شده باشد زیرا که این ظن بمنزله یقین است یا خیر  
 داده باشد حکیم مسلم حاوی عادل به بیماری کذا فی البرهان و کمال در گفته که مسلم حاوی  
 که فسق از وظایف هر شده باشد و بعضی عدالت طبیب یا بشر طرد است از موقوف سوم  
 جائز است نوشیدن دوا در حالت روزه فرضی برائے مرضه اگر طبیب آن را  
 خبر داده که این دوا استطلاق بطن رطوبت را مانعست و آن رطوبت استطلاق بود پس  
 افطار برامی این جائز است لقوله عليه الصلاة والسلام ان الله وضع عن المسافر  
 الصوم و مشط الصلاة و عن الجبل و المرضع الصوم هكذا في المواق و قال و من  
 قيد بالمستأجرة للأرضاع فهو مودد و هانچه جائز است افطار بعد از حمل و ضاعت بانه  
 است بعد از تشنگی سخت و گرسنگی مفرط که از آن خوف هلاکت باشد یا خوف نقصان عقل یا خوف  
 و آب بعضی حواس لیکن اگر صائم نفس نوح را بحق و در امور غیر ضروری بدرجه تشنگی و گرسنگی ساینده  
 افطار در صورتی نیز جائز است لیکن با کفار علی الصبح و اگر با تعاب نفس خود نبود کفار  
 بر و لازم نمیشود بلکه قضا کند کذا فی الطحاوی و می موقوف چهارم در  
 قهستانی از خزانة نقل کرده که اگر خدمتگاری باشد یا عیال شخصی که برای بنده نمون  
 جو یا برامی کشیدن جوئی رفتند و چون گرمی سخت شد و خوف هلاکت کرد بر نفس خود  
 پیش جائز است افطار ایشان را چنانچه جائز است افطار صیقل کنیز را و قتیکه ضعیف شدند  
 بسبب نخوتن خوراک خانگی یا ضعیف شدند بسبب مستن جانها خانگی فی الطحاویة ذکر  
 القهستانی عن الخزانة ما نصه ان الحر الخادم او العبد والذاهب لسد النهر او  
 كونه اذا اشتد الحر وخاف الهلاك فلا الا فطار كحره او امانة منفعت للغير غسل  
 الغوايات انتهى و همچنین جائز است افطار مسافر را که شروع نمود در سفر قبل از طلوع صبح صاف زیرا که  
 اگر بعد از طلوع فجر شروع کرد در سفر افطار جائز است و اگر افطار نمود بعد از طلوع فجر کفار  
 بر و لازم نیاید قالا السید و اگر مریض شد بعد از طلوع فجر درین صورت افطار افضل است  
 در پرده مانند که روزه مسافر افضل است از افطار اگر مریض یا و نبود زیرا که فطر خست است و  
 روزه عزیمت لقوله تعالى وان تصوموا خیر لکم مگر قتیکه خوف هلاکت بر نفس خود داشته باشد

موقوف  
 چهارم  
 موقوف  
 چهارم  
 موقوف  
 چهارم

در روزه داشتن پس در آن حالت اقطار واجب کما فی البحر و مسافر تخیر میان اقطار و صوم  
 وقتی خواهد بود که اگر عام رفیقان او مفسطین هم نبوند و مشترکین در نفقه هم نبوند و اگر  
 اکثر فقار او مفسطین یا مشترک در نفقه بودند پس افضل برای او اقطار است موافقا لجماعه  
 الرقفا کما فی الجواهره والنهر و تحفه الاخبار و اگر مسافر تنها در سفر بود پس آن منجرت میان  
 صوم و اقطار لیکن صوم افضل است موقت بچشم مراد از مسافر اینجا آن مسافر است که شروع  
 کرده باشد در سفر شرعی که نماز در آن قصر کرده شود اگر چه بر استیصاصیت بود.  
 عندنا لان الفیض المجاور لا یعدم المشرع عبیه افاد الطحطاوی و جاز است اقطار  
 صوم شیخ فانی و عجز فانیه را وقتیکه عاجز شد ندانند از ادایکین اگر چه ایشان را می تواند بود و واجب  
 شود بر ایشان قدییه هر روزه بقدر فطره عید و اگر قبل از مرگ قدرت یافتند تا قضا واجب شود  
 بر ایشان همون قدر که قادر بودند بر قضا کردن در آن روز او همین حکم است و حق آن  
 کسکه نذر کرده است صوم الدهر را و عاجز شد از بجا آوردن آن بسبب مشغول شدن  
 بمعیشت خود پس اقطار نماید و قدییه دهد بر آن روزه زیرا که قاضییت بر قضا لیکن تخفیف  
 اینست که قید عجز و ضعف انفاقی است اگر قادر صائم الدهر با وجود قدرت نیز اقطار نماید  
 تا هم بر و قدییه لازم خواهد شد ذکره فی المراتی و الطحاوی و قهستانی از کفانی هم نقل کرده که اگر  
 مریض نا امید شد از حصول صحت که بآن قادر بچوم شود اقطار کند و قدییه دهد بر او هر روز  
 نیز گفته که اگر مریض قادر نبود بر روزه داشتن بسبب گرمی پس باید که قضا کنند آن روزستان  
 قال الطحطاوی و افاد القهستانی عن الکرمانی ان للمریض اذا احتق الباس من الصحه  
 التي یقید معها علی الصوم فعلیه القدییه لکل یوم وان لم یقید علی الصوم لشدة  
 الحرافط و تعفیه فی الشتاء کما فی البحر انتهى موقف ششم اگر قدرت نداشتند  
 برای ادا قدییه آنکسانیکه قدییه دادند بمقابله روزه برای ایشان جائز بود بسبب مفلسی  
 مفرط پس استغفار کنند بدرگاه خدا تعالی و طلب کنند از ترک مواخذه رالان بهللتغفور  
 الیوم و قدییه دادن جائز نیست مگر از آن روزه که اصل بنفسه باشد نه بدل از غیر حتی که اگر واجب  
 شد بر شخصی کفاره بکین یا قتل یا اقطار و نیافت چیزی را که بآن ادا کفاره نماید

موقف ششم از اقطار و صوم

موقف ششم از اقطار و صوم

سبب عسرت مثل غلام و اطعام مساکین و کسوة ایشان حالانکه آن شخص شیخ فانی  
 بود یا آن کس بود که روزه نداشتته بود با وجود قدرت تا حدیکه شیخ فانی شد چنانچه  
 نیست این شخص را که فدیہ دهد زیرا که روزه دین صلوتهای بدل از غیرت و آن تکفیر بالمال  
 است و لذا الایحوز للصیرالی لصوم الا عند العجز عما یکفر به من المال موقف  
 هفتتم آن معذور که قبل از زوال این عذر ماضی مذکوره مثل مرض سفر و وضع و  
 عمل نحوه ببرد واجب نیست بر آن وصیت کردن برای کفاره ما انظر لفوات  
 احکام عداة من ایام آخره و اگر یافته است قدرت بر قضا یعنی غذا و رفته است عده از ایام  
 آخر یافته است پس باید که قضا کند آن قدر که قدرت یافته است و اگر با وجود قدرت زوال عذر  
 قضا نکرد واجب نشود بر آن وصیت بقدر اقامت اگر مسافر بود و بقدر صحت اگر مریض بود و  
 هكذا البواقی من الاعذار اتفاقاً علی الصیحة بین الشیخین و همچنین و در بر چند می گفته  
 که یعنی ان لیستنی الا یام المنهیه لانه عاجز فیها شرعاً پس اگر فوت شد از معذور  
 روزه بعد از آن یافت قدرت بر ادای وی پنج روزه و ادا نکرد آن پنج را پس فدیہ پنج روز  
 از او ادا کرده خواهد شد زیرا که او این قدر عده از ایام آخر یافته بود پس فدیہ نیز این قدر لازم  
 خواهد شد و قائده لزوم قضا اینست که بآن وصیت برای اطعام واجب میشود و اگر شخصی مریض کرده  
 روزه هائی یکماه کامل در حالت بیماری گفته بود که اگر من تندرست شدم روز هائیکه  
 یکماه کامل خواهم داشت پس تندرستی یافت یکروز یا زیاده از آن لازم خواهد شد  
 وصیت بر و برای اطعام ماه کامل نزد شیخین و نزد محمد رحم قضا ایام تندرستی خواهد کرد یا  
 بر لای ادای فدیہ آن ایام وصیت خواهد نمود **موقف هشتم** باید  
 دانست که اگر شخصی وصیت کرده بود بوقت مرگ بر ادای فدیہ از واجبات فوتیه پس  
 وصیت او در ثلث مال او نافذ خواهد شد بشرطیکه در ترک دین از دیون عبادت بود اگر در  
 ترک دینی بود از دیون عبادت پس آنوقت واجب شود از ثلث آن مال که باقی مانده است  
 از دیون این وقتی خواهد بود که اگر آن را وارث بود و اگر وارث نداشت تا نافذ خواهند  
 شد وصیتش در جمیع آنچه باقی مانده است از دین قال فی الطحطاوی و یفتی فی وصیة من

شیخ فانی  
 در کفاره

در کفاره  
 در کفاره

الثالث بشرط ان لا يكون في التركة دين من ديون العباد حتى لو كان ينفذ ذلك  
 من ثلث الباقي الا اذا لم يكن له وارث فخر ينفذ من جميع ما بقى انتهى واگر  
 میت وصیت کرده بود و مال نگذاشت قرض گرفته شود نصف صاع دو اده شود مسکین  
 یا مسکین تصدق کند بر وارث یا بخشد او را باز باز مکرر کند تا آنکه تمام شود برای هر  
 روزه نصف صاع و بدون از وصیت اطعام بر وارث لازم نمیشود مگر آنکه بترع کند  
 از جانب خویش برای میت در جمیع از کفاره قتل صید بود یا از کفاره یمنین لیکن عتیق  
 عید از جانب او در کفاره او جائز نخواهد شد مافی من الزام للولاة علی المیتنا فالله اعلم  
 عن السید و بیحی زیاده تحقیق ذلك فی المنزل الا ان شاء الله تعالی اهتمل  
 سوم درین ۱۴ موافقت اند موقوف اول در کیفیت استقامت نماز و روزه و دیگر واجبات شرعی  
 از میت بد آنکه اگر مریض ببرد و در حالت بیماری قادر نبود بر ادا کردن نماز یا شاره  
 واجب نمیشود بر آن وصیت کردن برای ادای قدی ازین نماز با اگر چه آن نماز برای فوتیه  
 اندک بودند از یک شب یا روز یا درین ماه من قوله صلوات الله علیه و صحبه وسلم فان لم یستطع  
 فالله احق بقبول العذر منه زیرا که قدرت بر قضا نداشت به سبب نیافتن زمانه قضا  
 نیز و آنکس که تفسیر میکند قبول عذر را بجز از التاخیر زیرا آنکه منسرباین نمیگوید لزوم قضا  
 را مگر ما در آن زمانه که گنجایش قضا در آن متنصورت و آن زمانه یافته نشد و لزوم وصیت  
 که هست آن فرع است لزوم قضا را و نزد آنکس که تفسیر کند قبول عذر را بسقوط ظاهر است  
 و همین حکم است در روزه رمضان اگر مریض یا مسافر افطار کردند در آن و بگردن قبیل از اقامت  
 وصحت زیرا که نیافتند عده از ایام آخر پس وصیت بر ایشان واجب نخواهد شد و قس  
 علیه البواقی الا من عذر المبیحة للاقطار پس واجب میشود وصیت بر کسی فدییه و  
 روزه بر آنکس که افطار نموده است بعذر و نیافته است عده از ایام آخر و یا افطار نموده است  
 بغير عذر و عدت از ایام آخر نیافته زیرا که درین صورت اگر چه قصور از جانب اوست لیکن  
 باید عفو از جناب باری عز اسمه است که بسبب فدییه عفو خواهد فرمود از قصور بنده عاجز که  
 حامی و ناصر و بغیر از ذات باری تعالی نیست و همین عفو عمیم خویش گم گشتگان

نیز در ایام موقوف اول

وادی اسراف را صیت تمام و اوده که بعبادتی الدین است و اولی علیه انفسهم لا تقطعوا  
 من ذخر اللوات الله یغفر الذنوب جمیعاً و بر زمینش تا وقت موت تانده و برین  
 حکم دخل است روزه فرضی شد یا کفاره بکین یا قتل خطایا ظهار یا جابیت بر احرام یا قتل  
 محرم صید یا روزه مندوره افاده الشریبلا لی فی شرح المراقی و قال فی المختار من  
 العوارض و الحاصل ان ما کان عباده بدنیة فان الوصی یطعمه بعد موته عن کل  
 واجب کالفطر و للمالیه کالتزکوة ینخرج عند القدر الواجب المربکة کالجیحیج عنده و جلا  
 من مال البیت انتهى و قال الثوری و علی هذا بین صدقة الفطر و النفقة  
 الواجبة و الخراج و الجزیه و الکفایات المالیه و الحبیة یا یجوز و الصدق المنذول  
 و الاعتکاف المتذکر عن صومه کاعن اللبث فی المسجد قد لزومه و هو صحیح و لم  
 یمکن حتی اشرف علی الموت کان علیه ان یوصی الصوم اعتکاف کل یوم بنصف  
 صاع من ثلث ماله و ان کان مریضاً وقت الاجاب و لم یدر احنی مات  
 فلا شیء علیه فاذا المریب به الثلث توقت الزائد علی اجازت العوارث انتهى  
 پس واجب بر ولی میت و آن آنست که متصرف باشد در مال میت بسبب راشت  
 بسبب وصیت که اخراج کند از طرف آن میت از ثلث مال که گذاشته مرده است  
 زیرا که حق او در ثلث مال او بود در حالت مرض و بتلشین حق وارث متعلق خواهد  
 شد پس نافذ نخواهد شد و وصیتش در حق وارث قهراً علی الوارث مگر در ثلث اگر  
 وصیت کرده مرده است و اگر وصیت نکرده مرده است تا لازم نیست بر وارث اخراج  
 ثلث مال و اگر تبرع کند از نزد خود تا جائز خواهد بود برین قبایس است دین صدقه  
 فطر یا نفقه و اجبه و خراج و جزیه و غیره کما ذکرنا برامی روزه هر روزه طعام یک مسکین  
 نقول صل الله علیه و آله و صحبه سلمه من مات و علیه صوم شهر فلیطعمه عنده مکان  
 کل یوم مسکین و همچنین اخراج کند برای نماز هر وقت از فرائض یومیة ایلیی حتی که  
 برائے و تر نیز زیرا که و تر فرض علی اند نزد امام رح و تحقیق نقص واروده است در  
 فدیة صوم و نماز مثل صوم است باستان مشایخ زیرا که نماز اهم است از صوم نیم

چنانچه است ما معتقدیم  
 و اطمینان حاصل است  
 روز روزه هر روز  
 چنانچه تقدیر است  
 حکم بر او باینکه  
 من خود تقدیر است  
 در آن الطحاوی و میت  
 شخصی از وقت و میت  
 میت با او جز کعبه  
 و میت با او جز کعبه  
 سلطان شریف بنار علی  
 بالاسلام اذا وصی باو  
 کتب فی الطحاوی و میت  
 علی آنکه وصی باو  
 شده اند بر وصیت  
 و وصیت بر وصیت  
 بر سر غیر خود  
 پس هیچ کس  
 شکر او آری  
 شکر از شکر  
 آنچه کرده خواهد شد  
 زیرا که قدرت بر او  
 از آنکه قدرت بر او  
 و تحقیق نقص واروده  
 تحقیق با خروج  
 از آنکه قدرت بر او

صاع اندگندم یا آرد آن یا سویق آن یا یک صاع از خرما یا کشمش یا جو یا قمیث اینها و این  
 فضل است زیرا که حاجات فقرات منوع بیباشند پس قیمت از جهت نظر بر حال ایشان قیمت  
 و اگر خود میت در حالت مرض نصیبت نکرده بود و حتی که بمرد و تبرع نمود از جانب  
 او ولی او یا تبرع نمود شخصی اجنبی برائے او جائز است انشاء الله تعالی لان سبحانم قال  
 فی بیع الوارث بالاطعام فی الصوم یجزیه ان شاء الله تعالی من غیر جزم و فی  
 البصائیر یجزم بالاجزاء کذا فی المراتی و اگر تبرع نمود کسی غناقی غلام خویش از جانب او  
 صحیح نخواهد شد مالمنا بخلاف وصیت او برای اعتناقی که آن جائز است و اگر وصیت  
 کرده است حج کنایه خواهد شد از منزل او از ثلث مال او اگر مال او از منزل بر آج حج  
 کافی باشد و اگر از منزل کافی نشود تا از هر جا که کافی شود بکناند و اگر تبرع حج برای او کردن  
 خواهد تا باید که از هر جا که خواهد بکند از منزل میت ضروری نیست و ارث باشد یا غیر و ارث  
 صحیح نیست ولی و غیر ولی را که روزه دارد از جانب میت یا نماز خواند از جانب او بقوله  
 علیه الصلوة والسلام لا یهم احد عن احد ولا یصله احد عن احد و لکن یطعم  
 عنه و ما در من قوله صلوات الله علیه و الله و صحیح مسلم فصوحی عن امك و قوله صل  
 الله علیه و الله و صحیح مسلم من مات و علیه پیام صام عنه ولیه فتنسخ عدا  
 فی البرهان و غیره کذا قال الطحطاوی و غیره و اگر در آن نباشد آن مال که میت آن وصیت  
 کرده بود برای آن واجبات که بر میت بودند یا ثلث مال او کافی نشد برای آن واجبات  
 یا وصیت نکرده بود هیچ چیز و کسی تبرع نمود برائے او از وارث و غیر وارث چیزی اندک  
 که آن کافی نمیشود از جمیع واجبات فوتیه پس جلیله برای برمی لزمه کردن میت از جمیع  
 ما علیه قیمت که اولاً مقرر کنند این مقدار را بر برای چیزی از نماز یا روزه یا غیره یا که بر ذمه  
 میت بودند و بدین مقدار را بسکینی بقصد استفاط آن چیز که روزه شود از میت  
 پس ساقط خواهند شد واجبات فوتیه از ذمه میت باین قدر پس بعد از قبض فقیر به بخشند  
 آن مقدار را بولی یا اجنبی و قبض کند ولی یا اجنبی تا که بشه تمام شود و مالک گردد و  
 باز بخشند و سبب بقبض برای استفاط میت متبرعاً بمنه پس ساقط خواهند شد از

بینه فی بیع الوارث بالاطعام فی الصوم یجزیه ان شاء الله تعالی من غیر جزم و فی البصائیر یجزم بالاجزاء کذا فی المراتی و صحیح نیست و ارث باشد یا غیر و ارث صحیح نیست ولی و غیر ولی را که روزه دارد از جانب میت یا نماز خواند از جانب او بقوله علیه الصلوة والسلام لا یهم احد عن احد ولا یصله احد عن احد و لکن یطعم عنه و ما در من قوله صلوات الله علیه و الله و صحیح مسلم فصوحی عن امك و قوله صل الله علیه و الله و صحیح مسلم من مات و علیه پیام صام عنه ولیه فتنسخ عدا فی البرهان و غیره کذا قال الطحطاوی و غیره و اگر در آن نباشد آن مال که میت آن وصیت کرده بود برای آن واجبات که بر میت بودند یا ثلث مال او کافی نشد برای آن واجبات یا وصیت نکرده بود هیچ چیز و کسی تبرع نمود برائے او از وارث و غیر وارث چیزی اندک که آن کافی نمیشود از جمیع واجبات فوتیه پس جلیله برای برمی لزمه کردن میت از جمیع ما علیه قیمت که اولاً مقرر کنند این مقدار را بر برای چیزی از نماز یا روزه یا غیره یا که بر ذمه میت بودند و بدین مقدار را بسکینی بقصد استفاط آن چیز که روزه شود از میت پس ساقط خواهند شد واجبات فوتیه از ذمه میت باین قدر پس بعد از قبض فقیر به بخشند آن مقدار را بولی یا اجنبی و قبض کند ولی یا اجنبی تا که بشه تمام شود و مالک گردد و باز بخشند و سبب بقبض برای استفاط میت متبرعاً بمنه پس ساقط خواهند شد از

صورت جمله استفاط میت



میت بقدر آن مقدار نیز باز بخشد فقیر برای ولی یا برای حبیبی قبض کند ولی یا حبیبی  
 پس باز بدید این ولی باین فقیر مترعاعن للیت و این چنین کند بار بار تا آنکه ساقط  
 شود از زومه میت آن واجبات فوتیه که در ضمن این کس بر آن میت لازم بودند و هذا  
 هو المخلص في ذلك انشاء الله تعالى بمنه وكرمه وفي الدر المننقى اهم اذا  
 الادوا الاخراج عنه بحسب عمر بغلبة الظن ويخرج مدة الصبا وهي اثنا عشر  
 في الغلام وتسعة في الانثى ويخرج عنه بقدها ان كان عندهم ما يكفي والا  
 فمدفع مراد انتهى قال الطحطاوي وذلك لاحتمال نقصان صلوة بترك ركن او  
 شرط فان الكثير من الناس لا يحسن اداءها ودر شرح کثر فارسی گفته که واجب است  
 بر کسی که ساقط نشده از زومه اش واجبات و صوم صلوة آنکه وصیت کند نزد موت خود  
 با دار فدیة آنها هر قدر که بر زومه اش مانده و واجب میشود بر ورثه که بدهند مساکین  
 را از ثلث مال بیدل هر نماز فوتیه از نماز پنجگانه و در ترو بیدله هر روزه نصف صاع  
 گندم یا یک صاع از جو یا خرما نزد او نزد امام شافعی رجه الله تعالی یک مد و اگر وصیت  
 نکند لازم نمیشود لیکن مستحبست و از آنان که بر تع کند برائے آن میت و  
 کفایت میکند میت را انشاء الله تعالی این چنین گفته است امام محمد در زیادات  
 کذا فی اصول فخر الاسلام و شرح شیخ ابن العمامه و اگر نگذار دل را فرض گیرند و در  
 نصف صاع و بسکین بدهند پس از آن تصدق کند آن مسکین بر وارثه و باز بدید  
 آن وارثه بسکین بدهد و واجبات فوتیه و همین طریق کنند تا آنکه تمام شود فدیة کذا  
 فی الخلاصه و نیز مستحبست که ادا کنند فدیة را بر سبیل تبرع در صونیکه نماز و روزه  
 از میت فوت شده باشد بے لزوم قضا بامید قبول از عفو و فضل کریم عم حسانه  
 و متعارف چنانست که حساب کنند اول سالها عمر میت را هر قدر که باشد و او نے  
 مدت بلوغ نزد او مرد و دو از ده سال و در زن نه سال است آن قدر وضع کنند  
 که این مدت عدم تکلیف از شایع است و باقی را مقابل شهرش نماز واجب هر  
 شب هر روزه صاع کامل گیرند و ماهله کے کامل از رمضان شی روزه غنبار کنند

میت بقدر آن مقدار نیز باز بخشد فقیر برای حبیبی قبض کند ولی یا حبیبی  
 پس باز بدید این ولی باین فقیر مترعاعن للیت و این چنین کند بار بار تا آنکه ساقط  
 شود از زومه میت آن واجبات فوتیه که در ضمن این کس بر آن میت لازم بودند و هذا  
 هو المخلص في ذلك انشاء الله تعالى بمنه وكرمه وفي الدر المننقى اهم اذا  
 الادوا الاخراج عنه بحسب عمر بغلبة الظن ويخرج مدة الصبا وهي اثنا عشر  
 في الغلام وتسعة في الانثى ويخرج عنه بقدها ان كان عندهم ما يكفي والا  
 فمدفع مراد انتهى قال الطحطاوي وذلك لاحتمال نقصان صلوة بترك ركن او  
 شرط فان الكثير من الناس لا يحسن اداءها ودر شرح کثر فارسی گفته که واجب است  
 بر کسی که ساقط نشده از زومه اش واجبات و صوم صلوة آنکه وصیت کند نزد موت خود  
 با دار فدیة آنها هر قدر که بر زومه اش مانده و واجب میشود بر ورثه که بدهند مساکین  
 را از ثلث مال بیدل هر نماز فوتیه از نماز پنجگانه و در ترو بیدله هر روزه نصف صاع  
 گندم یا یک صاع از جو یا خرما نزد او نزد امام شافعی رجه الله تعالی یک مد و اگر وصیت  
 نکند لازم نمیشود لیکن مستحبست و از آنان که بر تع کند برائے آن میت و  
 کفایت میکند میت را انشاء الله تعالی این چنین گفته است امام محمد در زیادات  
 کذا فی اصول فخر الاسلام و شرح شیخ ابن العمامه و اگر نگذار دل را فرض گیرند و در  
 نصف صاع و بسکین بدهند پس از آن تصدق کند آن مسکین بر وارثه و باز بدید  
 آن وارثه بسکین بدهد و واجبات فوتیه و همین طریق کنند تا آنکه تمام شود فدیة کذا  
 فی الخلاصه و نیز مستحبست که ادا کنند فدیة را بر سبیل تبرع در صونیکه نماز و روزه  
 از میت فوت شده باشد بے لزوم قضا بامید قبول از عفو و فضل کریم عم حسانه  
 و متعارف چنانست که حساب کنند اول سالها عمر میت را هر قدر که باشد و او نے  
 مدت بلوغ نزد او مرد و دو از ده سال و در زن نه سال است آن قدر وضع کنند  
 که این مدت عدم تکلیف از شایع است و باقی را مقابل شهرش نماز واجب هر  
 شب هر روزه صاع کامل گیرند و ماهله کے کامل از رمضان شی روزه غنبار کنند

مقتضای احتیاط در فقه مذکور است  
 و در بعضی موارد احتیاط واجب است  
 و در بعضی موارد احتیاط مستحب است  
 و در بعضی موارد احتیاط مکروه است  
 و در بعضی موارد احتیاط حرام است  
 و در بعضی موارد احتیاط جایز است  
 و در بعضی موارد احتیاط نافذ است  
 و در بعضی موارد احتیاط باطل است  
 و در بعضی موارد احتیاط صحیح است  
 و در بعضی موارد احتیاط ناصح است  
 و در بعضی موارد احتیاط ناصحانه است  
 و در بعضی موارد احتیاط ناصحانه واجب است  
 و در بعضی موارد احتیاط ناصحانه مستحب است  
 و در بعضی موارد احتیاط ناصحانه مکروه است  
 و در بعضی موارد احتیاط ناصحانه حرام است  
 و در بعضی موارد احتیاط ناصحانه جایز است  
 و در بعضی موارد احتیاط ناصحانه نافذ است  
 و در بعضی موارد احتیاط ناصحانه باطل است

نافذیه نمازهای یک سال که صد شصت روز است یک هزار و هشتاد و پنج صلح حاصل آیند  
 و برین مقدار پانزده صلح قدیر روزهای ماه رمضان دیگر افزاینده تا همگی  
 قدیه تمام سال یک هزار و نود و پنج صلح شود بهین قدیه سالهای تمام عمر را حساب کنند  
 و حاصل آن را هم فقد که باشد موافق قیمت آن وقت مبلغ مشخص نماید و بنا بر ضرورت  
 حضرت مصطفی را بمثل آنقدر زر بدست فقیر اولاب فرود شد و پوی تسلیم نمایند تا آن  
 قدر زر بر زمینش دین شود پس بگویند آنقدر زر که بر ذمه تو دین است عوض قدیه  
 نماز روزها و دیگر واجبات فونیة فلان میت که باین مقدار میرسد ترا دادیم و بگوید  
 فقیر قبول کردم و اگر مبلغ حساب نکنند قرآن یا مردار یا دیگر چیز بیش قیمت  
 را از کسی گرفته بمثل آنقدر حبس بدیه کنند تا همین جنس بر زمینش دین شود و آنرا عوض  
 قدیه پوی بخشند و او قبول نماید نیز کفایت کند و مشهور و منقول در اکثر کتب چنان است  
 که قدری گندم که میسر شود منجمه قدیه بنام آن میت بفقیر بدهند و همچنین مکر کنند  
 تا آنکه قدیه نماز و روزه ما و دیگر واجبات فونیة تمام عمر او شود کذا فی کشف الغطا و  
 مسائل همه موقوف ثانی و در کتب زخار و لالی فاخره فی تذکره  
 الآخرة آورده است که چون شخصی بمیرد و نمازهای فریضه و واجبات روزه  
 های شهر رمضان و کفاره یکین سجد و سهو و سجده تلاوت یا واجب دیگر از  
 واجبات بر ذمه او باشد پس اگر آن شخص برائے ادای قدیه حقوق مذکور و وصیت  
 ده باشد از ثلث مال او دهند اگر کافی باشد پس میاید که اول سالها عمرش را تعیین  
 کنند بعد از آن از مرد و دوازده سال و از زن نه سال که اقل است بلوغ است احتیاطاً  
 ساقط کنند بیت سالها آن مرد را حساب یسازد + بیشتر از بلوغ را اندازه  
 اعتبار بلوغ باید کرد + بزنان نه دوازده یا مرد +  
 پس در سالهای مابقی عمر نماز هر شبانه روز را اعتبار کنند و در  
 کفالت نماز پنج وقتی هر روز یک و تر دو و آثار گندم مقرر سازند  
 پس برائے یک روز دوازده آثار گندم می شود و آثار برائے

نماز پنجگونی و دو آثار برائے وتر و پہین حساب برائے یک ماہ نیم من میرسد  
 برائے یک سال بیک صد ہشت من برائے روزہ یک ماہ رمضان یک نیم من نیم  
 میشود پس مجموع یک صد و نیم من گردید و من چہل آثار است بعد از ان  
 یا اندازه حساب مذکور یک سال ہر قدر کہ سین عمرش مقرر کنند بہمان حساب  
 ان قدر گندم معین نمایند و حصہ صلوٰۃ و صوم مؤدی از ان ساقط نمودہ  
 آن قدر گندم کہ باقی ماند یا قیمت آن بختا جان مسکینان یا بیک کس کہ مالک  
 نصاب نباشد بدہندہ اگر ثلث مال او کافی نباشد پس ورثہ نبرعا از طرف خود  
 مقدار ان را کامل کردہ ادا کنند و اگر بیت ان قدر مال نگذاشتہ باشند ورثہ ہم مقدار  
 ندادند کہ ادای ان کنند پس درین وقت در ادائیگی فدیہ نمایند بدین منطکہ ہر قدر گندم  
 مقرر کردہ باشند در عوض قرآن مجید یا شمی قیمتی مثلاً مروارید و جز ان کہ مالک ان  
 کس باشد خصوصاً مسلمانان بردست گرفتہ بمسکینی بفروشد چنانچہ کہ این مصحف مجید را  
 در عوض ان قدر گندم بدست تو میفروشم و ان مسکین ان را قبول کند و دو کس گواہ باشند  
 پس ان قرآن از ان مسکین شد و ادا کنند مفرہ بر و لازم آمد بعد از ان بلع قرآن  
 بمشتری یعنی بققیہ گوید کہ بر ذمہ فلان میت این فلان نماز نامی پنجگانہ و واجبات  
 چندین مدت و روزہ ہائی شہر رمضان از بعضی حقوق خدا تعالی کہ واجب الادا بود  
 بابت فدیہ قوائت آنها کہ حالا از ادای ان عاجزست من ترا آن قدر گندم خود را کہ عوض  
 ان مصحف بر تو فرضست و حقوق فدیہ ان فلان متوفی بود ادا م قبول کردی ان  
 مسکین گوید قبول کردم پہین طور سہ مرتبہ پس از حضرت زہد و غفار امیر را سخت  
 کہ ان میت را بفضل و کرم عمیم خود نجات بخشہ و برائی سجدہ سہ و سجدہ تلاوت دو  
 آثار گندم و برائے کفار و کین نسبت آثار گندم حساب نمودہ بہمان اندازه بر ان بے  
 فرزند کذا فی زاد الاخرۃ ہوقف سووم باید دانست کہ عبارات مکررہ  
 درین مسئلہ علی رغم بعض جمعا آوردہ شد کہ ایشان منکر این طریق استقاط اند  
 و میگویند کہ این طریق از طرف خود بعضی مایان وضع نمودہ در بیچ کتاب لایق

سووم از بیچ کتاب لایق

از آن نیست و اشده تر در انکار این جیده و با پیوستند و میگویند که این محض لغو و بیفایده  
 است بلکه با خدا بیغالی مگر و دعا نمودن است و این فرقه جهال نمی فهمد که در جو از جیده  
 قرآن وارد شده است و از مجتهدان بن مثل امام محمد و غیره رحمة الله علیهم جمعی درین  
 امر ابواب فصول منقول اند و در شباه و نظائر و در ملقط کتاب الجیل و کتاب  
 الخراج ازین مراد است در شباه و نظائر گفته که قال فی الملتقط قال ابوسلیمان  
 کذبوا علی محمد لیس له کتاب الجیل و انما هو الهرب من الحرام و التخلص منه  
 حسن قال الجموی محشی الاشباه قال فی التتاریخ انبیا مذهب علمائنا ان کل جیده  
 تختال بها الرجل لا یطال حق الضیر او لا یدخل شبهة فیه فیه مکرهة یعنی تحریمها و فی  
 العیون جامع الفتاوی لا یبعه ذلك و کل جیده یختال بها الرجل لیتخلص بها  
 عن حرام او لیتوصل بها الی حلال فیه حسنة و هو ما نقل عن الشعبي لا یأس  
 بالخیلة فیما یجمل و قال الله تعالی و خذ بیدک ضغثا فا ضرب به و لا تخنت  
 هذا تعلیم المخلص یوب علی الصلوة و السلام عن عیینه التي خلفت لیضربن  
 امراته ما تهو و قد تعلق محمد بهذا الاية فی مسائل الجیل و الخصایف رح لم  
 یعلق بها فی جیده قیل لان حکمها منسوخ و عامة المشائخ علی انه لیس بمنسوخ  
 و تکلون فیها بینهم فی البرقیه قال بعضهم ان یأخذ الخالف مائة عود و یبوی  
 رؤس الاعواد قبل الضرب و عن ابن حیماس رضی الله عنهما انه قد  
 وقعت وحشة بین هاجرة و سادة فخلت سارة ان ظفرت بها قطعت عضوا  
 منها فارسل الله تعالی جبرئیل علیه السلام الی ابراهیم علیه الصلوة و السلام  
 ان یصنم بینهما فقالت سارة ما جيلة عیثی فادعی الله تعالی ابراهیم علیه  
 الصلوة و السلام ان یامر سارة ان تتقبأ ذیها جرة فمن ثم تقوب الاذان  
 کذا فی التتاریخ انبیا انتهى و در حدیث صحیح متفق علیه آمده عن ابی سعید الخدای  
 قال جاء یلال الی النبی صلی الله علیه سلم فیر فی فقال له انی صلی الله علیه سلم  
 من ابن هذا قال کان عندنا تمر و فی فبعت من صاعین بصاع فقال آوّه عین

لای یقولون ان طلق الجیل لیس صحیح یعنی لا یجیل صلاوات بحیثه یوب علی الصلوة  
 لای یقولون ان طلق الجیل لیس صحیح یعنی لا یجیل صلاوات بحیثه یوب علی الصلوة

الربوا عين الربوا لا تفعل ولكن اذا اردت ان تشتري قيع التمر ببيع اخر ثمة  
 اشتریه قال العلامة على القارى في اللغات شرح المشكوة هذا الحديث كالذى قبله  
 صريح في جواز الجيلة في الربوا وهو الذى قال به ابو حنيفة والشافعى رضي الله عنهما  
 ويأنه انه صلى الله عليه وسلم امره ان يبيع الردى بالدرهم ثم يشتري بها الجيد  
 ظاهر التباين يدل على انه ليس في ذمته والا ليبينه له انتهى وشرح الحديث كقولنا  
 ومشكوة واقع ابن است عن ابى سعيد ابى هريرة عن رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم من عمل رجلا على خبير فجاؤتم بخيبي فقال النبي صلى الله عليه وسلم اكل تمر خبير  
 هكذا قال لا والله يا رسول الله انالناخذ انصاع من هذا بالصاعين والصاعين  
 بالثلاث فقال لا تفعل بع الجمع بالدرهم ثم تبع بالدرهم جديا وقال في الميزان  
 مثل ذلك متفق عليه وقد روى هذا الحديث الامام محمد في صوطائه وقال  
 بعض المهرة من معاصرينا في تعليقاته قوله بع التمرك الخ اشارة بما يتجنب بها  
 عن الربوا مع حصول المقصود ايجته جماعة من فقهاءنا وغيرهم على جواز الجيلة في  
 الربوا ونوعا عليها فروعها حتى ان العبرة في امثال هذا على النية فانما لكل امرء ما رزى  
 انتهى وقال بعض محثيه قوله بع الجمع الخ ذلك جيلة شرعية في دفع الربوا ومن  
 هذا علم شرعية الجيلة انتهى ونيز علامة على القارى وشرح مشكوة تحت  
 حديث ابى حميد الساعدي كاستعمل النبي صلى الله عليه وسلم رجلا من الازديقال له  
 ابن اليتيمة الحديث اوروه ان من القواعد المقررة ان اللوماسل حكم للمقاصد فيسيلة  
 الطاعة طاعة ووسيلة المعصية فابو حنيفة والشافعى وغيرهما من بزر الجيلة  
 من الجماهير يا حوا الجيلة عند حسن النية وتخليص المسلم اليتم الذي  
 ضاق الامر عليه وشاق في الربوا وغير لان النبي صلى الله عليه وسلم  
 عامه على خبير وقد قال له ان يشتري صاع تمر جيد بصاع ردى  
 جيلة يخرج من الربوا وهي ان يبيع الردى يدراهم ولا يشتري  
 بها الجيد انتهى ملخصا ودر ابن ماجه حديثي صريح ورجوز جيلهم ورجوز نواب

مغزول به وبال که مجد و ندرت نشا و فرق محذرت است در فائده نبی و ششم در المعنی من کلاب  
المفتی نیز آورده که فان من تصدق فی جيلة فی جائزة یكلا شیهة و بلاه عسداة  
فیها التخلیص المستفتی بها من حرج جاز ذلك بل استحب قدر الله تعالی  
نبیہ ابوب علیه السلام الی التخلیص من الحنث بان یاخذ سیداً ضغفاً فیضرب  
بالمواة ضرباً واحداً و ارشاد النبى صلی الله علیه وسلم الی بیح التمزید برهم قرا اخر  
فی تخلیص من الوباء فان الخارج ما خلص بها من الما ثم واقع الجیل ما وقع فی  
المحا و اسقط ما اوجبا لله تعالی و رسوله من الحق اللانم و قد فكر الحاق ابن القیم  
فی اعلی الموقین من النوعین فلعلك لا تظفر بجهنمی غیر ذلك لکن انتی برحمتک  
مجد و ندرت ایشان بر ای دفع حرج نیز جوار مجید بلکه استجابک با بیان خود تسلیم نموده باشم الشیوخ خود  
شد ایشان رسایند هنوز تقلیدش جای بیت و لعل در قبو بیتش و محل چون چرا  
در علتش نمائند موقوف چهارم از منزل سوم باید دانست  
که قدیر جمیع صلوات و روز بابیکه از مساکین و ادن جائزست سواست  
از کفاره یکین که نفس در عدد او واقع شده است و همچنین است کفاره ظاهر سیر  
خدا تعالی فرموده است من لم یستطع فاطعام ستین مسکیناً قال العلامة لشر  
نمائی فی موا فی القلام و محشیه العلامة الطحطاوی و يجوز اعطاء قدر یصلو و صیام  
ایام لو احد من الفقرا جلة بخلاف کفارة الیمن حیث لا یجوز ان یندفع بل لو احد  
اکثر من نصف صاع فی یوم النص علی العمد فیها و کذا ما نص علی عدو کفاره  
لکفارة الظهار علی ما ذکره المنصف فان الله تعالی قال من لم یستطع فاطعام  
ستین مسکیناً و اگر آن مال استفاطر البقیری و ادند و آن فقیر باز کسی انمیدهد و منتقل  
شد بان مال پس ظاهر نیست که آن فقیر مالک آن مال میگردد از وجیرا نگیرند لکن در  
حقیقت بان مال حقوق بواتی مساکین حاضرین اصحاب عهد از انمه مساجد و خوا دم  
بآنها متعلق اند بدون رضا جمیع آن را گرفتن حلال نیست گویا که اول کسیکه مال استفاطر  
داده است این جمیع حاضرین اصحاب حقوق داده و ایشان متفق شده حصص

موقف چهارم از منزل سوم

خود را در یک جا گذاشته برای تخلیص برادر مومن حیلہ او و نذر مکر را دستہ کر را اسے  
 مایحصل بللطوب میکنند گویا کہ وراول ایشان باتفاق مقرر نمودند کہ تقسیم این مال  
 بحسب حصص خود بعد از ادای حیلہ کردہ خواهد شد عرفا پس ہر کہ قبل از ادای حیلہ بعد از  
 ادای آن تنہا قابض شدہ مستقل بان مال میگردد گویا کہ او حقوق بواقی اہل حقوق و صاحب  
 مساکین تلف کردہ مخالفت طریقہ مقررہ و عہدیتہ حاضرین مجلس و غیر اہل بلا خود  
 مے کند کہ المعروف کا مشروط فی الخطا دینہ و کلابد من نکواد النقص الدفع حتی  
 یسقط ماکان بظنہ علی المیت من صیام او صلوات و نحوہا من الواجبات  
 و ہذا المخلص فی ذلک ان شاء اللہ تعالی ثم لو اخذها احدہم عند قبضہا  
 ولم یدفعها واستقل بہا فی ذلک الظاہر انتہی و در مرض فدیہ نیاز و ادای حیلہ  
 نیست بخلاف صوم کہ فدیہ او در مرض او نیز جائزست کذا فی الطوطا و یہ موقف  
 پنجم از منازل سوم مخفی نماند کہ تعیین وقت ادای فدیہ صراحتہ در کتاب نظر  
 نیامدہ لیکن تعجیل در ادای آن بعد از پرواز شدن روح میت ضروریست بہر حال  
 کہ در ادای یون و توبہ انابت تعجیل ہر گاہ ممکن مطلوبست و لکن ما قبل شہر خمسہ قد  
 لا و تعجیلہا حسناً + دفعی ماسوہا تانی واسع المہل + ترویج کفو و مینہا لثالثہ  
 دفع الدیون تب اللہ من ذل + و الخاص لصیفت اذیانیک فی ثول + فقہ  
 کہ بحیثیت الجت و احتفل لیکن اولی النسب بظہارت ظاہر یہ آیت کہ بعد از  
 مت قبل از برداشتن جنازہ باہتمام تمام واجبات مالا کلام نہ میت یا درسی عملہ فرا  
 قلب شستہ عمریت را شمار شود موافق فرمودہ علماء کبار حیلہ بطریقے کہ مسطور است  
 بجا آرد سستی و غفلت بے پرواہی را خصوصاً درین جا باچنین لا چاری و کسی  
 و بلے اختیار می کہ بغیر از فضل رحمت علمہ رب العلمین و ارحم الراحمین و شفاعت سید  
 المرسلین و عباد اللہ الصالحین و یاری عامہ برادران مسلمین چیزی ندارد و آن بچارہ  
 درین حالت باین فدیہ این حیلہ بسیار محتاجست درین وقت باین کہ بعضی  
 ولی اتفاتی و مخصوصی اینکین نے اختیار و اداشتن شیوہ اہل قایمہ القلوب کہ بجدول اعاجلہ

موقوفہ بہر نیکوکار

ویدانند ما ولاء هم است احاذنا الله من شیونهم و نیز فائده در ادای فریضت  
 حقیقه یا حیل بعد از غسل میت قبل از برداشتن جنازه اینست که در بعضی کتب نوشته که  
 بعد از نماز جنازه نشسته یا ستاده دعا خواندن مکروه است کما فی السائل اطهته که بعد از  
 نماز جنازه بزودی او را دفن کنند و در دعا و غیره کردن تاخیر در دفن می آید و عمده دعا  
 که آن نماز جنازه بود کرده شده است و نیز بعد از غسل میت که آن نظافت ظاهری  
 میت است فریبه دادن که نظافت باطنی است آنست که بینا پیش صدقات نقلیه اولویت دان  
 آنها در بعضی کتب قبل از برداشتن جنازه پیش از دفن ذکر نموده اند چنانچه در زاد الاخرة از  
 شرح برنج و شرح الصمد فی احوال الموتی و القیوم آورده است که تصدق و خواندن  
 قرآن بر میت دعا در حق او قبل از برداشتن جنازه پیش از دفن سبب نجات از احوال  
 آخرت و عذاب قبرست پس اولیا میت را باید که در روز وفات بقدر تیس از برای او تصدق  
 کنند و از نقد و جنس بفقرا و غریبا بدهند قال علیه السلام تصدقوا للموتی که قبل از دفن  
 فعل الله یجبه بذلك و ایضا قال علیه السلام تصدقوا للموتی که قبل از دفن لیکن  
 ذلك فدیه له من ایدک ملئکة العذاب انتمی موقف شلتم از منزل  
 سوم باید دانست که در حمل جنازه سنت است که چهارم و هر پایه سر بر یکدیگر گرفته بر  
 دانند و هر که بر دارد چهل قدم بردارد و اما در آنه علیه السلام قال من حمل جنازة العین  
 خطوت تکفرت عنه الربعین کبیرة و الا ابو بکر الیخاری کذا فی الجبله لیکن این چهل  
 قدم باین وضع رسانند که زیر هر پایه ده قدم شوند بی آنکه در بعضی پایه کشوند و بعضی  
 پایه متروک مانند طاردی عبدالرزاق و ابن ابی شیبته حدیثا یجتنعن من صورین  
 المضمعن عبد الله بن قسطاس عن ابی حنیف عن ابی عن عبد الله بن مسعود  
 رضی الله عنه قال من اتبع للجنازة فلیأخذ بالجوانب السریة لا یقتروا و یأیضا حدیثنا  
 هشام عن ابی عطاء عن علی الازدی قال رأیت ابن عمر یجارت فحمل یونیا المشرا الاربعة  
 و روی عن عبد الرزاق قال اخبرنی ثوری عن جاد بن منصور اخبرنی ابوالخزم  
 عن ابی هریرة قال من حمل الجنازة بجوانبه الاربعة فقد قضی الله علیه روی محمد

این چهار سنت که در احوال  
 جلدات که از احوال  
 موقع مسکن نیست  
 صدوقی از شرح  
 شده پس کوفت  
 کما فی السائل  
 جواز سلام نماز جنازه  
 است و حضرت زده کما  
 کما فی السائل  
 جواز سلام نماز جنازه  
 است و حضرت زده کما  
 کما فی السائل

باید دانست که در حمل جنازه سنت است که چهارم و هر پایه سر بر یکدیگر گرفته بر دانند و هر که بر دارد چهل قدم بردارد و اما در آنه علیه السلام قال من حمل جنازة العین خطوت تکفرت عنه الربعین کبیرة و الا ابو بکر الیخاری کذا فی الجبله لیکن این چهل قدم باین وضع رسانند که زیر هر پایه ده قدم شوند بی آنکه در بعضی پایه کشوند و بعضی پایه متروک مانند طاردی عبدالرزاق و ابن ابی شیبته حدیثا یجتنعن من صورین المضمعن عبد الله بن قسطاس عن ابی حنیف عن ابی عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال من اتبع للجنازة فلیأخذ بالجوانب السریة لا یقتروا و یأیضا حدیثنا هشام عن ابی عطاء عن علی الازدی قال رأیت ابن عمر یجارت فحمل یونیا المشرا الاربعة و روی عن عبد الرزاق قال اخبرنی ثوری عن جاد بن منصور اخبرنی ابوالخزم عن ابی هریرة قال من حمل الجنازة بجوانبه الاربعة فقد قضی الله علیه روی محمد



ابن الحسن انا ابو حنیفة ثنا منصور بن المعتمر قال قال السنن محل الجنانة بجوانب  
 السریة الاربعة واما ابن ماجه لفظه من اتبع الجنانة فلیاخذ بجوانب لسریة  
 کلها فانه من السنة ثمان شاء فلیدع الی ان حدیث اربعین خطوة فار حدیث یسجد بجوانب  
 الاربعة الاربعة من کل قدم زید بر پایه سریر محل نماید بکر از زید بر احدی ترک زید احدی  
 صور نشین است که زید بر پایه یمن مقدم میت زید محل نمود و زید بر پایه یمن مؤخر میت عمر محل  
 نمود و یسار مقدم میت بکر گرفت و یسار مؤخر خالد گرفت <sup>بکر مقدم</sup> <sup>بکر مقدم</sup>  
 پس اصل دین هر چهار زید است که او را دو فضیلت اند فضیلت تقدم و فضیلت یمن و  
 مثلاً به اوست بکر که فضیلت تقدم دارد پس وقت ابدال زید بکر هم متبدل میگردد و همچو که متبدل  
 شده بود اگر زید بطرف خود که یمن است متبدل گشت بکر نیز بطرف خود متبدل خواهد کرد و اگر  
 زید بجانب مخالف که یسا میت است رفت تا بکر هم بجانب مخالف خود که یمن میت است  
 خواهد رفت و مؤخرین هر دو تابع متقدمین اند در روش متبدل چون این باشد هنوز امام  
 مسجد محله را باید که از اخراج میت از خانه او متصل زید بکر همراهش ده قدم برود بعد  
 از آن بگوید حالین را که بالیسید پای زید را خود بگیر و باید بگر کس حواله نماید زید را بگوید  
 که بجای عمر رود و عمر و بجای زید بکر بعد از متبدل ایشان ایشان را تا ده گذاشته بجانب  
 چپ فته مقابل من ایشان را نیز بهمین نحو متبدل کند یعنی بکر را بجای خالد برود و خالد را  
 بجای بکر بعد از متبدل هر چهار آمده متصل زید بکر بگوید که بزرگوارم که ده قدم و ندیدار گوید  
 حالین را که بالیسید پای پسین یمن یا خود برود یا بجای او بگر کسی کند زید را امر کند  
 که ازین طرف بطرف مقابل مخالف که مقدم یسا میت است برود و از آنجا خالد را بجای که مؤخر  
 یمن است بفرستد و بعد از متبدل ایشان را بر حال گذاشته نزدیک گرفته پای مؤخر یسار یا  
 خود گرفته یا بگر می حواله نموده بکر را بگوید که بجای عمر رود که مقدم یمن است و عمر و آنجا  
 بفرستد بعد از متبدل ایشان بجای خود آمده همراه زید بکر تا ده حکم کند که بروند و قتی که  
 ده قدم بزرگوارم که از رفتن بازماند پس پای مقدم یسار را بدست خود گرفته یا از دیگر  
 کس تکمیل نموده زید را بگوید که بجای عمر رود که مؤخر بسیار است و عمر مقدم بسیار باد و

فما  
 بین  
 بکر  
 و  
 خالد  
 است

ایشان را برین گذاشته بجانب برگزفته بگردانید جای خالده کرده خالده را بجای بگردانید باز آمده همراه  
 زید بسیار مؤخر باشد و بگوید که بروند و قتیکنده قدم رفتند هنوز قدمها این حالین اریح  
 چهل شل اند زیر پای سر برده ده زید ده قدم زیر پای بکن مقدم تمام کرده ده زیر پای  
 بکن مؤخر تمام کرده ده زیر پای بسیار مقدم تمام کرده ده زیر پای بسیار مؤخر تمام کرده حق میت  
 از دمه خود ادا نموده خواه از پس بگذار و یا حمل کند و همچنین عمر و اول ده قدم زیر پای  
 بکن مؤخر برداشت باز ده قدم زیر پای بکن مقدم برداشت باز ده قدم زیر پای  
 مؤخر بسیار برداشت بعد از آن زیر پای بسیار مقدم ده قدم برداشت چهل تمام ساخت  
 و همین معامله بگردانید که ده قدم اول زیر پای مقدم بسیار برداشت بعد از آن مؤخر بسیار  
 و بعد از آن مقدم بکن بعد از آن مؤخر بکن و کذا لک خالد که اول ده قدم زیر پای مؤخر  
 بسیار از مقدم بسیار باز مؤخر بکن باز مقدم او تمام کرده از حق میت بری الذمه گشت پس امام  
 محاسب ضروری است بعد از تبدیلی حالین اریح آمده نزد زید بایستد عمر را خواه خواه و نظر خود  
 ملحوظ وارد که بعد از تبدیلی زید در مقابل و همون پنج بگردانید با مقابل و تبدیل نماید حساب خطا  
 کنند این ترتیب مفصلاً در زاد الاثره مذکور است و آنچه در کتب فقه صرف خطاب بصاحب  
 مقدم بکن کرده میگویند که وضع مقدم بعینها علی بینک ثم و جزها کذا لک ثم مقدم بسیار  
 علی بسیار کتم مؤخرها کذا لک آن برای شرافت صاحب مقدم بکن که آن ابوابی و همین کورین  
 فیما بین فضل و شرفست و سوی این صوت که برای شمار قدم طالبان است نوشته شد بهر صورتی  
 موافق احادیث و کتب فقه نمی افتد فاعلم و اعظما موقوف هفتاد منزل سوم  
 منتخب است که بر پیشانی میت یا کفن او برابر سینه عهدنامه از سیاهی بکلوخی یا دیگر چیزی برنج  
 الذاب نویسد قال فی الدار للجنار اوصی بعضهم ان یکتب فی جبهته و صدق فی قوله  
 الله الرحمن الرحیم ففعل ثم رای فی اللتام فسل فقال لما وضعت فی القبر جاء  
 تضی مشکاة العذاب فلما راوا مکتوباً علی جبهتی بسم الله الرحمن الرحیم قالوا  
 امت من عذاب الله صاحب در مختار این واقعه عزیزه را دستک نموده  
 گفته که کتب علی جبهته المیت او عمامة او گفته عهدنامه برچی ان

کوفت با کفن زید بکن

يغفر الله للميت انتهى قال لعلامة الشامي قوله يرجي الخ مفادها لا ياخه والتدب  
 وفي البرازية قبيل كتاب الجنائيات وذكر الامام الصغار وكتب على جبهة الميت او  
 على هامته او كفته هذا ما يرجي ان يغفر الله تعالى الميت ويجعل المنان جناب المقبر  
 قال نصير هذا رواية في تجويد ذلك وقد روي انه كان مكتوباً على فخاذا فراس في  
 اصطبل فاروق جليس سبيل الله تعالى في فتاوى المحقق بن حجر الكاشاني سئل  
 من كتابة العهد على الكفن هو لا اله الا الله والله اكبر لا اله الا الله وحده لا شريك  
 له له الملك وله الحمد لا اله الا الله ولا حول ولا قوة الا بالله العلي  
 العظيم وقيل انه اللهم فاطر السموات والارض عالم الغيب والشهادة الرحمن  
 الرحيم التي اعهد اليك في هذه الحيا الدنيا التي تشهد انك انت الله لا اله الا انت  
 صدك لا شريك لك وان محمداً عبدك ورسولك صلى الله عليه وسلم فلا تكن على انفسى  
 تقربى من الشر تبعك من الخيروانا الا اثنى الا بجمتك فاجعل له عهداً عندك  
 توفينه يوم القيمة انك لا تخلف اليه اهل يجوز ولذا فاصراً فاجاب بقوله فقل  
 بعضهم نواد الاصول الترمذ ما يقتضيه ان هذا الاله هو الله ان الفقهاء يميل  
 كان يامر به ثم اتى بجواز كتابته قياساً على كتابة الله في اهل الزكوة واقر بعضهم وفيه  
 نظر قد اتى ابن الصلاح بان لا يجوز ان يكتب على الكفن لئلا يكف ونحوها خوفاً  
 من صديد الميت والقياس المذكور مهتوج لان القصد من التميز وهذا التبرك  
 فالاسماء المعظمة باقية على حالها فلا يجوز تعريفها للنجاسة والقول بان يطلب  
 فعله هو ذلك ان مثل ذلك لا يجوز به الا اذا صح عن النبي صلى الله عليه وسلم طلب  
 ذلك وليس كذلك او وقد مناقبيل باب الميلاء عن الفقهاء انه تكرر كتابة القرآن  
 واسماء الله تعالى على الدواب والحارث والمخدن وما يفرش وما ذاك الا لا  
 خرافة متخشية وطه ونحوه مما فيها انه فطنع هنا يا لافي طه مثبت عن المجتهد  
 او يتقل في حديث ثابت فتامل قول ور تامل او والله اعلم بما في القلوب عباده  
 ان شاء الله است بانك فتوى ابن صلاح راكبر منع كتابت سورة لئلا يسورة كهف كبر جميع

کفن زبر بالایش می آیند یعنی فتوی برای منع کتابت بعضی اسماء الله که حرف بجانب  
 بالاکفن و ستار میت میباشد تصویر بدن بجعل است که درین اختر از زهد میسر است  
 و در آن اختر از زو میسر نیست و آنچه گفته اند که و القیاس لمدکوه ممنوع لان القصد  
 ثما التمهید و لهذا التبرک اقول اینجا تمیز مسلمان از غیر او ملحوظ است مع الاخر از بی  
 ادبی تمام اکون آنچه گفته اند و کان مثل ذلک لایحججه به الا اذا صح عن النبی طلب  
 ذلک میگویم که صح عن النبی صلی الله علیه و سلم علیکم بسنتی و بسنة الخلفاء الراشدين المهديين  
 تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ رواه احمد ابو داود و الترمذی فی این ملحة  
 و احادیث کثیره آمده اند تا کید خد نسبت خلفا راشدين قد ثبت انکان مکتوباً  
 علی قناد اقراس فی اصطبل الفاروق جلیس فی سبیل الله تعالی و غیر ثابت شده است  
 جواز کتابت لله بر افتخار و نشر با و زکوة پس توفیقک اصل برای او یافته شد اجماع عامی  
 اسلام از خویش عوام همیورین است فکان هذا الذي يطلب فعله قد روى الدارمی فی  
 سنة ان النبی صلی الله علیه و سلم سئل عن الامم یحید لیس کتابت لاسنة فقال ینظر  
 فیہ العابدین من المؤمنین ظاهر است که عابدین بنده شان و خراسان عرب عجم همه بعد از  
 شیوع این سنت برین گذشته اند چنانچه حدیث بنده سخی فی الحدیث عبد الحق بن سیف الدین  
 ترمذی بلوی رحمة الله علیه تصانیف خود جای عمل او را جائز فرموده در عین حیوة خود برای خود  
 عهد نامه نوشته پسر رشید خود شیخ نور الحق را داده برای نهادن همراه کفن خود وصیت نمود  
 بودند و آنچه از فتح القدر نقل نموده اند که تکره کتابت القرآن و اسماء الله علی الدرامم الحجاز  
 و الحدان و ما یفرش ما خالک الا احرامه و حشیتة و طئه و برین قیاس کرده اند منع  
 کتابت کفن میت عهد میت را ازین قیاس محل است که در کتابت بر جردن و مثال ذلک  
 چندان فائده معتدیه است سوامی زینت و افتخار و سوامی ادبی بغالب ظن دیگر چیزی نیست  
 لان اسماء الله تعالی لا یصلان عن الاذواء غالباً فی امثال هذا الموضع بخلاف ما  
 کتبت علی عمامة للمیت او کفنه الی جانبها علاها الذي لا یلصق بجسد حقیقة فینتقم  
 به مع النظر الی الجانبین لان المیت ایضاً مثل الغریق للمتشیت بكل قلیل و حشیش

علاوه بر اینکه فقیرین  
 عیال زبال نظر و اجتهاد فتوی  
 است پس قول و بر عامی کذا  
 بل نظر نباشد خست  
 علی حقه علی بدن کثون  
 گریم کفن عامر ان معنی موفی  
 کلنی خود از جانب بر خبر  
 کثیر و در هر یک یک باب  
 با صفا اظلام بائنه خوانده  
 دم کند و جانب سوم در بنده  
 حق نظایر فضل در حق خود  
 حال آن بیت فرموده عذار  
 خبر و غنط آن نرفع مختار  
 الفتاوی و نیز از سفاکت  
 کچون مرده را در قبر پاره  
 شسته خاک از جانب سر  
 قبر بردارند آیه الکرسی  
 خوانند و قل هو الله احد  
 یاد انضامی و الم انش  
 لک سبار بر آن خوانند  
 و دره با این مرده نمند  
 تا حق تعالی کینی در  
 دیوان مرده بنرت  
 گردانند و از غراب  
 عقاب بر ما ننداشه  
 حوا نظار و غتر انتر  
 المعین و کیمیا سمان  
 ان کس  
 نزل الا کفنت

و اسماء الله تعالى و کلامه القدیم ایضا معظم مکرم فی الاحتضان عند العمل بهما امکان  
 ومع ذلك حق العبد مقدم على حق الله وقد قال وجعل لكم ما في الارض جميعا لهذا  
 علامه شامی در اثر تقریر خود فرموده که نعم نقل بعض المحققین عن فوائد الشرحی ان مما  
 يكتب على جبهة الميت بغير مداد بالاصبع المسبحة بسم الله الرحمن الرحيم  
 وعلى الصدر لا اله الا الله محمد رسول الله وذلك بعد الغسل قبل التكفين انتهى  
 اقول ان كان نقوش المسبحة قائمة في نظر الملكة او الروح او الجسد فهو فويع فيما فرقت  
 منه وان لم تكن قائمة فما فائده في تخييل هذه الخيالات الوهمية فالأولى  
 ان يكتب بها لا يبقى اثره كثيرا كالتراب ونحوه كما هو المعمول المروج عن السابقين -  
 بهر كيف نوشتن عهد نامه بر کفن میت پیغمبری که سزج الزراب باشد مستحسن و مستحبست  
 و علامه حلبي در مستملی شرح نبیه فرموده که ولو کتب على جبهة الميتا و عدا منعا و کفنته عهد  
 نامه برچی ان يغفر الله سبحانه للميت وفي كفاية الشعبه حتى عن بعض المتقدمين  
 انه اوصى ابنه اذا مت وغسلت فاكتب في جيبته و صدك بسم الله الرحمن الرحيم  
 قال ففعلت ثم رأيت في المنام و سألت عن حاله فقال اوذا صنعت في القبر  
 جاءتنى ملكة العذاب فلما رأوا مكتوبا على جبهتي و صدرى بسم الله  
 الرحمن الرحيم قالوا امننت من العذاب ذكره في التاتارخا نتمتت من ابن زین عبات  
 دو امر استفاد شده اند اول آنکه این عهد نامه من از عذاب یزد و متعال است و ثانی آنکه  
 عهد نامه باین وجه بر کفنی نبولیند که ناظر مقابل سینه را فی الفور در نظر بیاید که این عمده  
 علامت و دلالت صاحب اسلام ایمان است خصوصاً در مثال این محال و چونکه همه  
 اهل حق متفق اند بر اینکه اسماء الهیه و آیات قرآن برای حفظ اطفال از بکرویات نوشته  
 در گردن شان معلق کرده شوند با وجودیکه درین هم فی الجمله تعظیم اسماء الهیه آیات قرآنی  
 غالباً متصورست که اطفال غالباً از سنجاست خالی نمی باشند و اگر باشند تا هم رعایت آداب  
 الهیه آیات قرآنی نمیدانند و نکنند باین هم تعویذ با در گردن معلق کردن فرموده اند چنانچه  
 شاه ولی الله محدث دهلوی در قول جمیل از بعضی مجربات خاندانی خود نوشته اند که

وسمعت والدي يقول اكتب هذا العروة وعلقها في خنق الطفل بحفظ الله بسم  
الله الرحمن الرحيم هو يكلمت الله التامة من شر كل شيطان هامة وعين لامة  
تخصنت بحسن الفات لا حول الا قوة الا بالله العلي العظيم نيزوران كتاب موده  
انكر وسمعت يقول ست ايات من لقن تسمى بايات الشفاء يكتبها للريض في  
اناء فجوها بلل الماء ويشربها الخ حالاً انك بال ابن ايات مغسولة با ب نجاست زمر اوروده  
كحل نجاست انك تحقق ست نيزور همون كتاب اوزه اند برامى دفع ورزوه اساني لا اذ  
والتي ضربها المخاض يكتب في رقعة والفت ما فيها وتغلت واذنت لربها وحفت  
اهيا اشرا هيا و يفت الوقفة في الثواب اطاهر و يعلقها في فخذها اليسرى فانها  
تلد سريعاً غير غائبة ك و يوقت زن از نجاست خالي نميباشد و نه آنجا بيكه ورد  
توليد واقع شده خصوصاً اطراف زيرين زن از ران سر بين غيره كه متلطخ بخون بول  
ميباشند مگر چونكه با وجود اين همه عايت الساني مقدم داشته اند در حالت حيات پس  
رعائيش بعد از ممات در مثال انچنين مجربات مسموع از ثقات ممنوع نمى تواند شد  
موقف هشتم از منزل سوهم بعد از فراغت و فن ميت است برداشته دعا  
برامى ميت بكنند چنانچه علامه على القارى در مرقات تحت ابن عباس ان النبى صلى الله  
عليه وسلم دخل قبر ابيلا فاسرج بسراج از علامه جلال الدين نقل نموده عن ابن مسعود  
قال الله فكافى رى رسول الله عليه سلم فى غزوة تبوك وهو فى قبر عبد الله  
ذى الجارين وابوبكر وعمر يقول ربنا منى اخاكما واخذ من قبل القبلة حتى  
اسند فى الحلى ثم خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وكلاهما العمل فلما فرغ  
من دفنه استقبل القبلة رافعاً يديه يقول اللهم انى امسيت عنه راضياً  
فارض عنه وكان ذلك ليلاً فوالله لقد ليتنى لو لورث انى كنت مكانه و فى  
التا تاريخانية عن جمع الجوامع الا فضل لمن ينصدق فلان بنو جميع المؤمنين و  
المؤمنات لا يهاصل بهم ولا ينقص من اجر شئى انتهى الرصد و خيرات برائى  
معين نريت تاورد و عات نام محتاج نزر گرفته شود و با از جانب سيد الاولين الاخرين شروع كند

موقف هشتم از منزل سوهم بعد از فراغت و فن ميت است برداشته دعا

و آب نیز اگر موجود باشد تا بر قبرها نشاندن جابر قال مرثی قبر النبی صلی الله علیہ وسلم  
 وكان الذي مرثی الماء على قبره بلال بن رباح بقربة بدأ من قبل كاسه حتى انتهى  
 الى رجله دعاه البيهقي في كمال النبوة علامة على القاري شرح مشکوة وشرح ابن  
 حريث وبيان فائدة مرثی ما برز قبر نوحته كما قال الطيبي بعد ذلك إشارة الى  
 استنزال الرحمة الالهية والعواطف الربانية كما ورد في الدعاء اللهم افضل خطايا  
 بالماء والتخلية والبرق قالوا اشقى الله ثراه وبرود مضمجعه او الى الدعاء بالطلاوة دعاء شقى الله  
 الدار من انتهى ورعايته ورختار مضمجعه كما ياشيدن آب برز قبر مستحب سبحانه  
 صلى الله عليه وسلم فعليه يقرب سعيد كما رواه ابن ماجه بقبر ولده ابراهيم كما  
 رواه ابو داود في حرا سبيله وامر به في قبر عثمان بن مظعون كما رواه البراز فانتهى  
 ما روى عن ابى يوسف من كراهية انتهى بعد ازان اول سورة بقره فلحق من الرسول  
 بما انزل اليمن ربه وللؤمنين تا آخر سورة بخوانه اول الجانب مرتب بخوانه واخر الجانب  
 يا ميثم ابن مستحب شامي وزيارة القيو آورده كه فقد ثبت انه عليه الصلوة و  
 السلام قرأ اول سورة البقره عند ما سببت واخرها عند ما جلا انتهى بمرثية كعبان  
 خواندن اول و آخر سورة بقره تر و قبر شامه دعا و استغفار سوال تثبیت بر امی میت كند آن قدر  
 كه دران مقدار ذبح شتر و تقسیم گوشت او ميسر آيد علامه طحاوي در شيهه في الفلاح اورد  
 كه انهم اذا فرغوا من دفن بعض الجاهل عند قبر يقيد ما يخرج من رويهم وينقسم  
 اليه يتلون القران ويدعون للميت فقد ورد انه يستأس بهم وينتفع  
 به وعن جنان رضى الله عنه انه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فرغ  
 من دفن الميت وقف عليه فقال استغفر الاخيكم سلوا الله التثبيت فانه لان يسئل  
 دعاه ابو داود وانتهى در مختار حاشية شاميه ورويه كه يستحب جلوس حلة بعد فنطق  
 والقراة بقدر ما يجز الجذر ويفرق لجهل ما في سنن ابو داود كان النبي صلى الله عليه وسلم  
 اذا فرغ من دفن الميت وقف على قبره قال استغفر الاخيكم سلوا الله التثبيت  
 فانه الان يسئل كان ابن عمر استحب ان يقرأ على القبر بعد الدفن اول سورة البقرت

وخاتمها وروان عمر بن العاص قال هو في سياق الموت اذا نامت فلا تطيبنه  
 ولا نارا فاذا دفنته فني فتوا على التراب شنائهم فحول قبري قد مر ما يخرا  
 الجذور ويقسم لهما حتى استأنس بكم وانظر ما اذا ارجع سل ربي جهم انتهى  
 موقف منهم از منزل پنجم و تیکه از قبر روانه شوند تلقین میت را بکنند که  
 تلقین میت بعد از دفن مستحب است علامه طحاوی در حاشیه مرا فی القلاح آورده که  
 تلقین بعد الدفن حسن و استحبنا الشافعی و روای عن ابی امامة رضی الله عنه قال قال  
 رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا مات احدکم فسونتم علیه التراب فلیقل احدکم علی الس  
 القبر ثم لیقل یا فلان ابن فلانة فانه لیسعک لا یجیب ثم لیقل یا فلان ابن فلانة فانه  
 لیستوی قاعدا ثم لیقل یا فلان ابن فلانة فانه یقول ارشدنا یرحمک الله تعالی  
 لا تسمعون فیکول اذکر ما خرجت علیه من الدنیا شهادة ان لا اله الا الله وان  
 محمدا رسول الله وانت رضیت بالله ربا وبالا سلام دینا و محمد نبیا وبالقرآن  
 اماما فان منکر او نکیر یتأخر کل احد منها ویقول بطلق بنا ما یقعدنا عند  
 هذا وقد لقن حجة و یرحمک الله فیکون الله محجبا عنه فقال رجل یا رسول الله فان لم یعرا اسم  
 قال ینسبک امة حواء و هو الطبرانی فی الکبیر و هو و ان کان ضعیفا لاسناد کما ذکر  
 الحافظ لکن قال ابن الصلاح و غیره اغتضد بعمل اهل القلم فقیما کما فی السراج  
 و ابن ابیرحاجه انتهى علامه شامی در حاشیه مختار آورده تحت قول در مختار و فی  
 الجوهرة انه مشروع عند اهل السنة و یکنی قوله یا فلان ابن فلان لاکرم اکت علی مقه  
 رضیت بالله ربا وبالا سلام دینا و محمد نبیا قبل یا رسول الله فان لم یعرا اسمه  
 قال نبیت الی ادم و حواء که قال فی المعارج ان منع التلقین بعد الدفن ظاهر  
 الروایة ثم قال فی الجنازية و الکافی عن الشیخ الزاهد الصغار ان هذا علی قول المعتزلة  
 لان الاجزاء بعد الموت عندهم یتنجس اما عند اهل السنة فالحديث لقنوا موتا کم  
 لا اله الا الله علی حقیقتک ان الله تعالی یحمیه بما جاءت به الآثار و قد روی عنه  
 علیه الصلوة والسلام انه امر بالتلقین بعد الدفن فیکول یا فلان ابن فلان اذکر

موقف منهم از منزل پنجم  
 و تیکه از قبر روانه  
 شوند تلقین میت را بکنند که  
 تلقین میت بعد از دفن  
 مستحب است علامه طحاوی  
 در حاشیه مرا فی القلاح  
 آورده که تلقین بعد  
 الدفن حسن و استحبنا  
 الشافعی و روای عن ابی  
 امامة رضی الله عنه  
 قال قال رسول الله  
 صلی الله علیه وسلم  
 اذا مات احدکم فسونتم  
 علیه التراب فلیقل  
 احدکم علی الس القبر  
 ثم لیقل یا فلان ابن  
 فلانة فانه لیسعک  
 لا یجیب ثم لیقل یا  
 فلان ابن فلانة فانه  
 لیستوی قاعدا ثم  
 لیقل یا فلان ابن  
 فلانة فانه یقول  
 ارشدنا یرحمک الله  
 تعالی لا تسمعون  
 فیکول اذکر ما  
 خرجت علیه من  
 الدنیا شهادة ان  
 لا اله الا الله  
 وان محمدا رسول  
 الله وانت رضیت  
 بالله ربا و بالا  
 سلام دینا و محمد  
 نبیا وبالقرآن  
 اماما فان منکر  
 او نکیر یتأخر کل  
 احد منها ویقول  
 بطلق بنا ما  
 یقعدنا عند هذا  
 وقد لقن حجة و  
 یرحمک الله  
 فیکون الله  
 محجبا عنه  
 فقال رجل یا  
 رسول الله فان  
 لم یعرا اسم  
 قال ینسبک  
 امة حواء و  
 هو الطبرانی  
 فی الکبیر و هو  
 و ان کان  
 ضعیفا لاسناد  
 کما ذکر  
 الحافظ لکن  
 قال ابن  
 الصلاح و  
 غیره اغتضد  
 بعمل اهل  
 القلم فقیما  
 کما فی  
 السراج و  
 ابن ابیرحاجه  
 انتهى  
 علامه شامی  
 در حاشیه  
 مختار  
 آورده  
 تحت  
 قول  
 در  
 مختار  
 و فی  
 الجوهرة  
 انه مشروع  
 عند اهل  
 السنة و  
 یکنی  
 قوله  
 یا فلان  
 ابن فلان  
 لاکرم  
 اکت علی  
 مقه  
 رضیت  
 بالله  
 ربا و  
 بالا  
 سلام  
 دینا و  
 محمد  
 نبیا  
 قبل  
 یا رسول  
 الله  
 فان  
 لم یعرا  
 اسمه  
 قال  
 نبیت  
 الی ادم  
 و حواء  
 که قال  
 فی  
 المعارج  
 ان منع  
 التلقین  
 بعد  
 الدفن  
 ظاهر  
 الروایة  
 ثم قال  
 فی  
 الجنازية  
 و الکافی  
 عن  
 الشیخ  
 الزاهد  
 الصغار  
 ان هذا  
 علی قول  
 المعتزلة  
 لان  
 الاجزاء  
 بعد  
 الموت  
 عندهم  
 یتنجس  
 اما  
 عند  
 اهل  
 السنة  
 فالحديث  
 لقنوا  
 موتا  
 کم  
 لا اله  
 الا الله  
 علی  
 حقیقتک  
 ان الله  
 تعالی  
 یحمیه  
 بما  
 جاءت  
 به  
 الآثار  
 و قد  
 روی  
 عنه  
 علیه  
 الصلوة  
 والسلام  
 انه امر  
 بالتلقین  
 بعد  
 الدفن  
 فیکول  
 یا فلان  
 ابن  
 فلان  
 اذکر



دينك الذي كنت عليهن شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله و  
ان الجنة حق والنار حق وان البعث حق وان الساعة آتية لا ريب فيها وان الله  
يبعث من في القبور وانك رضيت بالله وبالا سلام ديننا ومحمد صلى الله عليه وسلم  
نبيا وبالقران اماما وبالجمعة قبة وبالمؤمنين اخوانا وقد اطال في الفقه في  
تاييد حمل موتاكم في الحديث على حقيقتهم مع التوفيق بين الادلة على ان الميت  
ليعم او لا كما سيأتي في باب اليمين في المضر والقتل من كتاب اليمان لكن قال  
في شرح المنية لانه لا فرق فيه بل فيه نعم فان الميت يتانس بالذَكَر عموما و مراد  
في الآثار قلت وما في الطحطاوية عن الزبلي لانه فيهِ انما الذي قيل يلفظ بنظائر  
ماروپنا وقيل لا وقيل لا يومه ولا يبرى عنه وهو ظاهر استدلال الزبلي للقول الاول بصحة  
بانته اختاره انتهى اگر کسی را تلقین بطریق معرف معلوم نیا شد تا باید که تسبیح و تهلیل  
با اذان گوید عن جابر قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم في جنازة سعد بن  
سعد حين توفي صلى الله عليه وسلم ووضع في قبره وسجده سجد رسول الله صلى الله عليه  
وسلم فتجنا طويلا ثم كثر فكيرنا فقيل يا رسول الله لم سجدت ثم كبرت قال تضابت على  
هذا العبد لصلم قبره حتى فوجبه الله تعالى عندوا الاحمد مشكوة قال الطيبي في شرحه  
حتى متعلق بحجذوف اى مال كبرونكبر وسجد ونبتحتي فوجبه الله تعالى والا  
نسب هديم التبير والتكبير على هذا لظنار الغضب لاهى اولنا ولد للتبيح والتكبيرات  
عند وية التخريف انتهى موقف دهم اذ منزل سوم سنگ كلان كه آن را  
شماخته گویند بعد از دفن يك بطرف سر ستاوه كنند ويك بطرف پا عن المطلب  
ابن عبد الله بن خطب قال لما مات عثمان بن مظعون دفن بالبقيع فامر رسول  
الله صلى الله عليه وسلم بنتى فوضع عند راسه وقال هذا علامة قبره اين قن اليه  
من مات بعد رعاة ابن سعد في الطبقات كذا في المرات ودوى ابو حنيفة  
عن المطلب قال لما مات عثمان بن مظعون اخرج بجنازة قد فن امر النبي صلى الله عليه وسلم  
وجلات ياتيه بجز فلم يبيت طمحلها فقام اليها رسول الله صلى الله عليه وسلم وخرع في راعيه

شرح منية  
 في بيان  
 ما في الطحطاوية  
 من ان الميت  
 يتانس  
 بالذَكَر  
 عموما  
 و مراد  
 في الآثار  
 قلت وما في  
 الطحطاوية  
 عن الزبلي  
 لانه فيهِ  
 انما الذي  
 قيل يلفظ  
 بنظائر  
 ماروپنا  
 وقيل لا  
 وقيل لا  
 يومه ولا  
 يبرى عنه  
 وهو ظاهر  
 استدلال  
 الزبلي  
 للقول  
 الاول  
 بصحة  
 بانته  
 اختاره  
 انتهى  
 اگر کسی  
 را تلقین  
 بطریق  
 معرف  
 معلوم  
 نیا شد  
 تا باید  
 که تسبیح  
 و تهلیل  
 با اذان  
 گوید  
 عن جابر  
 قال كنت  
 مع النبي  
 صلى الله  
 عليه وسلم  
 في جنازة  
 سعد بن  
 سعد حين  
 توفي صلى  
 الله عليه  
 وسلم و  
 وضع في  
 قبره و  
 سجده  
 سجد رسول  
 الله صلى  
 الله عليه  
 وسلم  
 فتجنا  
 طويلا ثم  
 كثر فكيرنا  
 فقيل يا  
 رسول الله  
 لم سجدت  
 ثم كبرت  
 قال تضابت  
 على هذا  
 العبد لصلم  
 قبره حتى  
 فوجبه الله  
 تعالى  
 عندوا  
 الاحمد  
 مشكوة  
 قال الطيبي  
 في شرحه  
 حتى متعلق  
 بحجذوف  
 اى مال  
 كبرونكبر  
 وسجد  
 ونبتحتي  
 فوجبه الله  
 تعالى  
 والا  
 نسب هديم  
 التبير و  
 التكبير  
 على هذا  
 لظنار  
 الغضب  
 لاهى  
 اولنا  
 ولد  
 للتبيح  
 و التكبيرات  
 عند وية  
 التخريف  
 انتهى  
 موقف  
 دهم  
 اذ منزل  
 سوم  
 سنگ  
 كلان  
 كه آن را  
 شماخته  
 گویند  
 بعد از  
 دفن  
 يك  
 بطرف  
 سر  
 ستاوه  
 كنند  
 ويك  
 بطرف  
 پا  
 عن  
 المطلب  
 ابن عبد  
 الله بن  
 خطب  
 قال  
 لما  
 مات  
 عثمان  
 بن  
 مظعون  
 دفن  
 بالبقيع  
 فامر  
 رسول  
 الله  
 صلى  
 الله  
 عليه  
 وسلم  
 بنتى  
 فوضع  
 عند  
 راسه  
 وقال  
 هذا  
 علامة  
 قبره  
 اين  
 قن  
 اليه  
 من  
 مات  
 بعد  
 رعاة  
 ابن  
 سعد  
 في  
 الطبقات  
 كذا  
 في  
 المرات  
 ودوى  
 ابو  
 حنيفة  
 عن  
 المطلب  
 قال  
 لما  
 مات  
 عثمان  
 بن  
 مظعون  
 اخرج  
 بجنازة  
 قد  
 فن  
 امر  
 النبي  
 صلى  
 الله  
 عليه  
 وسلم  
 و  
 جلالت  
 ياتيه  
 بجز  
 فلم  
 يبيت  
 طمحلها  
 فقام  
 اليها  
 رسول  
 الله  
 صلى  
 الله  
 عليه  
 وسلم  
 وخرع  
 في  
 راعيه

تحملها فوضعها عند استقبال علمها قبر اخي وادفن اليه من فات من اهل بيته بعد ذلك  
 رواه ابوداؤد بطوله وقال العلامة على القاري الكي تحت هذا الحديث قال  
 ابن حجر قال بعض متقدمي ائمتنا ولبين وضع اخي عند جمل لانه صلى الله عليه وسلم  
 وضع حجرين على قبر عثمان بن مظعون وقد بان المحفوظ في حديث عثمان حجر واحد  
 كما انقروا وفيه اشارة لادالة في الحديث المذكور على ان الحجر احدهم متعدد فكيف  
 يصح للمورد صلح من اثبت التعمد مع ان القاعدة المقررة عند التعارض على تسليم ثبوت  
 الوعدان في اشارة الثقة مقبولة وان المثبت مقدم على النافي ومن حفظ حجة  
 على من لم يحفظ انتهى واگر برين شناختها چیزی نوشته شود بقدم ما يعرف به حال الميت  
 يجوز كما في المهرقات ويجوز كتابة اسم الميت لاسباب الصالح لم يعرف عند تقادم  
 الزمان كان النهي عن الكتابة منسوخ كما قال الحاكم انتهى كتابت بر قبر بر ابي فانه حذره  
 مثل شناختن حال ميت يا غيره از تبركات و تيمنات حذره جائز بلا اشتباه است واگر به  
 قائمه بطريق تامل عليه نوشته اند تا عیب و ممنوع است لکن کتابت بر قبور خالی از اعراف صحیح  
 شرعی میباشد كما هو المشايع المعروف قال في الدر المختار لا بأس بالكتابة على القبور ان ختم  
 اليها قال محيي الشامى لان النهي عنها وان صح فقد وجد بالاجماع العمل بها  
 فقد اخرج الحاكم النهي عنها من طرق ثم قال لهذا الاسانيد صحيحة وليس عليها  
 العمل فان ائمة المسلمين من المشرق الى المغرب مكتوب على قبورهم وهو عمل اخذ  
 به الخلف عن التلف له وينقوي بما اخرج ابوداؤد بسناد جيد ان رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم حمل حجر فوضعها عند اس عثمان بن مظعون وقال علمها قبر اخي و  
 ادفن عليه من مات من اهل بيته فان الكتابة بطريق التي تعرف القبر بها نعم يظهر ان  
 العمل هذا الاجماع العمل على الوضوء فيها ما اذا كانت الحاجة داعية اليها في  
 الجملة كما اشار اليه في المحيط بقوله وان اجتمعت الى الكتابة حتى لا يذهب ثروك لا يمنهن  
 فلا بأس به واما الكتابة بغير حد فلا اهد فالاحسن التمسك بما يفيد حمل النهي  
 على عدم الحاجة كما مر انتهى بالاختصاص موقوف ياردهم از منزل

موقوف ياردهم وريهان القليل في قبر والدين بالمشهد ياردهم في قبر

سوم پوس دادن قبر والدین صاحبی و اشیای والدین باشند یا روحی مثل اسانه و مشاخ ملک  
 علی تقاری در مرقات تحت حدیث مر النبی صلی الله علیه وسلم لقبوا بالمدنبة فاقبل  
 علیهم آورده که وقال بعض العلماء لا بأس بتقبیل قبر الوالدین انتهى و در طوابع  
 الانوار شرح در مختار آورده که والتقبیل غیر المصفت کفیوا الا نبیاء ومن تبرک بهم  
 قل العلماء فیہ کلام کوه بعضهم واستخصت بعضهم حتی ان الشافعی یحذر الله تعالی ابا  
 مطلقا اذا کان للتبرک واورده واعتمد لا جماعه منهم الحافظ العینی الحنفی الشارح  
 البخاری ولقری الممالکی صاحب الفتم المتعال بالسعودی الشافعی ولا منافاة  
 بین الکراهة والاستحسان بانه مقید بنیة التبرک والاعمال بالنیات ولا مورد  
 بقصد ما وکل امری مانوی وبنیة المؤمن خیر من عمله قال الترمذی نقل الطیب الثاثری  
 من المحب الطبری يجوز تقبیل قبر ومسته قال حلیة منة صلحاء الصلحین انتهى  
 وفي مطالب المؤمنین ولا بأس بتقبیل قبر والديه لما فی کفاية الشیخی ان رجلا  
 جاء الى النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله انی حلفتان اقبل عنته باب  
 الجنة واللحی العین فامر النبی صلی الله علیه وسلم ان یقبیل جمل الامر وجیهة الاب  
 یروانه قال یا رسول الله ان لم یکن لیاذان فقال قبل قبرها فان لم اعرف قبرها اقل  
 خط خطین واتوبان احدهما قبل الامر والاخر قبل الاب فقبرها فلا تخنث فی صینک  
 کذا فی معقود الغفور فی نهیة القیود ونیز در فتاوی برینہ آورده که گویا بوسه ندهد که عادت  
 نصاری است و دست برو نهند که مشاخ مکروه داشتند و باک نیت بتقبیل گویان  
 اما طواف گوز صالح است یا روع است کما فی المطالب انتهى شاهة فی التمدیث و بلوی در  
 انبیاہ فی سلاسل اولیا اللہ آورده که ذکر برای کشف قبور اول چون بمقبره در آید دو گانه را  
 بروح آن بزرگوار ادا کند اگر سورہ فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند و در دوم خلاص و  
 الا در هر دو رکعت اخلاص بخواند بخواند بعد از پشت داده بنشیند و یکبار آیت الکرسی و  
 بعض سونہا بخواند و ختم کند و تکبیر گوید بعد هفت کثرت طواف کند در آن تکبیر بخواند و  
 آقا از راست کند بعد پایان رخساره نهد و بیا نیز نزدیک رکعت بنشیند و بگوید

یارب لیت ویکبار بعدہ اول حرف شمال بگوید یا روح و در اول ضرب کند یا روح الروح  
 ما و امیکد الشراح یا بد این بکند انشا الله کشف قبور کشف ارواح حاصل آید انتهى -  
 موقوفه و از دهم از منزل سووم گل برگها و سبزه و بر قبر بعد از دفن  
 نهادن و رویانیدن سنت است قال الطحاوی فی حاشیة علی صرافی الفلاح  
 وقد ورد فی الحدیث انه صلے الله علیه وسلم شق جریب نصفین و وضع علی کل  
 قبر نصفاً و کانا قبرین بعدئذ صلحیها و قال فی لاجوان یخفف عنها مالاً یبسیاً  
 لای نهال یسبح مادام ارضین یتزل الرحمة کما فی شرح البخاری فی فروع مشکوٰۃ وقد  
 اتفق بعض الامتحن المتأخرین صحابنا بان ما اعتید من وضع الریحون الجریب سنة  
 هذا الحدیث و اذا کان یجی التحفیف للمیت یتسیر الجریب فتلاوة القرآن اعظم بركة  
 انتهى فی الشامیة یکره ایضا قطع النیات الرطب الخشیش من المقبر دون البالیس  
 کما فی البحر الدر شرح المنیة و علله فی الامداد بانه مادام رطباً یتسیر الله تعالی  
 فیؤنس المیت و تنزل الرحمة بذلك اه و نحوه فی الخانیة اقول جلیله ما ورد فی  
 الحدیث من وضع علیه الصلوة و السلام الجریب المتضرر بعد شقها نصفین علی  
 القبرین الذین بعد یان تعلیله بالتحفیف عنهما مالاً یبسیاً ای یخفف عنهما  
 ببركة تسبیحها ما اتموا کل من تسبیح البالیس ما فی الاخصر من نوع عبوة و علیه فکراً  
 قطع ذلك وان ثبت بنفسه و لم یملک لان فیہ نفویة حق المیت و یؤخذ من  
 ذلک و من الحدیث ندب و وضع ذلک للاتیاع و یقاس علیه ما اعتید فی  
 زماننا من وضع بعض ان الاس و نحوه و صرح بذلك ایضاً جماعة من الشافعیة  
 وهذا اصل ما قاله بعض المالکیة من ان التحفیف عن القبرین انما حصل ببركة  
 ید الشریفیة صلے الله علیه وسلم و دعائه لعلها فلا یقاس علیه غیره و قد ذکر البخاری  
 فی صحیحہ ان بریدة بن الخضیب رضی الله تعالی عنده و صی ان یجعل فی قبر یدتان  
 انتهى قول صلے الله علیه وسلم مالاً یبسیاً تعلیل ظاهر فی ان التحفیف ببركة  
 التسبیح وان کان تحفیف العذاب فحضر بركة ید الشریفیة صلے الله علیه وسلم و

موقوفه و از دهم از منزل سووم

لم يكن للجريدتان دخل في التخييف ما قيد بالمعبيسات بركة النبي صلى الله عليه وسلم  
 ومعه تليست بمقيدة بعدد بين الجريدتان كما هو الظاهر وور شرح طريقه محمديه  
 است كقلم الشوك والخيش الرطبين على القبر مكره لان النبات من اثار  
 بخت الله تعالى وليتمد منها فهو اس للهيئت بخلاف اليايس انتهى موقف  
 سيزدهم از منزل سوهم نان با حلو ايا وگچ چیز نخت همراه مبيت ميبرند  
 وآنرا كفاره و عشار القبر و نوشته مبيت ميگويند و بعضي كتب آورده اند كه آن حق  
 حفرين قبرست اگر قبر دور از مكان مبيت است زيرا كه ايشان از وقت موت  
 مبيت براي حفر قبر ميروند و آنجا تيار مي قبر مي مانند و كار سخت ميكنند بانه و گرسنه ميشوند و  
 نشان را بايد داد كذا في زاد الاخرت و نيز در ان از شرح برنخ آورده كه طعام نختنه يا خام  
 همراه جنازه بدون فعل بيوت و طحاوي و در حاشيه مراقي الفلاح آورده كه ذكر  
 ابن الجاجه في المدخل في الجزء الثاني من الصبح القبيحة ما يحمل امام الجنائز  
 من الخبز و الخرقان و يسهون ذلك شلاء القبر فاذا وصل اليه ذبحوا ذلك بعد الدفن  
 و فرقوا مع الخبز و ذكر مثله المناوي في شرح الاربعين في حديث من احدث  
 في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد قال و يسهون ذلك بالكفارة فانه بدعة مذمومة انتهى  
 قال ابن امير حاجه و لو تصدق بذلك في البيت مرالكان عملا صالحا و سلم  
 من البدعة اعني ان يتخذ ذلك سنة او عادة لانه لم يكن من فعل من مضم  
 يعني السلف و الخير كله في اتباعهم انتهى اگر بعض صحیح برند چنانچه برای حفرين گرسنه  
 او مشرعه و اعليه تيار كنند و برند مضائقه ندارد و در زاد لبیب ار ملتقط آورده كه  
 اهل المصيبة لو حوا الطعام خلف الجنائز حتى قبوا هو حق للحاملين و الحافرين  
 و ايضا فيه و جعل كل يوم البو موقف چهاردهم از منزل سوهم اين نيز  
 هو يدايد كه اگر اهل محله و قريه برای امام خویش تبرعا و استحسانا نصف از قدیم استقاط  
 ميت يا غيره يارب و ثلث بطريقه عهده مقرر کرده باشند يا از زبان اقرار نكردن لکن يتم  
 عرف آندياز برين جاری بود پس پریشان لازم و اجبت كه امام خود را موافق عهد خود



موقف سوهم و نيز در ان از شرح برنخ آورده كه همراه مبيت ميبرند

صحيح

موقف سوهم

صفت قره مخنوه بدین دور آن خیانت نکنند قال الله تعالی و اوفوا بالعقود  
 کان مسؤلاً و ایضاً قال غریب و الموفون بعهدهم اذا عاهدوا و قال علی المصطفى  
 و السلام اية المتافق ثلث وان صام و صلی و زعم انه مسلم اذا کذب  
 و اذا وعد اخلف و اذا اؤتمن خان رواه مسلم و البخاری مثله و قال علی المصطفى  
 و السلام لا ایمان لمن لا امانة له و لا دین لمن لا عهد له رواه البيهقی و شعب  
 الایمان و اگر بظاہر نگفته اند وقت نصب او مگر بطریق رسم و عادت بیواج بلاد خود او را  
 امام کردند پس در نیتوت هم حصه مرسومه آن بلاد و برایشان او اگر درون پیش امام خود واجب  
 است لان للعرف کالشرط و اگر ندانند و باهم قضیه این امر پیش قاضی بر قاضی فی الفور  
 و بے تامل بعد از ثبوت قصویشان حق امام با و قهر او و حیرت ایشان گرفته نخواهد بود و فی  
 الفصول العباد اذ عینوا الامامهم شیئاً من الادوات الصدقات الهدایا و غیرها  
 لزمهم اداءها و اذا رفع العلة و مضی الايام قبل مضی السنة لا یسترو منه علة بعض  
 السنة و العبرة بوقت الحضانة فان کان الامام وقت الحضانة یومهم فی المسجد فصاد  
 کالجزية انتهى فی الذم المختار و یجیر علی نع الحلوۃ المرستوی ما یجد للمعلم رؤس بعض  
 سور القرآن سمیت بها لان العادة اهداء الحلال و انتهى پس مرسومه امام اولی است  
 یا جبار از مرسومه معلوم لان حاجة العوام الی الامام ولی و اکثر من حاجتهم الی معلم  
 جمیع القرآن فتنبه و الله اعلم بالصواب الی المرجع و للباب باب دوم  
 و در بیان صدقات و خیرات و ادعیات و تخصیصات مکانات و  
 از منته و اعراس و اتمداد و استغاثه با ولیا و صالحین و غیره  
 ما یتعلق بها و درین باب مسائل اند مسئله اول وقتیکه مسلمان  
 قریب الموت شود و مال داشته باشد باید که عزیزترین و در شت خود را در ثلث مال خود  
 که بعد تجبیه و تکفیش ماند و صیت بخیرات بعد از مرگ خود بکند که همین شیوه صحابه  
 رسول صلی الله علیه و سلم و رضی الله عنهم بود که وقت مرگ تر و او جمع شده اولی صیت  
 صدقه از پیش دادن میکردند عن سعید بن عبادة قال خرج سعد بن عبادت مع

بایضا و در بیان صدقات خیرات و عیال و ایشان زده می باشد  
 و در بیان صدقات خیرات و عیال و ایشان زده می باشد  
 و در بیان صدقات خیرات و عیال و ایشان زده می باشد

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض مغازیہ وحضرت ام الوفات بالمدينة فقبل لها  
 اوصی فقالت قم اوصی ال قال سعد فتوفیت قبل ان یتقدم سعد فلما  
 قد سعد ذکر له ذاك فقال يا رسول الله هل ينفعها ان اتصدق عنها فقال  
 النبي صلی اللہ علیہ وسلم نعم فقال سعد خالطك اذ وكذا صدق عنها الخاط سمله  
 رواه النسائی وغيره فعلم من هذا الحديث ان الحاضرين اذا قالوا من قرب  
 من الموت اوص من ثلث مالك بالصدقة عندك كما هو قسم اهل بلادنا فهو  
 صحيح جائز مستحب لان الصحابة كانوا يصنعون بمثل ضيعهم كما سمعت  
 وعن ابی هريرة رضي الله عنه قال قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم ان اخرجت وتترك  
 ما لا دميوس فهل يكفر عنه ان اتصدق منه قال نعم رواه النسائی وغيره وعن  
 الثريد بن سويد الثقفي قال اتيت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ان اوصي  
 اوصت ان تعلق عنها رقبة فان عندي جارية نوبية ابيجزى عني ان اعتمها فنه  
 قال شتي بما فقال لها النبي صلی اللہ علیہ وسلم من ربك قالت الله قال من  
 انا قالت انت رسول الله قال اعتمها فانها مؤمنة وعن ابن عباس رضي الله عنهما  
 قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم ان اوصي ماتت ولم توص فان تصدق عنها قال نعم  
 رواها النسائی وغيره ايضا وعن عائشة رضي الله عنها قالت ان رجلا قال للنبي صلی اللہ علیہ  
 وسلم ان اوصي اقتلت نفسها واطنها وتكلمت تصدقت قبل لها اجر ان تصدقت  
 عنها قال نعم متفق عليه مسئلة عمه ترمي اوقات صدق برامى ميت همون روز  
 مرگ ووفق اوست قال الحسن احق ما يتصدق بالرجل خرويوم من الدنيا واول  
 يوم من الاخرة رواه البخاري في كتاب الوصايا علامه كرماني شارح البخاري شرح  
 او نوشته كه اى احق زمان تصدق فيه الرجل في احواله انعمه والمقصود ان  
 اقر المريض في مرض موته ووصيته فيه حقيق بان يتصدق عند وجبكم بان تاذه  
 انتهى وورن الاخرة از شرح بزيخ آورده كه رسول عليه الصلوة والسلام فرمود موت  
 فرزندت پس براي ميت قبل من او صدقه بدهيد و آنچه از قرآن و غيره توانيد

ع  
 كبرى في كرب مطرز  
 بيت في مسجد زعفران  
 وفاق شيخ في العبد افش  
 بوي في غريبه مؤمن او  
 جازت كما في شرح  
 اوانج وقت الفطرت  
 بين كبري اني في كبري  
 بعد الا ان يكون بحري  
 ليها ما فلا يس بها وى  
 بعد الفاع او في نهبان يكون  
 فوئها او الم في شرح  
 شير فافان كس في ذكر  
 ومات الم في شرح  
 و بيان الجده ترمين  
 اوقات صدق و اول ان  
 بيت و اول دور  
 اوست ۱۲ ۱۳

بخوابند و برای او خشت بید نیز فرمود که برای میت قبل از دفن او تصدق کنید اگر چه بقاشتی  
 شخصی از تمر باشد کدافی شرح برنج و شرح الصدوقی احوال الموتی القبول و نیز در همون  
 زاد الاخرت از شرح برنج و شرح صدرا آورده که تصدق و بخواندن قرآن بر میت و  
 دعا در حق او قبل از برداشتن جنازه پیش از دفن سبب نجات از اهل آخرت و عذاب قبر  
 است پس اولیا میت را باید که در روز وفات بقدر تیس از برای او تصدق کنند و از  
 نقد و جنس بفقرا و غریبها دهند قال علی الصلوة والسلام تصدقوا الموتی قبل الدفن  
 لعل الله یجیه بذک فالینا قال علی الصلوة والسلام تصدقوا الموتی قبل الدفن فیکون  
 ذلک قدینة له من ابکم ملئکة العذاب نهی و طحاوی در حاشیه مراقی الفلاح از شرع  
 الاسلام آورده که والسنة ان یتصدق ولی المیت قبل مضی اللیلة الاولى بشئ  
 مما یتشر له فان لم یجد شیئا فلیصل رکعتین یهدی ثوابها للمیت قال ینجب ان  
 یتصدق علی المیت بعد الدفن الی سبعة ایام کل یوم شیء مما یتشر له انتهى و حدیث  
 بهر قی آمده که المیت فی القبر الا کالعزیز للمتغوث ینتظر دعوة الخفق من اب او اخ او  
 صدیق فاذا الحقه کان احب الیه من الدنیا و ما فیها انتهى مسئله  
 بهتر از صدقهای برای میت در هر جا بطریق عموم اطعام است عن انس قال قال  
 رسول الله صلی الله علیه و سلم افضل الصدقة ان تشبع کبد الجائع او الیسق  
 فی شعب الایمان و آنچه در حدیث بود او و نسائی آمده عن سعد بن عبادة قال  
 یا رسول الله ان ام سعد ماتت فای الصدقة افضل قال لاء فحفر یؤذ قال هذا لام  
 سعد پس آن در آن جا افضل است که اجنبان عموم و خصوص باب باشد هر صدق این قدر  
 مال هم داشته باشد که آن چاه خیرانی تیار کرده شود اما اگر در موضعی که چشمه یا نهی برای میت  
 یلاد باشند یا مال خیراتی هم اندک بود آنجا تیار می چاه برای میت چگونه کرده آید و اطعام طعام  
 در هر جا نافع اکبر است از غیر مال اندک بود یا بسیار بهتر است همه اهل اسلام در جمیع بلاد اسلام  
 بطریق عموم این طریق را اختیار نموده اند در مدور السعادت آورده که در ملک خراسان  
 و در زمین عرب چنان رسم نیکوست که روز سوم طعام شربت انواع میوهها

در هر جا  
 نافع اکبر



موجود میکنند چون مرغان از زیارت بازگردند سحر و در منزل و مقام خویش می آرند و  
 بر روح مرده طعام میجو و جز آن میدهند خود می خوردند کار بر پنج سنت پیغام بر علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام و علماء دین میکنند قطب عالم باز هم درین محل فرموده که در هندوستان  
 چه رسمی زشت و فبیح افتاده است که اهل مصیبت گرسنگی مانند مرده را منتظر صدقه  
 میدارند این بهتر نیست بلکه همین طور شاید که چون از خطر پاک گردند طعام شراب بر  
 اندازد قدر خود بهیبا کنند و خلق خدا را بر روح مرده و هتد تا کار می شروع و فحلی سخن کرده  
 باشند کذا فی سراج الہدایہ للشیخ جلال الدین بخاری رح مسئلہ آمدن ارواح اموات بر  
 در خانہائی خود و دیگر مواضع مرغوبه کہ با نام در حیوة خود تعلق قلبی الیہمیداشتند محدث  
 علامہ محقق فہامہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فی اللغات فرموده کہ احادیث و آثار  
 کہ در بارہ آمدن ارواح اہل ایمان بر در خانہائی خود وارد اند سہر و احد از ایشان از ضعف  
 خالی نیست اما بسبب کثرت طریق اکثرے از آن ہر جہت رسیدہ اند چنانچہ در جہت  
 البرکات تحقیقی ازین نموده نوشته شدہ نیز در ترجمہ باب زیارۃ القبور آورده کہ در بعضی  
 روایات آمدہ است کہ روح حمیت می آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر میکند کہ تصدق  
 میکند از وی یا نہ انتہی و در خزائن الروایات آورده کہ وعن بعض المحققین ان الا  
 رواح یخلص لیلة الجمعة و تنشر فجاء اولی مقابرہم ثم جاؤا فی بیوتہم  
 انتہی و نیز صدر ابن رشید تبریزی در دستور القضاة آورده کہ ومن النسفیة ان ارواح  
 المؤمنین یاتون فی کل لیلة الجمعة ویوہل الجمعة یقون یفناء بیوتہم ثم یناد کل احد  
 منهم یصوحون یا اللہ و اولادہی اقربانی و اعطفوا علینا بالصدق و اذکرونا و لا  
 تنسوننا و اوجونا فی غربنا قد کان هذا المال الذی فی یدیکم فی الہدینا فان  
 لم یجد وامن یعطت علیہم و یدعوا و یتصدق بہم و یصی باکنا خربنا شتہ  
 ینادی کل واحد منهم یصوحون اللہم قنطہم من الرجۃ کما قنطونا من الدعا و  
 الصدق انتہی حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین مہروردی رحمۃ اللہ علیہم باب بیجاہ و ہم  
 عوارف المعارف این حدیث آورده اند کہ کسبید بن المسیب عن سلمان قال ارواح

المؤمنین تذهب في برزخ من الارض حيث شاءت بين السماء والارض حتى يروها  
 الى جسدها انتهى وقاصي شارة صاحب رتذكرة الموت والقيور آورده كه ابن مبارک  
 و حکیم ترمذی ابن ابی الدنیا و ابن مندہ از سعید بن مسیب از سلمان روایت کرده اند  
 که ارواح مؤمنین در برزخ باشند از زمین سیر کنند هر جا که خواهند نفس کا فر در سجین است  
 و در جای دیگر از آن کتاب آورده که ابن ابی الدنیا از مالک است کرده ارواح مؤمنین هر  
 جا که خواهند سیر کنند انتهى امام محمد غزالی رحمه الله علیه در فائق الاخبار آورده اند که و يقول  
 ارواح المؤمنین ربنا انذن لنا بالذول الی منازلنا حتى نری اولادنا و عیالنا فی  
 لوت ليلة القدر انتهى و فی حزانة الروایات عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما یقول  
 اذا کان یوم عید او یوم جمعة او یوم عاشوراء او ليلة نصف من شهرات تأتي  
 ارواح الاموات و یقومون علی ابواب بیوتهم ف یقولون هل من احد تذاکرها  
 هل من احد ینرحمنا هل من احد ینذکرنا غریبنا یا من سکتتم بیوتنا و یا من سعدتم  
 یا شقیبنا و یا من اقمتم فی و سع فوضونا و نحن فی ضیق ف یونا و یا من استذللتنا  
 ایتامنا و یا من نکتم نسائنا هل من احد یتفکر فی غریبنا و فقرنا کتبنا مطوینة و  
 کتیبکم منشورة انتهى علامه علی القاری در مرقات شرح مشکوٰۃ تحت حدیث ابی ہریرة لیلیت  
 تخصوه المملکة آورده که بخلاف روح المؤمن فانها تسیر فی ملکوت السماء و الارض و  
 تسرح فی الجنة حيث تشاء و تاوی الی قنادیل تحت العرش و لها تعلق بحسبه  
 ایضا تعلقا کلیتاً بحيث یقرأ القرآن فی قبره و یصلی و یتبع و ینام کتومنا العروس  
 ینظر الی منازله فی الجنة بحسب مقامه و مرتبته ف امر الروح و احوال البرزخ و  
 الآخرة کلها تحارق العادات فلا ینسکل شیء منها علی المؤمن بالایت انتهى و نیز  
 امام محمد غزالی رحمه الله علیه در فائق الاخبار فرموده قال النبی صلی الله علیه و سلم  
 اذا خرج الروح من بنی آدم فاذا مضی ثلثة ایام یقول یا رب انذن لی حتى امشی  
 الی قبری و انظر الی حسیک الذی کنت فیه فباذن الله تعالی یکومه و یطفه  
 فیحیی الی قبره و ینظر الیه من بعید قد سال الماء من عینیہ و منخرط من فمہ

فبکی بکاو طویلا اهدو نیزوران آورده که قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ امانات  
 المؤمن حادرت روح حول داره شهر این نظر الی ما خلفه من مالہ کیف یقسم مالہ  
 وکیف یقضے دیونہ فاذا لم یشرأ بنظر الی جسک وتد حول قبرہ سننہ وینظر  
 من یدعوله ومن یحزن علیہ انتہی و نیز شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر غزیری  
 تحت آیہ والقہر اذا السق تحریر فرمودہ اند کہ این حالت حالت انکشاف اجزای  
 برخی از نیکیها و بدیهاست مدد زندگان بمردگان در نیالت میرسد و مردگان منتظر  
 حقوق مدد از نیطرف میباشد و چنان گمان میبرند کہ هنوز زنده ایم لہذا در صحبت شریف  
 و احوال قبر واردست کہ مرد مسلمان آنجا میگوید دعوتی اصلے یعنی بگذارید مرا تا نماز خوانم  
 و نیز واردست کہ مرده در آن حالت غریبیست کہ انتظار فریادرسی میبرد و صدقات ادعیہ  
 و فاتحہ دین وقت بکاری آید ازین است کہ طوائف بنی آدم تا یکسال علی الخصوص  
 نایک چلہ بعد از موت دین نوع امداد کوشش تمام مع نمایند و روح مرده نیز در  
 قرب بموت در جواب عالم مثال ملاقات زندگان میکند و ما فی الضمیر خود را اظهار می  
 نماید و ہم حالتیست کہ بعد از انقطاع تعلق بالکلیہ و میبندد و استغراق عظیم در  
 سائر کیفیات مکتوب خود از نیکی و بدی او را حاصل میگردد و قوی بدر کہ و متفرقہ او از  
 این عالم گسسته شدہ آن طرف متوجہ میگردد و حسب حرکت معنوی از نیچیان مطلقاً بیکار  
 میشود و این حالت مثل تاریکی رات کہ بعد از زوال شفق نجوم میکنند مرده را رخت و تعطیل  
 حواس و حرکات لاحق میکنند و از ماکولات و مکسوبات مالوفات روز مطلقاً غافل میشود  
 آسے آن مالوفات و مکسوبات از ظاہر بدن انتقال کرده در باطن بدن جمع میشوند و  
 روح آن را در صورتہائے رنگارنگ مطالعہ مینماید و متلذذ و متنالم میگردد و این  
 حالت عوام مردگان است و بعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد  
 بنی نوع خود گردانیدہ اند درین حالت ہم تصرف در دنیا داده اند و متغراق آنها بجهت  
 کمال وسعت مدارک آنها مانع توجہ باین سخت نمیکردد و او بسیار تحصیل کمالات باطنی  
 از آنها می نمایند و از باب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنها می طلبند و میبایند و

زبان حال تھا اور آنوقت مترجم باین مقالہ است فرمیں ایم بجان گرتو آئی بہن، اہتی  
 حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ رتذکرۃ للموتی والقبور فرمودہ اند کہ حقتعالیٰ  
 در حق شہد لیسفر باید بل اجبار عند ربہم مرادشان آن باشد کہ حق تعالیٰ ارواح نشان را  
 فوت اجساد میدہد ہر جا کہ خواہند سیر کنند و این حکم مخصوص شہد انبیا و صدیقان  
 از شہدا افضل اند و اولیاء ہم در حکم شہدا اند کہ جہاد بانفس خود کردہ اند کہ جہاد اکبر است  
 یعنی من الجہاد الاکبر الی الجہاد الاکبر از ان کفایت و لہذا اولیاء گفتہ اند ارواح جنات  
 اجسادنا اجسادنا ارواحنا یعنی ارواح ما کا اجساد میکنند گاہی اجساد از غایت لطافت  
 رنگ ارواح می برآیند و میگویند کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم را سایہ نبود و ارواح ایشان در  
 زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند میرند و دوستان معتقدان در دنیا و آخرت بدگاری  
 میفرمایند و دشمنان آن را ہلاک می نمایند و از ارواح نشان بطریق اولیبت فیض  
 یاطتی میرسد و بسبب ہمین حیات اجساد آنها را در قبر خاک نمیخورد و بدکہ کفن ہم میباید این  
 ابی الدنیا از مالک وایت کردہ ارواح مومنین ہر جا کہ خواہند سیر کنند مراد از مومنین و  
 کاملین اند و حق سبحانہ و تعالیٰ اجساد ایشان را فوت کردہ ارواح میدہد کہ در قبور نماز میکنند  
 و ذکر میکنند و قرآن میخوانند حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ کہ حق تعالیٰ بعضی اولیاء  
 اللہ را ہم وہو بسید ہد این حکم در حق شہدا از حدیث ثابت است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم فرمودہ وقتیکہ انسان شہید میشود حق تعالیٰ اجساد نازل میکنند در بہترین صورت و گفتہ  
 میشود روح او را کہ درین بدن داخل شود پس می بیند جہاد اول را آنچه باومی کردہ میشود و  
 سخن میکنند و گمان میبرد کہ مردم سخن او را می شنوند و گمان میبرد کہ مردم او را می بیند تا کہ  
 می آیند از ارواح او جو رہن پس او را ہر اہ خود میسیرند این حدیث را ابن مندہ در سلار وایت  
 کردہ اہتی و این چنین مختلانی کم و شایست کہ می میرد و در حکم شہید آخرت نباشد و شہدا  
 آخرت در کتب حدیثیہ و فقہیہ معدود و معروف اند علامہ طحاوی در حاشیہ قرآنی الفلاح  
 در باب الشہداء آورده کہ وعدا لسیوطی فی التبیات شہداء الاخرۃ فقال من  
 مات بالبطن وختلف فیہل المراد الاستسقاء و الاسهال قولان و لا

مانع من الشمول أو العرق أو المهدم أو بالجنب وهي تفرح تخشع في داخل الجنب وجمع  
 شديد له تنفخ في الجنب وبالجنب قال صلى الله عليه وسلم أي امرأة ماتت بجمع فهي  
 شهيدة والجمع بالضم يجمع الجوع كالذخر بمعنى المذخور والمعقومات من شئ  
 مجوع فيها غير منفصل عنها من حمل أو بكاء أو بالسل وهو ما يصب للمرأة و  
 يأخذ اليد منه في التقصير الأصفر أو في الغرابة أو بالصرع أو بالهوى ودون  
 أهله أو ماله أو حمله أو مظلها وبالشوق مع العفاف والكنم وإن كان سببه حراماً  
 أو بالشر أو بافتراض السبع أو عيب سلطان ظلماً أو بالضرب أو متوارياً ولدغة هامة  
 أصمت على طلب العلم الشرعي أو مؤذناً محتسباً أو تاجراً صدقاً ومن سعى على  
 امرأة دولاً وما ملكته بينه يقيم فيهم أمر الله تعالى ويطلعهم من حلال كان  
 حقا على الله أن يجعله مع الشهداء في درجاتهم يوم القيمة وأما ندى البحر  
 الذي حصل له غثيان والذي يصيبه القى له اجر شهيداً مات من ذلك  
 ومن ماتت صابرة على الغيرة لها اجر شهيد من قال كل يوم خمسين مرة  
 اللهم بارك لي في الموت وفيما بعد الموت ثم مات على فراشه أعطاه الله اجر شهيد  
 ومن صام الصوم ثلاثاً أيام من كل شهر لم يزل الوتر في السفر والحضر كتب  
 له اجر شهيد والتمسك بسنتي عند فساد امتي له اجر شهيد ومن قال في  
 رمضان أربعين مرة لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين اعطى اجر شهيد  
 ان يرى برئ مغفواً له قال محمد بن فضال ذلك طلباً للاقتصاص انتهى وورد بعض  
 كتب ازين زائدة هم آروده اندليس از اهل اسلام پنجمین تا درست که بغیر ازين اسباب  
 شهادت بمیرد لهذا غالب اهل اسلام بلکه کل ایشان شهید اخروی اند بعد از مرگ معاملة  
 ایشان معاملة شهید است و ارواح ایشان مسح می باشد هر جا که خواهند میروند  
 تا اگر شرمه محمد فارواح اموات خود را مجوس و مقبورا و اندا اگر اقر با می ایشان بر طریق  
 ایشان مرده اند تا ظنچ افسان در حق شان صحیح است و اگر بر طریق اهل سنت و جماعت  
 معتقدین بنوعه اند تا ظن شان در حق ایشان از بعض ظن سواست شیخ عبدالحق محدث دهلوی

اللہ علیہ زکریا الایمان شرح عقائد فلسفی فرمودہ کہ اولیاء اللہ را بدان مکتبہ مثالیہ نیز بود کہ  
 بدان ظهور نمایند و ارشاد طالبان کنند و مکران را دلیل برمان بر کاروی نیست انتہی نیز در  
 جذب القلوب فرمودہ کہ شیخ علاؤ الدین قونوی میگوید کہ بعد نسبت کہ گفته شود کہ ارواح مقدسہ  
 انبیاء بعد از مفارقت بمنزل ملائکہ است بلکہ فضل از ایشان بچنان کہ ملائکہ منمئل میشوند و در صور  
 مختلفہ کذلک جائز باشد کہ ارواح مقدسہ انبیاء نیز متمثل گردند و ممکن است کہ این تصرف بعضی  
 خواص عباد را در حالت حیات نیز دست و دہر و روح واحد در ابدان متعزہ غیر بدن معبود تصرف  
 گردد انتہی و مولوی اسماعیل در صراط مستقیم ملفوظات سید احمد صاحب نیز آورده کہ وبالجملة  
 انکب این طریق و اکابر این فریق در زمرہ ملائکہ مدبرات الامر کہ در تداوم امور از جانب  
 ملائکہ اعلیٰ ملہم شدہ در اجراء آن میگویند معدود اند پس احوال این کرام بر احوال ملائکہ عظام قیاس  
 باید کرد انتہی و در جائی دیگر از ان صراط مستقیم آورده کہ در نہار بریں معاملہ تعجب تمامی  
 و با نکار بیش نیائی زیرا کہ چون از نار وادی مقدس ندای انی انا اللہ رب العالمین بر  
 زوگر از نفس کاملہ کہ اشرف موجودات و نمونہ حضرت ذات حق است او را نا الحق  
 بر آید محل تعجب نیست و از جملہ لوازم این مقام صدور خوارق غریبہ و ظہور تاثیرات قویہ و  
 اجابت دعوات و دفع بلیات است کہ لان سانی لا عطیئہ ولان استعاذنی لا عبثہ مصح  
 ست باین معنی و از جملہ لوازم آن ظهور زکیت و وبال برعد و بدسگال این صاحب حال  
 است کہ من عادی ولیا فقد اذنتہ بالحر ب مفید همین مضمون است انتہی نیز در آخر خانہ  
 صراط مستقیم در بیان حالات حصول نسب ثلاثہ سید احمد صاحب آورده کہ الفصل الثانی را  
 نسب طرق ثلاثہ یعنی قادر یہ و چشمیہ و نقش بند یہ قبل از مبادی حاصل شدہ ان نسبت قادر یہ  
 و نقش بند یہ پس ہبائش انکہ لیب برکت بیعت و بمن تو جہا انجناب ہدیت مایح روح مقدس  
 جناب حضرت عوث الثقلیین جناب حضرت خواجه بہاؤ الدین نقش بند منوچہر حال حضرت ایشان  
 گردیدہ تا قریب یکماہ فی الجملہ تنازعی در مابین و چین مقدسین در حق حضرت ایشان مانده زیرا کہ  
 ہر دو اصلین ہر دو مابین تقاضائی جذب حضرت ایشان تمامہ بسوی خود میفرمودند تا آنکہ بعد از فرض  
 زمان تنازع و دفع عمصاحت بر شرکت روزی ہر روح مقدس حضرت ایشان جلوہ گر شدند و

عینہ شاہ محمد العزیز

قریب یکپاس ہر و امام بر نفس نفیس حضرت ایشان تو ہی پس قوی تاثیر زور آور میفرمودند تا ایک  
 در بیان یکپاس حصول نسبت ہر دو طریقہ نصیبہ حضرت ایشان گردیدہ اما نسبت چشتیہ  
 پس بیانش آنکہ روزی حضرت ایشان بسوی فرقد منور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب  
 الاقطاب نجیبار کاکلی قدس سرہ العزیز شریف فرما شدند و بر مرقد مبارک ایشان مراقب  
 نشسته درین اثناء روح پر فتوح ایشان ملاقات متحقق شدہ آنجناب بر حضرت ایشان  
 تو ہی پس قوی فرمودند کہ بسبب آن توجیہ ابتدا حصول نسبت چشتیہ متحقق شد انتہی و بسم  
 العرفان الحافظ احمد بن المبارک در ابریز فی مناقب سیدی غوث عبد العزیز رضی اللہ عنہ  
 آورده کہ سمعت الشیخ رضی اللہ عنہ یقول ان الصغیر من الاولیاء یحضر فی وایوان  
 الاولیاء التي تقام فی غارحاء بحضرة بنینا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بذاتہ  
 و اما الکبیر فلا یحضر علیہ لشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی ان الصغیر اذا حضره فاب عن  
 محلتہ و دالہ فلا یولد فی بلد تہ اصلا لانہ یندھب الیہ بذاتہ و اما الکبیر فانتہی بہ علی  
 رأسہ فیحضرہ فلا یغیب عن دالہ لان الکبیر یقید علی التطور ما شاء من الصلوٰۃ و کمال  
 و صمدیہ الشاہ ثلاثہ و سنتہ و ستین ذاتا انتہی و شیخ عبد الوہاب شمرانی رحمہ اللہ  
 علیہ در بحث رابع و ثلثون از یواقیت و الجواہر فی عقائد الاکابر بعد از ذکر حدیث معراج  
 بطول آورده فان قلت فهل للمعراج الی السماء بالجسم او الروح قلت اخری غیرتہ  
 الایات فالجواب منها انہ اذا مر علی حضرت الاسماء الالہیۃ صیامت خلقا بخلقها  
 فاذا مر علی الجیم کان رجبا و علی المقفور کان عفور او علی الکریم کان کریم او علی  
 الخلیل کان حلیم او علی الشکور کان شکورا او علی الجواد کان جوادا هكذا فما یرفع  
 من ذلک المعراج الا و هو فی غایۃ الکمال منہا تہ الجسم الواحد المکین ان  
 واحد کما رای محمد صلی اللہ علیہ وسلم نفسه فی اشخاص نبی دم السعداء جین اجتماع  
 بہ فی السماء الا و کذلک ادم و موسیٰ غیرہما فانہم فی قبورہم فی الارض حال کونہم ساکنین  
 السماء فانہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت ادم رأیت موسیٰ رأیت ابرہیم و اطلق و ما  
 قال رأیت روح ادم و لا روح موسیٰ فراجع صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ فی السماء

وهو بعينه قبره يصل في قبره قائما كما ورد فينا من يقول ان الجسم الواحد لا يكون  
في مكانين كيف يكون ايمانك بهذا الحديث فان كنت مقفلا فقل وان  
كنت عالما فلا تعترض فان العلم يمنعك وليس لك الاختيار فانه لا يختير  
الا الله وليس لك ان تسأل بان الذي في الارض غير الذي في السماء وقوله عليه  
السلام لايت موسى واطلق وكذلك سائر من رآه من الانبياء هذالك والمسمى موسى  
ان لم يكن عينه فالاخبار عنه كذب التهموي هذا والمعارض يقول لا أتيتك الباردة  
في النوم ومعلوم ان المرابي كان في منزله على حالة تيرحالة التي ذاه عليها لو كان  
في موطن اخر ولا يقول له رأيت غيرك ثم ان المعارض ينكر على الاولياء مثل  
هذا في تصوراتهم وقد كان قضيب البان يتصور فيما شاء من الصور في اماكن مختلفة  
متعددة فكل صورة تخوطب فيها اجاب ان الله على كل شيء قدير وقال  
قبيل ذلك في هذا البحث في اثناء حديث المعراج فاذا ادم عليه السلام وعن  
جنبه اشخاص بين السعداء عمة الجنة من يساره نبيم بين الاشقياء عمة النار وداري  
رسول الله صلى الله عليه وسلم صوتته هناك في اشخاص السعداء فشكر الله تعالى وحلم عند  
ذلك كيف يكون الانسان في مكانين بعينه لا خير فكان له الصلوة المرابية وبصور  
المرابيات في المرأة والمرابي انتهى ووريج المود والى اللواتيق والهجوا وروده ان الشيخ بهليل  
خلده الشيخ محمد الحضرمي خطيب للجمعة سنة فاشق على الله بما هو له ثم ذكر كلاما  
ظاهره كفر فصاح الناس بكفر كفر فنزل عن المنبر فالشهر السيف فهربوا كلهم من  
الجامع وجلس بجانب المنبر الى العصر والناس ينظرون وجاء الخبر من عترة بلاد انهم  
صلوا خلف الجمعة في ذلك انهار وخطب بهم في عشرة بلاد انتهى بنزور همون كتاب كورست  
كرو عن قضيب البان بالشام ان شخصا من القضاة كان ينكر عليه في ترك الصلوة والتلطف  
بالبول في شهر العين فذاه الشيخ يوما الى مكانه وتصلوا في صوة تجدي ثم فلاح ثم  
قاص ثم نورته عجل ثم سبع ثم في صوته المعتاد ثم قال له تخكم يا قاضي على عصوره  
تخكم من هو لا تبرك الصلوة فتاي القاضيه وادصى ان يدفن تحت بجلي الشيخ انتهى



وعلامه على القاري وشرح مشكوة تحت حديث انما نسمة المؤمن طير تعلق في فم الجنة  
 او روره ان التخييق والاخصار لا ينصون في الروح وانما يكون ذلك في الجسد  
 والروح اذا كانت لطيفة يتبعها الجسد في اللطافة فتغير بجسدها حيث شاءت  
 وتمتع بما شاءت وتاوى الى ما شاء الله كما رقع لتبينا صلى الله عليه وسلم في المعراج  
 ولا تباعد من الاولياء حيث طويت لهم الارض حصل لهم ابدان بكتيبة متعددة  
 وجدوا في ماكن مختلفة في ان واحد والله على كل شئ قدير وهذا في هذا  
 العالم المبنى على الامور العادة غالباً كيف امر الروح واحوال الاخر كماها مثبتة على  
 خواص العادة واما تركيب الارواح ابدان لطيفة عادية يبدلها عن اجسادهم الكثيفة  
 مدة البرزخ وسيلة لتمتع الارواح بالذات المحسنة من الاكل والشرب وغيرها  
 ليقم التنعم على الوجوه الاكل على طبق الحال الاول بلين المراد ان ارواح المؤمنين  
 في اجواف طير اجاه با وراح اخر حتى يلزم منه مخدر عقلي هو كون الروح جين  
 في جسد واحد قال ابن حبان في التنوير قال قوم من المتكلمين هذا رواية  
 منكورة وقالوا لا يكون روحان في جسد واحد ان ذلك محال وقولهم جهنم بالحقائق  
 واعتراض على السنة الثابتة فان معنى الكلام بين فان روح الشهيد الذي كان  
 في جوف حبة في الدنيا يجعل في جوف حبة اخر كانه صوة طائر فيكون في هذا الجسد  
 الاخر كما كان في الاول ذلك مدة البرزخ الى ان يعيد الله يوم القيمة كما خلقه  
 انما الذي في الغفل قيام حياتين بجوهروا احد فيحي الجوهر هبما جميعاً واما  
 روحان في جسد واحد فليس بمحال ذلك المبتدأ اخل الاجسام فهذا الجنين في بطن  
 امه روح عن روحها وقد اشتمل عليها جسد واحد هذا ان او قيل لهم ان  
 الطائر له روح غير روح الشهيد هبما في جسد واحد فكيف وانما قيل في اجواف  
 طير حقراى في صوة طير غيره كما يقولون رأيت ملكاً في صورة انسان وهذا  
 في غاية البيان والله المستعان انتهى وانما هو لوى اسحق صنادير ما تمسائل نوتة  
 كما عدن ارواح ودين شهبها از احاديث صحيح من نوع متصل الانسا وثابت نكتة انتهى

میگویم که متصل الاستاد عند البعض نشدن و تضعیف نشان این ابویان را مضمونیت تدریرا که  
 بسبب تکلم بعضی در احادیث گذشته نشود و الا احادیث صحیحین هم تکرار خواهند شد اگر  
 نفس تکلم بعضی و تضعیف بعضی را اعتبار داده شود شیخ عبد الوهاب شعرانی در میزان کبری آورده  
 که ما من راو من رواة المحدثین و المجتهدین کلام کلا و هو یقبل الحجج کما یقبل  
 التعديل لو اضيف لبراعة الصحابة وكذا التابعون عند بعضهم لعقد العصمة او <sup>لحفظ</sup>  
 في بعضهم ولكن لما كان العلماء رضى الله عنهم اثناء على الشريعة قد موافقون لهم  
 التعديل على الحجج وقالوا الاصل العدالة والحجج طاری لتلايد غالب احادیث  
 الشريعة كما قالوا ايضا ان احسان الظن بجميع الرواة المستورين ولى كما قالوا  
 ان مجزأ الكلام في شخص لا يسقط مرويه فلا بد من الفحص عن حاله وقد اخرج  
 الشيخان لخلق كثير من تكلم الناس فيهم ايشارا لا ثبات الادلة الشرعية على نفيها  
 يجوز الناس فضل الحمل بها فكان في ذلك فضل كثير لامة افضل من تجريحهم  
 قال الحافظ المنزني والحافظ الزيلعي رحمهما الله تعالى ومن اخرج لها الشيخان  
 مع كلام التام فيهم بحضر بن سليمان الضبي والحارث بن عبيد بن ثابيل  
 الكشي منقلا نقسوا طفي وسويد بن سعيد الحداثي ويونس بن ابى اسحاق  
 السديعي ابى اوسين فقد بان لك ان ليس لنا ترك حديث كل من تكلم الناس فيه  
 بمجزأ الكلام فربما يكون قد تويج عليه ظهريت شواهدا وكان له اصل وانما  
 لنا ترك ما انفرد به وخالف فيه الثقات ولم يظهر فيه شواهدا ولو اننا فتحنا  
 باب ترك الحديث لكل من تكلم بعض الناس فيه مجزأ الكلام لذهب معظم احكام  
 الشريعة كما مر انتهى ومثله في الميزان الحفوتية پس چونکه محدث و بلوی شیخ عبد الحق رحمة  
 الله عليه اشعة اللغات و جامع البرکات تجمین احادیث آمدن اربع برور خاتهای خود  
 برای انتظار می عانتصریح نموده و شواهد و فتاویعات آنها احادیث صحیحین هم یافته شدند  
 که درعناح مؤننین شرح باشند هر جا که خواهند سیر کنند هنوز بعد من رفیع حقیقی نشان بغرابت اضاری  
 با اهل اعتقاد نشان نمیرسد چه احادیث در امثال این چنین امور اگر چه موقوفه بظاهری بود با اعتبار

این کتاب در وقت صیقلیت تکرار شده است

ظاہر سند اہل حکام فروع میں پیا شد چنانچہ شیخ الاسلام ابو یوسفی ذکر بالانصافی فتح البیاتی  
شرح الفیتہ العراقی اور وہ کہ ماتی عن صحابی موقوفاً علیہ حیث لا یقال من قبل الترمذی  
بان لا یكون للاجتهاد فیہ مدخل حکم الرفع انتہی و علامہ سخاوی در شرح الفیتہ آورہ کہ  
قال ابن العربی فی القبس اذا قال الصحابی قولا لا یقتضیہ للناس فانه محمول علی المسند  
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مذہب مالک و ابو حنیفہ انہ کالمسند ہم و هو الظاہر  
من احتجاج الشافعی فی المجدید یقول عایشہ فرضت الصلوٰۃ رکعتین حیث عطا  
حکم المرفوع لکونہ مما لا مجال فیہ للرأی انتہی و حافظ ابن حجر در شرح منجۃ الفکر می رو  
کہ و مثال المرفوع من القول حکما ما یقولہ الصحابی مما لا مجال للاجتهاد فیہ و کالہ  
تعلق ببیان لغز او شرح غریب کالاجنار عن الامور الماضیہ من بد الخلق و  
اخبار الانبیاء و الایۃ کالملاحم و احوال یوم القیمۃ و انما کان لہ حکم المرفوع  
لان اخبارہ بذلک یقتضی صحابہ و لا مجال للاجتهاد فیہ کالموقف الصحابی  
الانبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی و ابن حجر در کتاب النکت علی بن الصلاح فرمود کہ  
ما قال الصحابی مما لا مجال للاجتهاد فیہ حکم الرفع کالاجنار عن الامور الماضیہ  
من بد الخلق و قصص الانبیاء و عن الاموال الایۃ کالملاحم و الفتن و صفتہ  
الجنت و النار و الاخبار عن حمل یحصل بہ ثواب مخصوص و عقاب مخصوص انتہی  
و سید محمد زرقانی در شرح المصطلح فرمودہ کہ ولو خلی عن قرینۃ الرفع فهو الموقوف  
انتہی و آنچه گفتہ اند کہ بیان غرابت آنها آورده این کلام نیز از محل خود خارج است کہ  
غرابت حدیث صحت او را منافی نمی باشد کہ نفس غرابت حکم بضعف کردہ شود و شیخ  
عبدالحق محدث دہلوی در مقدمہ مشکوٰۃ فرمودہ الحدیث الصحیح ان کان مراد بہ احد  
یسمی غریبا و یتلے الغریب فردا ایضا و المراد بکون راوید واحد اکونہ کذلک و  
لو فی موضع واحد من الاسناد لکن یرمی فردا نسبتا و ان کان فی کل موضع من  
یسیر فردا مطلقا و علم مما ذکرنا ان الغرابت لا ینافی الصحیح و یجوز ان یکون الحدیث  
الصحیح غریبا بان یکون کل واحد من رجالہ ثقہ و الغریب قد یصرح بمعنی الشناع

فان الصحابی اذا قال قولا لا یقتضیہ للناس فانه محمول علی المسند الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مذہب مالک و ابو حنیفہ انہ کالمسند ہم و هو الظاہر من احتجاج الشافعی فی المجدید یقول عایشہ فرضت الصلوٰۃ رکعتین حیث عطا حکم المرفوع لکونہ مما لا مجال فیہ للرأی انتہی و حافظ ابن حجر در شرح منجۃ الفکر می رو کہ و مثال المرفوع من القول حکما ما یقولہ الصحابی مما لا مجال للاجتهاد فیہ و کالہ تعلق ببیان لغز او شرح غریب کالاجنار عن الامور الماضیہ من بد الخلق و اخبار الانبیاء و الایۃ کالملاحم و احوال یوم القیمۃ و انما کان لہ حکم المرفوع لان اخبارہ بذلک یقتضی صحابہ و لا مجال للاجتهاد فیہ کالموقف الصحابی الانبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی و ابن حجر در کتاب النکت علی بن الصلاح فرمود کہ ما قال الصحابی مما لا مجال للاجتهاد فیہ حکم الرفع کالاجنار عن الامور الماضیہ من بد الخلق و قصص الانبیاء و عن الاموال الایۃ کالملاحم و الفتن و صفتہ الجنت و النار و الاخبار عن حمل یحصل بہ ثواب مخصوص و عقاب مخصوص انتہی و سید محمد زرقانی در شرح المصطلح فرمودہ کہ ولو خلی عن قرینۃ الرفع فهو الموقوف انتہی و آنچه گفتہ اند کہ بیان غرابت آنها آورده این کلام نیز از محل خود خارج است کہ غرابت حدیث صحت او را منافی نمی باشد کہ نفس غرابت حکم بضعف کردہ شود و شیخ عبدالحق محدث دہلوی در مقدمہ مشکوٰۃ فرمودہ الحدیث الصحیح ان کان مراد بہ احد یرمی غریبا و یتلے الغریب فردا ایضا و المراد بکون راوید واحد اکونہ کذلک و لو فی موضع واحد من الاسناد لکن یرمی فردا نسبتا و ان کان فی کل موضع من یرمی فردا مطلقا و علم مما ذکرنا ان الغرابت لا ینافی الصحیح و یجوز ان یکون الحدیث الصحیح غریبا بان یکون کل واحد من رجالہ ثقہ و الغریب قد یصرح بمعنی الشناع

فان الصحابی اذا قال قولا لا یقتضیہ للناس فانه محمول علی المسند الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مذہب مالک و ابو حنیفہ انہ کالمسند ہم و هو الظاہر من احتجاج الشافعی فی المجدید یقول عایشہ فرضت الصلوٰۃ رکعتین حیث عطا حکم المرفوع لکونہ مما لا مجال فیہ للرأی انتہی و حافظ ابن حجر در شرح منجۃ الفکر می رو کہ و مثال المرفوع من القول حکما ما یقولہ الصحابی مما لا مجال للاجتهاد فیہ و کالہ تعلق ببیان لغز او شرح غریب کالاجنار عن الامور الماضیہ من بد الخلق و اخبار الانبیاء و الایۃ کالملاحم و احوال یوم القیمۃ و انما کان لہ حکم المرفوع لان اخبارہ بذلک یقتضی صحابہ و لا مجال للاجتهاد فیہ کالموقف الصحابی الانبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی و ابن حجر در کتاب النکت علی بن الصلاح فرمود کہ ما قال الصحابی مما لا مجال للاجتهاد فیہ حکم الرفع کالاجنار عن الامور الماضیہ من بد الخلق و قصص الانبیاء و عن الاموال الایۃ کالملاحم و الفتن و صفتہ الجنت و النار و الاخبار عن حمل یحصل بہ ثواب مخصوص و عقاب مخصوص انتہی و سید محمد زرقانی در شرح المصطلح فرمودہ کہ ولو خلی عن قرینۃ الرفع فهو الموقوف انتہی و آنچه گفتہ اند کہ بیان غرابت آنها آورده این کلام نیز از محل خود خارج است کہ غرابت حدیث صحت او را منافی نمی باشد کہ نفس غرابت حکم بضعف کردہ شود و شیخ عبدالحق محدث دہلوی در مقدمہ مشکوٰۃ فرمودہ الحدیث الصحیح ان کان مراد بہ احد یرمی غریبا و یتلے الغریب فردا ایضا و المراد بکون راوید واحد اکونہ کذلک و لو فی موضع واحد من الاسناد لکن یرمی فردا نسبتا و ان کان فی کل موضع من یرمی فردا مطلقا و علم مما ذکرنا ان الغرابت لا ینافی الصحیح و یجوز ان یکون الحدیث الصحیح غریبا بان یکون کل واحد من رجالہ ثقہ و الغریب قد یصرح بمعنی الشناع

وهو من اقسام الطعن في الحد انتهى ودرجواهر الاصول آورده که الغریب هو  
الذک القرویه العدل الضابط من یجمع حدیثه کما اذا انفرد عن الزهره  
رجل من یجمع حد و یقبل انتهى مگر چونکه شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ غیرہ نجسین ابن  
احادیث حکم کرده و مولوی محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بغرابت شان بہا بیان وجہ غرابت  
پس اجتماع حسن و غرابت متعذرست خصوصاً در آن جنس کہ بسبب کثرت طرق آنرا حسن  
گفته باشند قال الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فی مقدمۃ الشکوۃ واما اجتماع الغرابة والحسن  
فیستکون بیان الترمذی اعتبر الحسن تعدد الطرق فکیف یکون غریبا انتهى وانچه بعض  
عوام میگویند کہ اگر این احادیث بصحت ہم رسد تا نیز مفید ظن آندہ یقین آن در باب  
اعتقادات مثبت مفید مدعا نمیکرد و اقوال لاجالہ اخباراً حاو مطلقاً مفید یقین نمیکردند مگر  
این مضر نسبت چه در ہر امر اعتقادی لازم نیست کہ ثبوتش بدین یقینی بود نظیر ش اختلاف  
علمائست و اعتقاد زیادتی ایمان و نقص او و گفتن انما مومن انشا اللہ تعالی و عدم آن  
و ثبوت لقمان و القومین و خضر و تبع و اسمیہ مریم و غیرہ من المسائل الاعتقادیہ  
الغنی اثبتہا العلماء بالاجار الاحاد و الدلائل المظنیۃ اگر ہر اعتقادی بغیر از ویلی قطع  
ثبوت نیافتی تا چہر اعلام مقربین مثبتین این اعتقادات برامی اثبات مدعای خود و دلائل  
طینیہ قائم گردندی و بانہا اثبات مدعا خود میکردند ان البتہ ہر اعتقادی کہ از ضروریات  
باشد برامی ثبوتش ویلی قطع ثبوت مطلوب چنانچہ علامہ خواجی در حواشی بر صیا و در تفسیر  
قوله تعالی من الارض مثلهن فرمودہ قولہ فی الحد اشارۃ ان الارض کالسماء صبع  
طبقات متفاصلہ و هو المعروف فی الاحادیث الصحیحۃ وقیل ہی الاقالیم  
البعز و لیست هذه المسئلة من ضروریات الدین حتی یکفر من انکوفہا او  
تزدد فیہا نتیجہ باہل کثرت نیز رفتن امح اہل ایمان بہر جا کہ خواہند و فاوہ افاضہ سائند  
مقرنہ شیخ عید الواب شعرائی رحمۃ اللہ علیہ میزان کبری آورده کہ وقد ذکرنا فی  
کتاب الاجوبۃ عن ائمة الفقہاء و الصوفیۃ ان ائمة الفقہاء و الصوفیۃ کلام  
یشفعون فی مقلدیہم ویلخطون احدہم عند طلوع روجہ و عندہ الممنکن

علاوہ بر آنکہ  
ابن حجر الطحطاوی  
نیست کہ اخبار حاو  
بکلیت یقین ان سبب  
حقوق اکثر ائمة  
مضمون فی حدیث  
طریق مقربین  
از زمین و الارض  
در حدیث صحیح  
و اول قیامت  
بیکسبند

ونكبره وعند النشرو الحشرو وعند الحشا والميزان والصراط ولا يغفلون عنهم  
 في موقف من المواقف ولما مات شيخنا شيخ الاسلام الشيخ ناصر الدين اللقاني  
 رآه بعض الصالحين في المنام فقال له ما فعل الله بك فقال لما احببتي لملكك  
 في القبر ليا لاني اتاهم الامام مالك فقال مثل هذا يختلج الى سوال في ايمانه  
 بالله ورسوله تنجيا عنه فتنجيا عنى هم واذا كان مشائخ الصوفية يخطون اتيانهم  
 ومريدهم في جميع الاهوال والشدائد في الدنيا والاخرة فكيف يات المذاهب  
 الذين هم اوتاد الارض واركان الدين وامناء الشارح على امر رضى الله عنهم  
 اجعين فطبا نفسا يا اخي وقرعينا بتقليد كل ما كتبت منهم تهى ونير شاه ولي الله  
 محبت وبلوى ورحمة الله البالغ فرموده كه قاذمات الانسان انقطعت علا نقر  
 ورجع الى مراجع الاصل فيلحق بالملكه وصار منهم والهم كالهامهم ويسع فيما  
 يسعون وربما اشتغل هؤلاء باعلاء كلمته الله ونصر حزب الله وربما كان لهم  
 له خير بابن ادم وربما اشتهى بعضهم الى صورة جسديته اشتياقا شديدا  
 ناشيا من اصل الجبله ففرع ذلك بابا من المثال واختلطت برقوة منه بالنسمة  
 الهوائية وصار كما لجد النوراني وربما اشتاق بعضهم الى مطعوه ونحو فامد فيما  
 اشتهى قضاء لشوقها انتهى ونيروران كتاب واذا مات الانسان كان للنسمة  
 نشأة اخرى فينشى فيض الروح الكهي فيها قوة فيما بقى من الحسن المشترك تكفى كفاية  
 التمع والبض والكلام بمدد من عالم مثال انتهى **مسئله** يا ليت  
 كاطعام طعام ونخيرات ميت از عائد خيرات مفيد برام بيت بشر طيكه لوجالتد با شد  
 چنانچه در ورده صغير صاحب حق در مال مصروف هم نبود وغائب هم نبود وان بطريق دعوت  
 بعد از مرگ تامله وز هم نبود و مال برودى هم از گسى نياورده باشند بسبب ترك ناموس و بد  
 كوى خلق و ريكارى هم نباشد تا حسن شيا برامى ميت است انشاء الله تعالى و في العالم الكبير  
 وان اتخذ طعاما للفقراء كان حسنا اذا كانت الورثة بالغين فان كانت في الورثة صغير  
 المر يتخذ ذلك من الزكوة كذا في لتا ترخا نيتا انتهى استحسان الخائنة وان اتخذ

مسئله خجسته ان اطعام طعام وورده و نيرت به از مرگ

ولی لم یثب طعاماً للفقراء ما كان حنا الا ان يكون في لوزة صغيرة فلا يتخذ ذلك  
من الزكاة انتهى و زاد الاخرت است از مرأة الآخرت که اجابت طعام که برای میت پخت  
باشند مکروه است این انگاه است که از مال تزک میت کرده باشند زیرا که تزک حق ارثان  
ست و اگر ارثان نباشد حق بیت المال است اما اگر کسی از مال خود برای میت طعام  
میکنند و خلق را بخوراند بی شبهه حلال است زیرا که پیغمبر صلی الله علیه وسلم روح حمزه رضی الله  
عنه طعام شام و سوم روز و دهم روز و چهارم روز و ششم شامی سالیانه داده است و بعضی  
صحابه رضی الله تعالی عنهم نیز چنین کرده اند هر که این را منکر باشد پس او فعل رسول صحابه را  
منکر شده باشد آتی و در ریاض المتاصحین آورده است که طعامی که از برای میت برسم و  
ناموش یا که اگر چنین کنم فرمان گویند که او از مرده خود حساب ندانست بران دعوت طعام  
خوردن مکروه است و طعامیکه خویشان اهل میت را فرستند آن طعام بغیر از اهل میت  
دیگران را خوردن مکروه است مگر کسی که برای تغزیت از دور آمده است که باز بخانه نزد کسی  
را که جنازه را دور برسد جائز است که بخورد و در خلاصه الفقه آورده است که گفت پیغمبر علیه  
الصلوة والسلام که خدا تعالی از او بیزارت و من نیز بیارم که طعام بخورد پیش از گذشتن سه روز  
در خانه مصیبت مگر فقیران را و فقیکه صغیر غایب و رفته نباشند کذا فی مسائل للشیخ  
الاسلام دهلوی شرح صحیح بخاری یعنی خیرات برای فقرا پخته باشند دعوت که دعوت بعد  
از سه روز از خانه اهل میت خوردن جائز است نه قبل از آنکه یا هم تغزیت اند و الدعوة انما  
شرعت فی السور لانی الشور علامه طحاوی در حاشیه مرافی القلاح آورده که قال فی البرادیه  
یکون اتخاذ الطعام فی لیوم الاول والثالث و بعدا لا یسوم و نقل لطعام الی المقاب  
فی المواسم و اتخاذ الدعوة بقراءة القرآن و جمع الصلحاء و القراء للتحکم و لقراءة سورة  
الانعام و الاخلاص قال البیهان الحلی لا یجاء عن نظر الانه لا دلیل علی الکراهة  
الاخذ جریب و هو ما رواه الامام احمد بن ماجه باسناد صحیح عن جریر بن عبد الله  
کنا بعد الاجام الی اهل البیت صنعهم الطعام من البيا حترهم و هو فعل الجاهلین و انما  
یدل علی کراهته ذلك عند المؤمنین علی ان قد عارضه ما رواه الامام احمد ایضاً

بند صحیح و ابوداؤد عن عاصم بن کلیب عن ابیر عن رجل من الانصار قال خرجنا  
 مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في جنازة فلما رجع استقباله على صراته فجا  
 وجى بالطعام فوضع يده ووضع القوم فاكلوا ورسول الله صلى الله عليه وسلم يوك  
 اللقمة في فيه لحدنا فهذا يدل على باختر صنع اهل الميت الطعام والدعوة اليه  
 بل ذكر في البرازية ايضا من الكتاب الاستحسان وان اتخذ في الميت طعاما  
 للفقراء كان حسنا وفي استحسان الخائفة وان اتخذ في الميت طعاما للفقراء  
 كان حسنا الا ان يكون في الرثة صغير فلا يتخذ ذلك من التركة انتهى  
 یعنی بطریق خیرات جائزست نہ بطریق دعوت وغیر موافق وقرض گرفتن خصوصاً مودی خیرات  
 کردن هیچ فائده ندارد وحدث گجراتی یعنی در مجمع البحار ودر تحقیق لفظ ظهر نوشته که الصدقة  
 ما كان عن ظهر غنى وبعده از دو وسط می آید و لا صدقة كاملة الا عن ظر غنى و  
 هو ثعلبی الاشی للمتصدق به غیر مقبوله لان قضاء الدين واجب انتهى وخواه خواه  
 ایا عیال میت را نکال و محتاج کرده هلاک ساختن و شیء الیشان فوخته یا قرض گرفتن  
 یشان را خوار کردن نام خیرات کرده نان خوردن برای مرده شومی ندارد و فقهاء در باب صرف  
 الزکوة بنویسند لا تقبل صدقة الرجل واهل قرابته فحاشا ویم حتى یبدأ بهم  
 فی حاجتهم انتهى واین خیرات نیست که پس ماندگان را قرضه از محتاج خوار کرده خواه مخواه  
 برای نهم و ناموس و بجزیره کراه نان خوردن بلکه اگر بعد از مرگ پس ماندگان را آسوه مرتفع الحال گذارد  
 بمیر بسیار خوبتر خیراتیست چنانچه در حدیث متفق علیه آمده که سعد بن ابی وقاص از  
 حضرت صلی الله علیه وسلم اجازت بخیرات دادن همه مال خود خواسته بود حضور قدسی او را  
 اجازت نداد و فرمودند که انک ان تذر ورثتک اغنیاء خیر من ان تذرهم  
 هم عالة یتکفون الناس انک ان تنفق نفقة تبتغی بها وجه الله الا اجره المقیة  
 ترفعها الی فیء مراتک متفق پس صدقه و خیرات کردن بر اغنیاست که اموال کثیره دارند  
 و بعد از خیرات اولادشان محتاج نمیکردند که هر کس خواه مخواه قرض گرفتن خیرات کند  
 خیرات بی مایه تلاوت قرآن و خواندن درود شریف و کلمه طیبه الا الا الله محمد رسول الله

ناتوان

و کلمه تجید تسبیح فاطمه رضی اللہ عنہا وغیرہ اذکار و ادعیه است کہ اینہا را خواندہ برای میت ثواب  
 اینہا بہ نچشد اگر زیادہ بخواندہ است تا کلمہ طیبہ یا الحمد شریف یا قل ہو اللہ شریف چند  
 ہزار بار خواندہ تو ایضاً بحسب نچشد بکہ ہمہ اہل خانہ را مناسب در اوقات فرصت بعد  
 از صلوٰۃ ہر قدر کہ میسر آید اذکار و ادعیه خواندہ بمردگان خود وغیرہ مسلمین و مسلمات نچشد  
 کہ دعای برای مردہ بسیار فضیلت است کہ بچارہ درین حالت مثل غریق در قلع و بقیار می  
 و فریاد و زاری بہ طرف دست میزنند تا کسی دستش بگیرد چنانچہ در حدیث یہی وارد  
 است ما للبت فی القبرا کما لغریق المتغوث ینظر دعوتہ تلحقہ من اب و اخ  
 و صدق فاذا لحقتہ کان لحیا الیمن الدنیا وما فیہا انتہی اہل سنت جماعت مومنان صلوات  
 را باید کہ از صحبت و روش فرقہ شاذہ محدثہ و با بیہ چہنیں اجتناب کنند کہ از بار قائل و شیطان  
 مار میکنند کہ ایشان دشمن اہل اسلام زندگان و مردگان اند و قہنکہ مسلمانی می میرد و ہنوز  
 عمل نیک چارہ دفع عذاب خود کردن ہم نمیتواند و لاچار میشود اہل انبیفرقہ مثل شیطان  
 دشمن انسان این وقت را وقت قابو دانستہ افریاتی در از دعای و خیرات در اوقات متبرکہ کہ  
 مثل شب جمعہ عیدین و چہلم و سالیانہ و شب برات غیر اوقات معینہ برای منع میکنند و  
 میگویند کہ درین اوقات دعا و خیرات یا این ہیئت مخصوصہ بدعت محرمہ است و عرض ایشان  
 ازین منع دشمنی بحسبیت است کہ ہر گاہ او از عمل خود ہم علاج دفع عذاب از خود کردن ہنوز  
 نمی تواند پس ماترگان او را نیز از دعا منع کنیم تا ہمیشہ در عذاب و دوا و پلا معذب ماند و بعد  
 او اہل این فرقہ مثل شیطان بعذاب مصیبت اہل اسلام خوش میگردند و درینجا یک حکایتی  
 برای ہدایت قلوب قاسی از امام الہدی نضر بن محمد فضیہ ابو اللیث کہ چہار واسطہ  
 فنا کرد امام یوسف میگردد آورده میشود ایشان در کتاب تنبیہ بہاب فضل جمعہ می آرند  
 کہ من از والد خود شنیدہ ام کہ ایشان میفرمودند کہ مرا از صلح مہربی رحمۃ اللہ علیہ سبیدہ  
 است کہ ایشان در یک شب جمعہ در جامع مسجد آمدند کہ نماز فجر آنجا خوانند چونکہ در راہ بریکے  
 مقبرہ گذشتند و ردل خود گفتند کہ ہنوز وقت تابرا آمدن صبح صفاق بسیار است باید کہ قدرے  
 اینجا و مقبرہ ششم متصل مقبرہ نماز نفل در رکعت خواندہ بیک قبر تکبیرہ نشستمند تا کہ

حکایت عجیبی از تقیہ ابو اللیث



تا که خواب برایشان غالب آمد و خوابی می بینید که همه اهل قبور از قبرهای بزرگ حلقه حلقه  
 شده نشسته و سخنهای مجلسی میکردند و یک جوان منجم حیران برایشان بجا آنها کهنه و خیره دار  
 نشسته هم دیدند درین اثنا ایسوا خوانهای رنگارنگ بسروپوشها عمد پوشید آمدند هر یک  
 از آن اهل قبور یک یک جوان خود گرفت و درون قبر خود تا زمان و فرحان برفت آخر  
 آن جوان بیچاره بهره لاجار بطرف بلخ حیرات انتظار ایستادند و نیت منجم بطرف  
 قبر خود گردید و قیامت نزدیک قبر خودش داخل شد و خواست صالح مری گوید که من را پسندیم  
 که ای بنده خدا تو چرا چنین منجم برایشان خراب حال هستی گفت نوندیده که چه قدر خوانها  
 آمده بودند من گفتم بله یم رنگارنگ خوانها آمده بودند آن جوان گفت که این خیر آنها و صدقاتها  
 و ادعیه بودند که برای ایشان مجبان اقربای شان فرستاده بودند هر چه او نشان دعا و خیرات برای  
 ایشان میکنند ایشان در شب حیرت میرسد من باشم ملک مند بودم همراه والده خود برای  
 حج آمده بودم چونکه در بصره رسیدم من بیمار شدم بمروم ما دم بعد از من شخصی عقد نکاح  
 کرده در عیش و خوشی و آرامی دنیا مشغول شد و مرا فراموش کردم مرا گاهی زبان نمی آرد  
 و نه دعا می برآ من میکنند من منجم دورین خواری بنامم با چه کنم دعا کننده کسی ندارم صالح  
 مری رحمة الله علیه میگویند که من از او پرسیدم خاتم ماورنود در بصره در کدام محله میباشند و نامش  
 چیست آن جوان نشان داد چونکه از خواب بیدار شدم و ازین اقع غریبه حیران برای  
 جوان منجم گردیدم بعد از ادای نماز صبح در طلب ریش در محله نشان دادم بردش استاده  
 آواز دادم از اندرون خانه آوازی شنیدم که میگفت تو کیستی جواب دادم که من صالح مری  
 هستم گفت اندرون بیامین اندرون خانه رفتم اولاً گفتم که بهتر است که بان چه سخن من شنوی  
 که دیگر کسی نشنود و آنگاه فریاد و استادم که این یک پرده کرباسی مانده بود من گفتم که خدا بیعالم  
 بر تو رحمت کن و ترا پسری هست باز گفت که من گفتم گاهی شنیدم و یا نه آن زن آهی سرد  
 برآورد و فوسن تا سفت طویل کرده گفت که یک پسری لبند میدادتم و از وطن خود سنده  
 همراه خود آورده بودم خوش صوت و بیکیو تقاضای تریین جوانان بود و درین زمان من قضای آن  
 جوان واقعه مظفر بیان کردم و قیامت من قصه بچین و بیکی جوان شروع کردم آب

5A

از چشم مادرش مثل چشمه آب جوش زده جاری گردید و گفت کلامی صالح متری آن سپهر دل بند و  
 جگر پیوند میجو پس آن زن مرا هزار درم داد و گفت که برای تو چشم و قلعه کبیدیم هر انواع کبیرات  
 و تصدقات برای او بهتر دانی بکن من نیز پس ازین روز او را از دعای خیر صدقات  
 و خیرات فراموش نخواهم کرد تا دم مرگ صالح متری میگویند که من آن درم را و  
 انواع خیرات در سه روز صرف کردم و در شب جمعه آینده در آن مقبره رفتم بود و رکعت  
 نقل ادا کرده متصل یک قبر استجا کرده نشستم و سه شیب کرده در خواندن در خود مشغول  
 گردیدم تا آنکه خوابی بر من غالب آمد پس بجان حال دروش سابق آن مردگان از قبورشان بیرون  
 آمدیم و آن جوان با خوش فرحان سفید لباس نهایت خندان فرحان از قبر او آمدیم و  
 نزد من آمده گفت امی صالح متری اللہ تعالی اصل سانه بر تو رحمت کند و سحی جمیل ترا قبول فرماید  
 که هدیه فرستاده تو و مادر من من مشب جمعه قبل از در سپید است که آن من هم مثل دیگران  
 صاحب توفیق گردیدم و عند اللہ جاہی عزتے یافتیم من گفتم که شما جمعه شب جمعه می شناسید  
 گفت که جمعه روز افضل الایام صاحب انوار ساطعہ ظل من الشمس است ماہر و نجار و زیبار  
 ہم مینمایم و قبل از آمدن شب جمعه میگویم که سلام بر یوم یوم الجمعة و بعد از رفتن او نیز و  
 درین روز و شب میان بعید قائم میگردد و برای زیارت و ملاقات یکدیگر میریم اجازت  
 سیر هر جا که میخواهیم میباشیم انتہی و این حکایت از امام الهدای می متقیان شنیده است بر سر است  
 که بشنید نش فلوقیاسیہ ہم نرم خواهند گردید که وان من الجحاة لما تبغی منه لانه و شاه  
 عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر الفرم اذ التلق برای تاکید این امداد و کوشش صدقات خیرات نمود  
 اندک اول حالتی که بجز در جلا شدن روح از بدن خواهد شد فی الجمله از جہا سابقه لفت متعلق  
 بدین دیگر معرفان از انبیا جنتی بانی است و آنوقت گویا برنج است که چیزی از آن طرف  
 و چیزی ازین طرف مد زندگان میزدگان درین حالت از دوزخ میبرند و درگان منظر لحوق مدد  
 ازین طرف می باشد صدقات و اعیبه فائز درین وقت بسیار گواهی آید و ازین است  
 که طوائف بنی آدم تا یکسال و علی الخصوص تا یک چہ بعد موت درین نوع امداد و کوشش  
 تمام می نمایند مولوی اسمعیل در صراط مستقیم از سید احمد صاحب در فضل از باب دوم

آورده که پس هر عبادتی که از مسلمان ادا شود ثواب آن بروح کسی از گذشتگان برسانند  
 طریقی رسانیدن آن عامی بجناب الهی است که ثواب این عبادت بآن رساند پس این حج و  
 ایمنه بهتر و متحن است و اگر آن کس که ثواب بر وحش میرسانند از این جفتقل و ست مثل بیخ و زاو  
 دستاد و مرشد و غیر هم پس بمقدار حق وی خجلی رسانیدن این ثوابی داده تر خواهد شد  
 پس در خوبی این قدر امر از امور سوره فاتحه یعنی اعراض نذر و نیاز اموات و شک شب  
 نیست انتهى و اگر در توان نیمی برای مره و دیگر صدقات بعضی حرم را بر یا مخی نوار می هم دست هد  
 تا هم از فائده که دعا خواندن برای میت است خالی نباشد فقیه ابو الیث رحمة الله علیه تنبیه  
 می خواند که لا یتزک العسل لاجل الربیاء یقال فی مثل ان الدانی یخرب من ذنات اللوات  
 لانهم كانوا یعملون اعمال البریاءات و الفناطیر المساجد فكان للناس فیہ  
 منفعة وان كانت للربیاء فربما یفعلها دعاً احد من المسلمین المنتقین بها انتهى  
 و آنچه عبارت فتاوی براریه گذشته که و بیکه اتخاذ الطعام فی الیوم الاول و  
 الثالث و بعد الا سیوم و نقل الطعام الی القبر فی الیوم و اتخاذ الدعوات لقراءت  
 انقران و جمع الصلوات و الفقراء للغنم و لقراءة سورة الانعام و الاخلاص انتهى  
 طعام را که برای ایصال ثواب بمیت کرده باشند بکروه نمیسازد بلکه این عبارت در حق آن  
 طعام است که بطریق دعوت تیار کرده باشند که آن بکروه است چنانچه عبارت فتاوی مذکور  
 که بعد از عبارت مسطور است برین امر بنا بد عمل است حیث قال الحاصل ان اتخاذ الطعام  
 عند قوالة القرائن لاجل الاکل یکره وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسناً انتهى  
 و عبارت فتاوی خانیه نیز مصرح باین است حیث قال یکره اتخاذ الضیافة فی ایام  
 المصیبة لانها ایام تاسفت فلا یلیق بها ما ینبغی للفرح وان اتخذ طعاماً  
 للفقراء کان حسناً اذا کانوا بالغین وان کان فی لودثة صغیر تمخذ و اذک  
 من التركة انتهى و در فتاوی ظهیریه آورده که لا ینبغی اتخاذ الضیافة عندنا  
 ثلثة ایام و هو ایام المصیبة لان اتخاذ الضیافة للفرح انتهى و در فتاوی هندیه  
 است و لا ینبغی اتخاذ الضیافة ثلثة ایام فی ایام المصیبة و اذا اتخذ الناس الاکل

كذا في خزائن المفتين وان اتخذ طعاماً للفقير كان حسناً اذا كانت الورقة  
بالعين فان كان في الورقة تصغير لم يتخذ واذلك من التركة كذا في المناظر الخانية  
انترقى في الفخر القدير ويكبر اتخاذ الضيافة من اهل الميت لانه مشرف عن  
الشركاء في الخزن قالوا هي بدقت مستقيمة لما روى الامام محمد بن صالح  
باسناد صحيح عن حبيب بن عبد الله قال كنا نعد الاجماع الى الميت وصنعهم طعام  
من النياحة انتهى قال الشيخ ابو الحسن السند رحمه في ليل المتبر عن مباحث  
فخر القدير قوله اتخاذ الضيافة اي اتخاذ الطعام على جالضياً قتل الاقرباء الاحياء  
لمن يهدم حظوظهم على جبال اجتماع على الطعام الا في الضيافات العرس لا على  
وجالضياً للصالحين والى الحاجة فلا يرد ما روى ان اهل بيت النبي صلى الله عليه  
وسلم صنع طعام للنبي صلى الله عليه وسلم وصحابه يوم مات اميت عنهم ان القرية  
منذ اية دامت فكيف يكون في بعض الايام سيما ايام تذكرا الموت وهما يدعوه الى  
القرية في الفرق بين الطعامين جلي معلق مع قطع النظر عن النية قوله لانه  
شرف الخزي لانه خارج عن مقتضى الحال فانفاق للمال فيه تضييع واسراف  
في غير موضعه قوله الاجتماع الى اهل الميت اي طوته كالدعوة اهل الميت اياهم  
المتبرك بهم والتقرب باطعامهم وصنعهم الطعام الى اجتماعهم طوته والله تعالى  
اعلم والظاهر ان من الطعام ما هو مشرف يوم الموت ايضا كالطعام للتقرب منه  
ما هو مكروه كالطعام للضيافة او لتقوية النوازل مثلا والله تعالى اعلم انتهى وشرح  
بزخ اوروه كحل الحديث على انه يكون لاهل المصائب اتخاذ الطعام على سبيل  
الضيافة ونيز واروست كرتين انه لا يكون لاهل المصيبة اتخاذ الطعام للفقراء  
ولا يكون لهم الاكل وذلك انتهى ازين عبارات علماء محققين هو يدست كاتخاذ طعام  
ورايم صيت اكر بسبيل ضيافة باشد نا اتخاذ او مكروه خوون اولاباس است و اگر تراخو  
دين ايم ابري اجمال ثواب باشد متخوب مستنون او صحابه تابعين رضوان الله  
تعالى عليهم اين مستحب مبدئى بله وقت نزع روح تر و ميت جمع شده ورا ميگفتند

کہ از مال خود وصیت کن کہ برائے تو صدقہ داوہ شود چنانچہ در نسائی وغیر روایت  
 کردہ اند کہ اخیرنا الحارث بن مسکین قراءۃ علیہ انا سمع عن ابن القاسم  
 عن مالک عن سعید بن عمرو بن شرحبیل بن سعید بن سعد بن حبادۃ  
 عن ابيه عن جده قال خرج سعد بن حبادۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض  
 معارزہ و حضرت امہ الوفات یا المدینہ فقہل لها و صی بالصدقہ فقالت فیما وصی  
 المال مال سعد فتوفیت قبل ان یقدم سعد فلما قدم سعد کذولک له فقال  
 یا رسول اللہ هل فیہا ان تصدق عنہا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم نعم فقال سعد  
 حائط کذا و کذا صدقۃ عنہا الحائظ سماء لوالہ النسائی وغیرہ من اصحاب  
 العقلم و حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ مطالب حالیہ روایت کردہ کہ قال  
 احمد فی الزهد سعد ثنا ہاشم بن القاسم ثنا الاشعث عن سفیان قال قال طاووس  
 ان ملوکی تقبیر فی قیومہ سبعا فکانوا یبتغون ان یطعم عنہم تلك الايام تنفی  
 و الیوم و حلیہ نیز این روایت نمودہ و اممہ حدیث تصحیح او کردہ اند و نیز تصریح نمودہ  
 اند کہ مراد از فاعل کانوا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اند و حافظ ابن حجر  
 ہاشمی مجمع الزوائد آوردہ کہ عن مریم بنت قردۃ ان عمر بن حصین رضی اللہ عنہ  
 لما حضرته الوفاة قال اذا نامت فشد علی بطنی عمامۃ فاذا بعثت فابخر و  
 اطعم و الا الطیر فی فی الکبیر و آنچه ضیافت کردہ گفتند علت کرہت تخصیص  
 روز نیست بلکہ ضیافت بعد از ایام وفات منع است چنانچہ عبارات مذکور برین شاہداند  
 حال آنکہ ضیافت را نیز بقول مفتی بہ بعد از دفن جائز فرمودہ اند چنانچہ علامہ زاہدی  
 و عاوی بعلامت شرط یعنی شرح طحاوی آوردہ کہ ویکہ الولیۃ علی المیت قبل ان  
 یسئل اجازاً و عن محمد بن یحییٰ بعد الدفن و قال مالک یکرہ قبل ثلاث ایام  
 و القوی علی قول محمد بن ہاشم عبارات کتب فقہا قبل ازین کورشدند و ال اندرینکہ  
 تا روز ضیافت منع است کہ ایام مصیبت اندازانہا مفہوم میشود کہ بعد از سہ روز  
 کرہ نیست لان مفہیم الکتب حجتہ بکدر شرح بر رخ بعد کرہت ضیافت بعد از سہ روز

تضح نموده قال بكرة لاهله اتخذ للاقرباء والاغنياء الى ثلثة ايام ويكره لهم  
اكله اما بعد ثلثة ايام فلا يكره اتخاذ الطعام لمن مات له ميت لا روح له  
سبيل الضيافة ولا يكره اكل منه لا للفقير ولا للثقيف ولا للثقيف يديهي اليها ويرسل اليه اتيه  
ومثله في اللالي الفاخرة وانچه صاحب قبا ومي بزاريه بعد از مهفت وزير ضيافت كروه نشسته  
صاحب غنيته المستلي قول او رار ونموه حيث قال لا يخطوعن نظر لانه لا دليل على الكراهة  
الاحديث جري بن عبد الله المتقدم وهو ما يدل على كراهة ذلك عند الموت  
فقط على ان قد عارضه ما رواه الامام احمد بن حنبل وهو الوداع وعن عامر بن  
كليب عن ابي عن جل من الانصاري قال خوضا مع رسول الله عليه السلام فوجدت  
رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على القبر يصي الحافر يقول اوسع من قبل  
رجليه اوسع من قبل راسه فلما رجع استقبله دعوى امرأة فجاءتني بالطعام  
فوضع يده ووضع القوم فاكلوا ورسول الله صلى الله عليه وسلم يلوك اللقمة في  
فيه ثم قال اني اجد لحم شاة اخذت بخيرت اهلها فارسلت امرأت تقول  
يا رسول الله اني ارسلت الى اليقيم اشترى شاة فلما وجد فارسلت الى امرأة فارسلت  
الى جاري فلما اشترى شاة ان يرسل الي يثمنها فلم يجد فارسلت الى امرأة فارسلت  
بها الى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اطعميه لانه من هذا يدل على اباحة صنع  
اهل الميت الطعام الدعوة اليه انتهى پس ان كراهت كراهت جري بن عبد الله معلوم  
ميكرويه ان را وقت موت منحصر کرده است و از حديث عامر بن كليب جواز ضيافت بعد از  
وفات ثابت نموده پس هر دو حديث قول امام محمد كه مفتي ابيت ثابت كرويد پس از اين مفهوم  
و هو پيدا كرويد كه بعضه علماء تهيب كه ناسه و زيارت بعد از سه روز ضيافت را كروه ميگويند  
پر خلاف قول امام محمد ان قول شان مرجح غير معمول عليه است اما ان معارضه را كه  
شراح مبينه يا ورون حديث عامر بن كليب يا حديث عبد الله بن جري بن نموه علامه  
شاهي و حاشيه در مختار دفع نموده حيث قال فيه نظر فانه واقعتا حال لاعوم لها مع احتمال  
سبب خاص بخلاف حديث جري بن عبد الله بحث في المنقول في هذا هبنا

و منذهب غیرنا کالتشافیة و الخایلة استدلالاً بحديث جریر المذکور علی الکرامة انقی  
 ازین اصل عمر بن شامع سینه مندرج نمیکرد و چه که ما ذکر کرده ایم از نقل علامه هدی که ضیافت  
 نزد امام محمد بعد از دفن جابر است پس درین وقت در منقول بحیث نشده بلکه اقوال بعضی  
 علماء مذہب مخالف مذہب افتادند و حدیث عام بن کلیب واقع حال و مختل بسبب خاص  
 نامزد کردن بجاصل است چه که در هر دو حدیث مخالفت نیست بلکه از هر دو حدیث بعینہ  
 قول امام محمد ثابت است کما بنیاه و اگر مخالفت تسلیم کرده شود و قول امام محمد حدیث عام  
 بن کلیب نائز و قینکه قول امام محمد مفتی به در مذہب گردید و حدیث صحیح موید و دلیل او  
 موجود است حدیث مخالفت را تاویل کرده با موافقت کردن لازم است و استدلال  
 نمودن شافعیہ حتمیله بان بر ضیف محبت نمیکرد و اما صاحب قات علامه علی نقاری در  
 شرح مشکوٰه تحت حدیث عام بن کلیب اقوال مخالفه را بیک فرع خاص مقید کرده خوب  
 تطبیق و او همیشه قال وهذا الحدیث بظلمه یروى علی ما قرده اصحاب مذہبنا من  
 ابنیکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاقل الثالث و بعد الا سبوع كما فی البرازینة و ذکر  
 فی الخلاصة انه لا یباح اتخاذ الضیافة عند ثلثة ایام قال لزیلعی و لا یاس  
 بالجوس للصبیئة الی ثلثة ایام من غیر از تکاب محظوم من فوش السیط و الاطعم  
 من اهل المیت قال ابن الهدایکره اتخاذ الضیافة من اهل المیت و الکحل و الموه  
 بانه شر فی الشرک فی الشر قال فی بدعت مستفیحة و الامام احمد بن ماجه  
 باسناد حسن عن جریر بن عبد الله قال کنا نعد الاجتماع الی اهل المیت و صنعهم  
 الطعام من النیاحة انتهى فینبغی ان یقید کلامهم بنوع خاص من اجتماع یرجب  
 استفیاء اهل بیت المیت فیستطعونہ کرها و یجمل کون بعض البورثة تصغیراً  
 و جاهلاً و لم یعرف رضاه اولم یکن الطعام من عند احد عین من مال المیت  
 قبل قسمته و نحو ذلك و علیة یجمل قول قاضیخان بکوه اتخاذ الضیافة فی ایام للصبیة  
 لانها ایام تاتمت فلا یملیق بها ما یكون للشرک و ان اتخذ طعام للفقراء کان حسناً و  
 اما الوصیة باخذ الطعام بعد موته لیطعم الناس ثلثة ایام فیما طلعت علی الاطعم

او قبل یجوز ذلك من الغلث وهو لا يظهر انتهى پس مولانا علی نقاری کہ بعضی اقوال  
 علماء مذہب بیک نوع خاص مفید ہوئے علامہ شامی نیز در جواب شرح منیبہ بیان تفتیہ ارشاد  
 فرمودہ حیث قال ولا یتم اذا کان فی الورثۃ تضاعفا او غائبا انتهى و در معراج  
 الدرایہ انتخاب طعام وغیرہ را کہ در برابر یہ مکروہ گفتہ علت کراہت آن ہمہ یا و سمعہ  
 را اگر واپس نہ فرمودہ و ہذاہ الافعال کما ہا للسمعۃ والریاء فیتجر و عنہا لا تہم لا یبین  
 بہا و جہ اللہ تعالیٰ انتهى ازین معلوم شد کہ اگر بدن یا و سمعہ انتخاب در یوم اول وغیرہ کنند  
 ناجائزست و ہذا فی الضیاقہ و اما لا یصل للثواب فہو سنتہ قبل مضی اللیلۃ الاصلی  
 الی سبعتہ ایام کما قدمنا عن الطحطاوی معزیا الی الشرع حیث قال فی شریعتہ السلام والسنۃ  
 ان یتصدق ولی المیت لہ قبل مضی اللیلۃ الاولی بشئی مما یتیسر لہ فان لم یجد شیئا  
 فلیصل رکعتین یمسک ثوابہما للمیت قال ویستحب ان یتصدق عن المیت بعد  
 الدفن الی سبعتہ ایام کل یوم بشئی مما یتیسر انتهى و در فتاویٰ برہنہ آوردہ کہ در کثر  
 گفتہ کہ مستحب تصدق ہر ہفت روزہ اگر نماز یا روزہ یا عتاق یا عبادتی دیگر کنند ثواب  
 او بہیت رسد رواست و میرسد و در مطالعہ گفتہ سنت مست کہ قبل از مضی شب اول  
 تصدق کند و اگر نتواند دو رکعت نماز گذارد و بعد از فاتحہ در ہر رکعت آیہ کرسی بگوید و سواہ  
 نکات روزہ یا رنجواند و بعد از فراغ بگوید آہی این نماز گذارم تو اب این را بگو فلان  
 میت برسان انتهى او این را صلوتہ ہول نیز گویند کہ بخواند این میت از ہول قبر و  
 فرج او نجات بیابد و در فتاویٰ غرائب آوردہ کہ ولستحب ان یتصدق عن المیت الی  
 ثلثتہ ایام وان ناد علیہا فہو افضل انتهى و در خزائنہ از روایات گفتہ کہ ولستحب ان  
 یتصدق عن المیت بعد الی سبعتہ ایام انتهى و در شرح برزخ بروایت ابن ملک حدیث  
 آوردہ فرمودہ کہ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اللیلۃ الاولی عسی علی المیت فتصدقوا  
 عنہ و ینبغی ان یواظب علی الصدقۃ سبعتہ ایام و قبل ربعین فان المیت  
 یتشوق فہذا الایام الی بیتہ انتهى مسئلہ تعیین تاریخ برای صدقہ و دعا  
 و زیارت مستنونست چنانچہ علامہ ابن حجر کے رحم و در شرح

صورت نماز ہول

در بیان تعیین تاریخ  
 و تخصیص اوقات  
 نیز کہ وغیرہ



اربعین امام نووی فرموده قال الامام ابو شامة فیمن المصنف حرمها الله تعالى  
 ومن احسن ما اتبع فی زماننا ما یفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولده  
 صلی الله علیه وسلم من الصدقات اصطناع المعروف واظهار الزینة والسهر  
 انتهى ونیز ابن حجر کی در نعمة الکبری علی العالم از قاطب ابن حجر عسقلانی نقل نموده که  
 ونیغلی ن تیح الیوم بعینه فان کان ولد لیل فلیقم الشکر بما یناسب اللیل  
 کالاطعام والقیام وان کان لدها و فیما یناسب للصیام ولا بد ان یکون ذلك الیوم  
 من عدد ایام الشهر بعینه حتی یطابق قصته موسى علیه السلام فی یوم عافوا انتی  
 و شیخ ابن الرصاع ورتذکره المجهین فرموده که ومن اداب المحب لهذا النبی لکری صلی الله  
 علیه وسلم ان یکون معظم الیلته میلاده وللیوالذی اظهر الله فیہ فیغنی کل محب  
 عن اعلان یظهر السرور والبشارة فی تلك الیلته ویسبحها ویمتدحها اولادها من  
 لخصویر کتھا ویدخل السرور علیهم یعلمهم انه اما فعل ذلك محبة لتلك الیلته و سرورا  
 بها واعتناء بفضلها و یبین لهم انها اشرف الیالی عند الله تعالی انتهى وحافظ  
 جمال سیوطی در وظائف الیوم واللیلته فرموده که وعمل المولد کل سنة فی ربیع  
 الاول استیشارا و سرورا بمولد النبی صلی الله علیه وسلم من محموا انتهى و شیخ  
 الامام بران الدین جعبری در موعود الکرام فرموده حق علی کل نسان من امتی الداخل  
 فی ملتة التوتیرة هذا ایام المولد السجدة فی کل عام جدید اولی ما کان هنا  
 التوتیرة فی هذا الشهر الظاهر فیة انتهى و علامه مسطلانی در ذمها لیلته فرموده که فرعون  
 الله صرا اتخذ لیلالی شهر مولد المبارک اعیاد الیکون اشتد علة علی من قلبه مرض و  
 اعیاد لولنتی بعض اقوال علما که در تعیین تاریخ عرس مولد آنحضرت صلی الله علیه وسلم  
 فرموده اند و اما تعیین تاریخ برای اعراض مشایخ و اولیا و فاتحه و دعای علمیه مؤمنین  
 پس در فتاویٰ جنید اومی مذکور است که لباس بالجمیعة التي تجمل فی کل سنة للشیخ الخلیل  
 الکیبر احمد بن علوان نفعنا الله به فان المقصود الزیارة والقرأة لراتی و ایضا  
 فی کلاباس بزیارة الاولیاء فی یوم معروف کزیارة الشیخ الجلیل الکیبر عیبه بزاقبال

تاریخ عرس مولد آنحضرت  
 صلی الله علیه وسلم

الهتار في كل سبت من مرجب لمفرد وكذا زيارة الشيخ الجليل الكبير الملقب  
 جليل خرسبت من وكذا لباس بزيادة الشيخين الجليلين القطبين الشهيدين محمد  
 ابى بكر الحكيم محمد بن حسين الجلي من معهما من اولياء في اول خمسين ولا  
 انكار بل يستحب الزيارة هو كالأولياء في يوم مفارقة ارواحهم عن بدنهم  
 كما قرأناه انتهى ودر جمع الروايات آورده كه ان اراد ان يتخذ ليمتد فليتخذ يوم بادراك  
 يوم موته و يجتاز في الساعة الى نقل فيها روحه ان ارواح الموتى ياتون في ايام  
 الاعراس في كل عام في ذلك الموضع في تلك الساعة فان ارواحهم يفرجون  
 بذلك ويدعون لهم والاي دعون عليهم انتهى ورتوضيح الهدى اعمال الشيخ  
 احمد بن محمد فاروقى هم آورده كه وفي بعض الكتب اذا ارادة ان يتخذ الوضيمة  
 ينبغي ان يجتهد بادراك ساعة اليوم الذي مات فيه يجتاز في ادراك الساعة  
 انتقل روحه عن الجسد فان ارواح الموتى ياتون في ايام الاعراس في كل عام في ذلك  
 الموضع في تلك الساعة فينبغي ان يطعم الطعام الشراب في تلك الساعة فان قفل  
 يفرح ارواحهم وان في تايثيرا يابا فسادا او شيئا من المأكولات المشروبات  
 يفرحون ويسرون به ويدعون لهم والاحتزنوا على ذلك ودعوا عليهم انتهى و  
 في رواية كتاب آورده كه ورايت في بعض الكتب ان لما قوفى النبي صلى الله عليه وسلم  
 اطعم عن كل يوم واحدة من مائة المؤمنين اخرهن عائشة رضوا الله عنها اطعم  
 ابو بكر الصديق اكثر اهل المدينة وكان ذلك ثانيا عشرة من شهر ربيع الاول ولعل  
 هذا هو الاصل في اتخاذ الناس هذا اليوم يوم مولود انتهى وعلا شيخ ما يدعى ٤  
 ورسالة خود از كتاب الشاهي آورده كه ويوم مولود صلى الله عليه وسلم ابو بكر الصديق  
 رضوا الله تعالى عنهما نفاقة وتصديق بها وتصديق ابو هريرة رضوا الله تعالى  
 عنه في ذلك بثلاثة اقراص من شعير انتهى وروايت بالشيخ عبد الحق محدث بلوى نوشته  
 كه فان قلت هل هذا العصر الذي شاع في يارنا في حفظ اعراض الشاهي في ايام وفاتهم صل  
 فان يكن عندك علم بذلك فاذا كنت لنا قلت عن ذلك شيخنا الامام عبد الوهاب

المتقى المكي فقال ذلك من طرق المشائخ دعاواتهم ولهم في ذلك ثبات قلت  
 كيف تعين ذلك اليوم دون سائر الايام لظواهر كصا فخر بعض المشائخ بعد الصلوة  
 والاكتحال يوم عاشوراء فادرسنته على اطلاق بقية من جهة الخصوصيته ثم  
 قال قد ذكر بعض المتأخرين من مشائخ المغرب ان اليوم الذي وصلوا فيه الى جناب  
 القدس خطا نورة برجي من الخيرو والبوكرو والنورانية اكثر واوفر من سائر  
 الايام ثم اطلق مليا ثم رفع رأسه فقال لم يكن في زمن السلف شيء من ذلك  
 وانما هو من محنات المتأخرين والله اعلم انتهى ونيز در توضيح الهدى نوشته که  
 قال المشائخ والعلماء ينبغي للزائر ان يراعى وقت وصالة خصوصا في يوم العرس  
 فان له تأثيرا بليغا وانهم قد جدوا في الزيارة في هذا الوقت فوائد باطنية و  
 بركات وكرامات ظاهرة اكثر واكثر في حال حياتهم لهذا قال الشافعي قهرموس  
 الكاظم تزيق محراب وكان الشيخ ابو عبد الله النوري يقول اذا كانت الرحمة  
 تنزل عند ذكرهم فباطنك بمواطن اجتماعهم على ربهم ويوم قدومهم  
 عليهم بالخروج من هذه الدار الفانية الملبوسة بالحزن والشدايد وهو قهرموس  
 من ربهم فارغب عن العلائق البشرية والوسائل النفسانية والهاجس  
 الشيطانية فزيادتهم في ذلك الوقت هبة لهم وتعرف لما يتجدد لهم من نزول  
 الوحيه عليهم حصول زيارة القرب عن ربهم فهي اذن مستحبة ان سلمت  
 عن محرم ومكروه وفي تفسير المشور تحت قوله تعالى سلام عليكم بيضا  
 صبرتم فغم عقيب الدار اخرج ابن المنذر وابن مردويه عن النبي  
 الله تعالى عشر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يأتي احدا على  
 رأس كل عام ويسلم على قبور الشهداء ويقول سلام عليكم ما صبرتم فنعم  
 عقيب الدار وابوبكر وعمر وعثمان على رضى الله تعالى عنهم كانوا يفعلون  
 كذلك وروى ابن فاطمة رضى الله تعالى عنها كانت ثاني قبر حسن بن عبد  
 المطلب على رس كل عام فترى انتهى ودر سراج الهدى آوده که ويحافظ



فی ساعة تفل الروح فان ارواح الموتی یاتون فی یام لعبر من کل عام فی ذلك  
 الموضع فی تلك الساعة فان بذلك تفرح افراسهم وان فيه تاثير ايليغا فاذ  
 راوا شيئا من الخيرات والصدقات يدعون لهم ولا يدعون عليهم كذا  
 فی شرح كذا الفارسي وعمدة المحدثين محقق حقيقي شيخ عبدالحق دهلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ  
 عليه را ثبت بالسنه فرموده اندك فمات الشيخ عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ عليه ليلة  
 التاسع من ربيع الآخر وهذا هو الذي ادركنا عليه سيدنا الشيخ الامام  
 العارف لكامل الشيخ عبد الوهاب المتقي القادر المكي فانه كان يحافظ يوم عرسه  
 هذا التاريخ ما اعتمدا على هذه الروايتا وعلى ما رأى من شيخنا المشهور الكبير على  
 المتقي ومن غيره من المشايخ وقد اشتهر في ديارنا هذا اليوم الحاد عشرة وهو  
 المتعارف عند مشايخنا من اهل الهند من اولاده رضى الله تعالى عنه وقد  
 يقال ان وفاته رضى الله تعالى عنه في اليوم السابع عشر ولا اصل له انتهى وورث  
 مخزن رست كه حضرت سيد محمد بنده نواز قدس سره بروج قطب عالم خواجہ نصير الدين قدس  
 سره ورتب شهر و هم رمضان المبارك كسار تصدق كروى اطعام فقرا وساكين نموده  
 انتهى و در خزانه جلاليه كه از ملفوظات حضرت مخدوم جهانپان قدس سره است ميفرمايد  
 كيكي از شرط تصدق ارادت نيت كه بروج كسي كه طعام كنند بايد كه وقت لطيف  
 كه آن بزرگوار رحلت كروه بفقرا اطعام نمايد انتهى و محدث دهلوی شاهي الی الله ساله  
 اتيناه في سلسل اوليا اللہ شرح فرموده كه اخبرني سيد الوالد قال كنت اصنع في  
 ايام المولد طعاما صلة بالنبي صلى الله عليه وسلم فلم يفتري في سنة من السنين  
 اصنع به طعاما فلما جد لاحصا مقلبا ففسمت بين الناس فوايتبر صل الله  
 عليه وسلم بين يدي المحصل انتهى انتهى و نيز ايشان لمعات فرموده اندك از اين نجاست  
 فقط اعراض مشايخ و مواظبت بزيارت قرآني ايشان التزام خواندن صفت و اودن  
 براي ايشان اعتنا تمام كردن تعظيم آثار اولاد منتسبان ايشان انتهى و مولانا شاه  
 عبد العزيز دهلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عليه رفتومي خود شرح فرموده اندك رفتن بر قبور ربيع

ف و جوبيرى اهل دين بازم حضرت پير شيرازى بازم

ال یک روز معین کرده بی صورت است اول آنکه یک زمین نموده یک شخص یا دو  
 شخص بغیر بیت اجتماع مردم کثیر بر قبو محض برای یارت و انتقار و ندان قدر  
 راوی احادیث صحیح ثابت است و در تفسیر در منشور نقل نموده که بر سر آن حضرت صلی الله  
 علیه و آله بر مقابر می رفتند و دعا و مغفرت بر اهل قبو میفرمودند اینقدر ثابت است و معتد به آنکه  
 بیت اجتماع مردم کثیر جمع شوند و ختم کلام الله کنند و فاتحه بر شیعیان یا طعام نموده و تقسیم  
 در میان حاضران نمایند این قسم معمول بی زبان پیغمبر صلی الله علیه و آله و خلفا را شدین بود  
 اگر کسی این طور بکند پاک نیست زیرا که درین قسم قبح نیست بلکه فایده احیای اموات را  
 میرسد و طوری جمع شدن بر قبور نیست که مردمان یک زمین لباسها نفیس و فخره پوشیده  
 مثل عیال و دمان شده بر قبورها جمع شوند و در قصه غیره سماع عزائم و دیگر بدعات منوعه مثل سجود بر  
 قبور طواف گردان قبوی نمایند این قسم حرام و ممنوع است بلکه بعضی افعال ازینها بکفر  
 میسرند و همین محل این دو حدیث است و لا تجعلوا قبور و ثنائی بعد چنانچه در مشکوٰه موجود  
 اندامتی و در صراط مستقیم که آن را مولوی اسمعیل و مولوی عبدالحی در کلمات خلیفه  
 سید نامزد کرده اند که پس الحال اگر کسی اتباع پیغمبر صلی الله علیه و آله منظر داشته  
 در شب برات و مقبره جمع صلوات نموده ادعیه افزه کند و از آنجا گفت پیغمبر صلی الله علیه و آله  
 ملام کردن نمیرسد انتهی و نیز شاه عبدالعزیز در فتوی مولود نوشته اند که در تمام سال و مجلس در  
 خانه فقیر منعقد میشوند مجلسی که مولود شریف و مجلسی که شهادت حسین اول که مردم روز عزا  
 یا یکدور و نه پیش ازین قریب چهار صد یا پانصد کس بلکه قریب هزار کس یا از آن  
 فراهم می آیند و در دو میخوانند بعد از آن که فقیری آید می نشیند و ذکر فضائل حسین که در حدیث  
 شریف وارد شده در میان می آید و آنچه در احادیث اخبار شهادت این بزرگان تفصیل بعضی حالات  
 و بدامنی قاتلان ایشان وارد شده نیز بیان کرده میشود و درین ضمن بعضی مرثیهها از غیر مردم  
 یعنی جن پرپی که حضرت ام سلمه دیگر صحابه رضی الله تعالی عنهم شنیدند نیز مذکور کرده میشود  
 و خوابهای متوحش که حضرت ابن عباس و دیگر صحابه رضی الله تعالی عنهم بدانند و دلالت  
 احوال و روح مبارک حضرت جناب سالت باب صلی الله علیه و آله میکنند مذکور میشوند

و بعد از آن ختم قرآن پنج آیت خوانده بر حاضر فائز نموده می آید درین بین اگر شخصی  
 خوش الحان سلام بخواند یا مرتبه پیش شروع اکثر حضار مجلس این فقیر را هم وقت بکالا حق میشود  
 و اینست قدریکه بعمل می آید پس اگر این چیز را نزد فقیر همین وضع که مذکور شد جاری نمی بودند  
 اقدام بر آن اصلاً نمیکرد باقیانند مجلس بود شریف پس حالش اینست که تا سیخ دوازدهم شهر  
 ربیع الاول همین که مردم موافق معمول سابق فراهم شوند و در خواندن در و مشغول شوند  
 و فقیر می آید اولاً بعضی از احادیث فضائل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذکور میشود بعد  
 از آن ذکر ولادت یا سعادت و نهد می از حال رضاع و حلبه شریف و بعضی از آثار که درین  
 آوان بطبوعاً مدبخر ض بیان می آید پس بر حاضر از طعام یا شیرینی فائز خوانده تقسیم آن  
 حاضرین مجلس میشود آنتهی معمولاً ناسخ فریج الدین برادر مولانا شاه عبدالعزیز در جواب سوال  
 نیز فتوی می بخور از تعیین تاریخ فرموده اند چنانچه عبارت سوال جواب بعینه اینست سوال  
 بر سر تو زنگی در سال جمع آمدن و آن را روز وفات و عرض قرار دادن با وجودیکه زبان  
 سیال غیر قارستت چه حکم دارد و جواب آن مان اگر چنان غیر قارست اما آنچه بان تقدیر کرده میشود  
 زمان را از شب و روز و ماه و سال اینهار اشترعاً و عرفاً دوره مقررست چون یک و تمام میشود باز  
 از سر شروع میشود و همین حساب رمضان بشهر صوم و بجز بشهر حج و همچنین شہود و بگرد دوره  
 حکم با نظر او داده میشود چنانچه در حدیث است که بہو عرض کردند در حضور جناب نبوت  
 مآب صلی اللہ علیہ وسلم کہ حق تعالی جنات حضرت موسی علیہ السلام غرق فرعون درین روز  
 عاشوره کرده است برای شکر آن روز میگریم جناب نبوت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرمود  
 ان الحق بموسی منکم فصام یوم عاشوراء و امر الناس بصیامہ نیز حضرت نبی صلی  
 اللہ علیہ وسلم حضرت بلال را وصیت میکردند بصوم روز و شب و فرمودند فیہ ولدات  
 و فیہ انزل علی فیہ اجرت و فیہ صیت بنایرین یاد کردن آن تاریخ و آن با هر کس مردم  
 افتاده چون مردمان ازین جهان بجا فطرت این رسم گذاشته اند ایشان را انتظار پسوست  
 ولد یا کسی دیگر از اقارب خود میباشد پس رفع انتظار آن فائز است معتد بہ بیانات میر کشف  
 در یافت شد کہ در چنین روز اجتماع ارواح و ستان در عالم بر رخ ہم می فتود پس

مراد پدعا و ختم و طعام بدعتیت میباح و وجه فح ندارد و نیز مولانا مذکور در جواب سوال دیگر  
 مؤند سوال تخصیص با کولات در فاتحه بزرگان مثل کچھڑہ در فاتحہ امام حسین نوشتہ در  
 فاتحہ شیخ عبدالحق وغیر ذلک همچنان تخصیص خوردگان حکم دارد جواب فاتحہ و طعام  
 بی فید از محنت است و تخصیص کہ فعل مخصوص با اختیار است کہ باعث منع نمیتواند شد  
 تخصیص از قسم عرف عادات اند کہ بمصلح خاصہ مناسبتی تخصیص بتدبیر و آند رفتہ اند رفتہ رفتہ  
 پیشوع یافته در حق کچھڑہ صاحب مختار صاحب فنیہ دیگر فقہا تفسیر نموده اند و تخصیص  
 رآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در فوج جانور و تقسیم گوشت آن را بصدق خدیجہ رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہا بطریق صحیح ثابت است اللہ اعلم بالصواب انتہی و نیز مولانا رفیع الدین رسالہ  
 مذکور و مزارات اولیا نوشتہ قسم دیگر آنکہ حکم باز متبدا بر برای صلوات بر برای شرح مینویسند  
 نوشتہ می رضا و یکی علی التبعین بدین یا بطریق سالانہ و فصلانہ بنام آن مقرر سازد این قسم نیز  
 جائز است بنا بر عمل بر آنکہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم از طعام و لحم نزد صدیق حضرت خدیجہ رضی  
 اللہ عنہا میفرستاد انتہی شہادہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی در تحت قولہ تعالیٰ  
 صراط الذین انعمت علیہم نوشتہ اند کہ برکت در کلام در انفاش و در افعال و در  
 مکانات ایشان و در مصیبتان اولاد و نسل ایشان زیارت کنندگان ایشان پسے ظاہر  
 میگردد انتہی و در تفسیر سورہ قدر نوشتہ اند کہ و بالجملة مضمون این رسوخ معلوم میشود کہ عبادات  
 و طاعات بابت فاتحہ نیک مکانات متبرکہ و حضور و اجتماع صالحان در ایجاب ثواب زیارت کات  
 و انوار قوتی عظیم حاصل میشود انتہی و در تحت تفسیر بیت و اذ قلنا ادخلوا هذه القرية  
 فرمودہ اند سوّم آنکہ بعضے مواضع تبرکہ و نور و نعمت و رحمت الہی گشتہ اند یا بعضے خاندانہا  
 قدیم اہل صلاح و تقویٰ خاصیت پیدا میکنند کہ در آنہا احداث توبہ نمودن طاعات بحسب  
 آوردن موجب سرعت قبول ثمرات نیک بیانش از بہین جااست کہ ابن مردودہ از  
 ابی سعید خدری روایت کردہ کہ ما روزی ہمراہ آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہنگام  
 شب مغزہ یا سفر می رفتیم چون آخر شب بر پشتہ کوی گذشتیم آن را دار الخنظل می  
 گفتند آنحضرت علیہ السلام فرمودند ما مثل هذه الثنينة الا کمثل لباب الذی



قال الله تعالى النبي اسرائيل ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطة الا يتنزهنا ولي الله  
ورائنا ورجالهم يسجدون لي على هذا في نوشته که نقل است از آن حضرت که در نشانی خود نوشته  
اند که در الوقت که بسزایب قدمگاه آدم صلی الله علیه و سلم قدم چون نزدیک آن قدمگاه  
رسیدم سحرگاه افتادم بر پشته شام و علامه علی القاری در مرقات شرح مشکوٰۃ تحت  
حدیث مثل رسول الله صلی الله علیه و سلم عن صوالاثنین فقال قبر ولدات  
وفی انزل علی رواه مسلم نوشته اند که فی الحدیث دلالت علی ان الزمان قد یتفرق بما یقع فیہ  
و کذا الکائنات و نیز در مرقات تحت حدیث ما من مسلم یؤتی لیلته الجمعة و لیلته الجمعة  
الا وقاه الله فتنه القبر رواه احمد الترمذی فرموده که و هذین علی ان شرف  
الزمان لثباته عظیم کما ان فضل المكان له اثر عظیم انتهى و آنچه احادیث صحیحین در خصوص  
اوقات زیارت وارد شده اند بعضی از آن است که بی سمنه و می و فاروقا آورده که در  
ابن ابی شیبته فی مصنف عن عباد بن ابی صالح ان رسول الله صلی الله علیه و سلم  
کان یاتی قبور الشهداء علی رأس کل حول ینقول سلام علیکم بما صیرتم  
فعم عقبه الدار قال وجاءهم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان رضی الله عنهم فلما  
قدم معاویة بن ابی سفیان رضی الله عنهما جا جاءهم قال کان النبی صلی الله علیه  
وسلم اذا واجه الشعب قال سلام علیکم بما صیرتم فعم جبال العلمین انتهى و حافظ جلال  
الدین سیوطی در تفسیر الدر المنثور بالتفسیر الماثور آورده که اخبر ابن مندروان مرد ویر  
عن النبی رضی الله تعالی عنہ ان رسول الله صلی الله علیه و سلم کان یأتی احوال کل  
علم ویسلم علی قبور الشهداء و ینقول سلام علیکم بما صیرتم فعم عقبه الدار و اخبر  
ابن جریر عن محمد بن ابراهیم قال کان النبی صلی الله علیه و سلم یأتی قبور الشهداء علی رأس  
کل حول و ینقول سلام علیکم بما صیرتم فعم عقبه الدار و ابو بکر و عمر و عثمان  
و علی رضی الله تعالی عنہم کانوا یفعلون کذا انتہی و در مختار شرح لباب الترمذی  
نقل کرده آورده که و یحیی ان یروى من شهداء احد لما روی فی شیبته ان النبی صلی  
الله علیه و سلم کان یأتی قبور الشهداء علی رأس کل حول ینقول سلام علیکم بما صیرتم

در احادیث صحیحین  
در خصوص اوقات



فنعم عقبه الدار انتهى وفي تورا الايمان في بيان اثار حبيب الرحمن قال على القاري في  
ابن ابي ثيبتران النبي صلى الله عليه وسلم يأتي قبور الشهداء او باحد على رأس كل  
حول فيقول سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبه الدار وقال الشيخ الدهلوي ان  
ابا بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما كانا يفعلان كذلك بعد موته صلى الله عليه وسلم  
والا فضل ان يكون ذلك يوم الخميس انتهى وايضا يستحب ان يزور مسجد قبا  
والا فضل لزيارة في يوم السبت فانه صلى الله عليه وسلم كان ياتي كل سبت ما شيا  
وراكبا اى مرة كذا ومرة كذا رواه البخاري كذا في فتح القدير ورواه ابنه صلى الله عليه  
وسلم اناه يوم الاثنين وكان سيدنا عمر رضي الله تعالى عنهما في قيام يوم الاثنين  
والخميس كذا في شرح المناسك ورواه عن محمد بن المنذر انه صلى الله عليه وسلم  
ياتي صبح السابع عشر من رمضان الى قباء وقال النووي في الحديث جواز تخصيص  
بعض الايام بالزيارة وهذا هو الصواب قول الجمهور وكن ابن مسلمة الما لكي  
ذلك وقالوا العلة لم تبلغه هذه الاحاديث انتهى ونيز دران ست وزار القبور  
استجابا في كل سبوع كذا في مختار النوازل وفي شرح باب المناسك ان الا فضل  
يوم الجمعة والسبت والاثنين والخميس فقد قال محمد بن اسع الموقى يعلمون  
يزورهم يوم الجمعة ويوما قبله يوما بعد كذا اخرج البيهقي في مجمع البركات انه  
يعطى للبيت في اليوم الجمعة الادراك اكثر مما يعطى في سائر الايام حتى انه يعرف  
الزائر اكثر مما في الايام الباقية وفي خزائن الروايات ان الزيارة يوم الجمعة بعد  
الصلوة ويوم السبت الى طلوع الشمس يوم الخميس في اول النهار وقيل في  
اخرا النهار وفي مطالب المؤمنين وعن محمد بن اسع صلى الله عليه وسلم انه قال من زار قبر  
والدي او واحد هاهنا في كل جمعة غفر له وكتب بارا كذا في روضة الصمد ومعناه  
البيهقي في شعب الايمان مرسل او في الخزائن الجلالية ينبغي للولد ان يزور قبر ابويه  
يوم الجمعة يقرأ عندهما وعند اجداهما يغفر له بكل ايترو بكل حرف منها وتحت  
في الليالي المتبركة كعشر ذي الحجة والعجدين وعاشوراء وسائر المواسم كذا في

الغرائب انتهى بهرگاه تخصیص صدقه و دعا و زیارت با اوقات متبرکه که مکانات مستشره معلوم  
 کردی پس ازینجا است آنکه در عوام و خواص اهل اسلام فرج است که در شب جمعه شب  
 عیدین شب قدر عاشورا و غیره از اوقات متبرکه که بر زبان و نامحورشش فاش شده بصدق  
 کنند و درین اوقات عابجه اخرج صدقه کردن مستون از آداب شرعی است چنانچه  
 در لغات نبویه فی فضائل العاشوریه آورده که قال الامام الجزار من اداب  
 الدعاء ان يقدم عملا صالحا قبل الدعاء المصدق وهو الاكمل وصلاؤه واستغفاره  
 او غیره ای ان يكون متوضيا مستقبلا للقبلة رافعا يديه خذء الصد وهو السنن  
 فی جمیع الامم لبقوله صلى الله عليه وسلم ان بكرمي كريم يستحي من عبد اذا رفع  
 اليه يديه ان يردهما صفرا و ايضا اخرج الترمذي عن عبد الله بن عمر قال  
 كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا لم يد يديه في الدعاء لا يردهما حتى يمسح بهما  
 وجهه وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 فاذا فرغتم فاصحوا بهما وجوهكم وراه ابوداود وان يراعي اوقات المباركة كعقب  
 الصلاة وهو الاكمل لاسيما المفروضتها والاقوات التي عيتمها الشارح منها ما  
 رواه الحافظ في بلوغ المرام من حديث النبي صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم الدعاء بين الاذان والاقامة لا يرد وليلة القدر ويوم عرفة  
 وليلة و شهر رمضان ليلة الجمعة ويومها ونصف الليل الثاني وفي بعض الروايات  
 ثلثة و وقت السحر و اعتر الجمعتين من ذلك كله عند السجود و عقب تلاوة  
 القرآن لاسيما الختم عند شرب ماء زمزم و صبح الديكة كما رواه البخاري  
 وعند مجالس الذكر كما رواه ايضا البخاري بين الجلائين في الانعام وهما  
 المذكورتان في قوله تعالى حتى يوتى مثل ما اوتى رسل الله الله اعلم حيث  
 يجعل السائل الترابية انتهى و بقيه ابن سناء و سلمه و هم خواصه ام فانظروا مسئله  
 طعام را پیش روی نهاده دست برداشته دعا نمودن و فاتحه او عیبه خواندن و الا  
 صل فی حدیث مسلم عن ابی هريرة و المسجد الحدی قال لما كان يوم غزوة

در  
 این  
 باب

بتوكل اصاب الناس مجاعة قالوا يا رسول الله لو اذنت لنا فنجربنا تو ضمننا فاكلت  
 واذنتنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم افعلوا قالوا فجاء عمر فقال يا رسول الله  
 ان فعلت قال لظهر لكن دعهم فضل زوارهم ثم ادع الله لهم عليها بالبركة لعل الله  
 ان يجعل في ذلك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم قالوا فدعا بنطع  
 فبسطه ثم دعا بفضل انوارهم قال فجعل لرجل يبيئ بكف ذرة ويبيئ الاخر  
 بكف نمر ويبيئ الاخر بكسرة حتى اجتمع على النطع من ذلك شئ يسير قال  
 فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بالبركة ثم قال اخذوا في وعيتكم فاحذروا في  
 او عيتهم حتى ماتوا في الجسرو عا الكملوة فاكوا حتى تبعوا وفضلت فضلت  
 فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اشهد ان لا اله الا الله واشهد اني رسول الله  
 لا يلقى الله بهما عبد غير شاك فيجب عن الجنة رواه مسلم في باب الايمان قال  
 التوكل في شرحه وفي همد الخشد علم من اعلام النبوة الظاهرة واما اكثر نظائر  
 التي يورث مجموعها على شرط التواتر ويحصل لعامة القطعي قد جمعها العلماء وصنعوا  
 فيها كتب مشهورة انتهى وشيخ شهاب الدين سهروردی در عوارف المعارف آورده  
 که وكان بعض الفقهاء عند اكل يشرع في تلاوة سورة من القران بحضور الوقت  
 بذلك حتى ينتهوا جزاء الطعام بانوار الذكواتى ومولانا شاه عبدالعزیز در فتوی خود نوشتہ  
 اند کہ وہم آنکہ یہ بیست اجتماعی مروان کثیر جمع شونہ ختم کلام اللہ کنند و فاتحہ غیر نبوی  
 یا طعام نموده تقسیم در میان حاضران نمایند این قسم معمول مانده پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ  
 وسلم و خلفار اشدین نبوده اگر کسی این طور بکند یا کسبیت زیر الادرین قسم قبم نیست بلکه  
 فائده اجبا و اموات حاصل میشود انتہی بلکه معمول الشیان نیز ہمین طریق مرسوم و مرج بود  
 چنانچہ عمل فعل خود را در دیگر فتوی خود بیان فرموده اند کہ بعد از آن ختم قرآن و پنج آیت  
 خوانده بر ما حضر فاتحہ نموده می آید انتہی و نیز فرموده اند کہ پس از آن حضرت از طعام یا خبیر  
 فاتحہ خوانده تقسیم آن بجا حاضرین مجلس مے شود انتہی و نیز در فتوی خویش فرموده اند  
 کہ طعام یکہ بران نیاز حضرت امامین علیہما السلام می نمایند و بران فاتحہ و قل و دو

خوانند بزرگ میشود و خوردن آن بسیار خوب است انتهى مولوی الحق صاحب فتویٰ خود نیز  
 چنین فرموده و امام باقری رحمه الله علیه در النظم فی فضائل القرآن العظیم نوشته که من  
 فراسونۃ قریش علی طعام یخاف منه امن و کفی فجع الکلتین انتهى و امام نووی در  
 او کار فرموده که در بیان کتاب ابن السنی عن عبد الله بن عمر بن العاص رضی الله  
 تعالی عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم ان کان یقول علی الطعام اذا قرب الیه  
 اللهم بارک لنا فیما نأکل و نأمن و قنا عذاب النار انتهى و شیخ شهاب الدین احمد الشرح  
 الخفی در کتاب ثبوت القوائد فرمودند که قال النبی صلی الله علیه وسلم من قال عند اول الطعام  
 اللهم بارک لنا فیما نأکل و نأمن و قنا عذاب النار لم یغفر له ذنب و یورک له فیہ انتهى و  
 شیخ شهاب الدین بهرودی در عوارف المعارف آورده که در مابذ هباء الطعام  
 المغیر لمزاج القلب ان یدعونی اول طعام یشاء الله تعالی ان یجعله عوناً علی  
 الطاعة انتهى و علامه قسطلانی در مواهب اللدنیة نوشته در باب البخاری فی تاریخ  
 عن عبد الله بن مسعود انه من قال حین یوضع الطعام بسم الله خیر الا سماء الارض  
 و فی السماء لا یضر مع اسم داء جعل فیہ رحمة و شفا لم یضره ما کان انتهى و چونکه  
 اتفاق و اجماع اهل حق برین شده است که هرگز می یال کبر بسم الله و الحمد لله شروع گردد  
 قطع و بی برکت است و هرگاه دعا برای مردگان هدیه بر روح نشان دادن نیز امر می یال  
 است پس لا محاله الحمد شریف و غیره ادعیه خواندن بر طعام صدقات مستون خواهد شد چنانچه امام  
 نووی و دیگرانکه حدیث بعد از ذکر حدیث کل امر ذبیال لم یبدأ بالحمد فهو قطع فرموده  
 اند که در اینند از هر امر خیر و نیک خواندن الحمد است است لهذا این رسم عوام اهل اسلام خواص آن  
 گزیده و لا عبرة بمن ینکرها لکنه من القاصین و رفع یدین در هر وقت انتخاب اندقال فی  
 الداء المختار و حاشیة للعلائق الشامی اما عند الصفا و المرفة و عرفات فیرفعهما  
 کالدعاء ای که با برضه المطلق بدعاء فی تنایر الا مکنته و الا زمته علی طبق ما وردت  
 به السنة و منه الرفح فی الاستسقاء فانها ایضا مستحب کما جزهوه فی القیة خزائن  
 فیسط یدیه حذاء صدقه کذا رو عن ابرعیا بن من فعل النبی صلی الله علیه وسلم

فی عن تفسیر السمان ولا ینا فی فی المستخلص للامام ابی لقاسم لاندان من اداب  
الدعاء ان یدعو مستقبلا ویرفع یدیه بحیث یرى بياض نبطیه كما كان حملہ  
على حاله المبالغه والجهد زیاده الاهتمه كما فی الاستسقاء لعود النفع العامه  
وهذا على ما هاولنا قال فی حدیث الصحیحین کان صلوات الله علیه سلم لا یرفع یدیه  
فی شئ من دعائه الا فی الاستسقاء فانه یرفع یدیه حتی یرى بياض لطیبه الا یرفع کل  
الرفع كما فی شرح المینة ومثله فی شرح الشرع انتهی فی مثلہ قال الطحاوی فی حاشیته  
على مرآة الفلاح **مسئله** نذر و نیازا اولیاء اللہ کہ عوام بلکہ بعضی خواص ہم بھی گویند  
مرادشان قربت اولیا نبی باشد بلکہ ان نذر اللہ و قربت برای دست غرض شان ازین نذر  
تقرب الی اللہ است و نسبت نذر سومی ولی اللہ بجلافة است کہ ثواب این بندگان فی اللہ  
بر سچا پنچہ ہمہ اہل اسلام روغن خیراتی کہ برای مسجد میخرند ان روغن مسجد میگویند نان  
خیراتی کہ برای علما و فقرا میگویند ان بر نان علما و فقرا میگویند یعنی میگویند کہ نان علمای تبار  
گروه ایکم حال آنکہ ازین روغن نان مرادشان تقرب مسجد و علما نبی باشد بلکہ نفع شان ملحوظ  
باشند بطرف اینها منسوبند و تقرب برای خداست شاہ فی اللہ رحمہ و رفتوی نوشتہ اند  
کہ اگر لیلہ و شیرینج و غیرہ نیاز و فاقہ نذر کی بقصد ایصال ثواب بفتح ایشان نیز بہ بخوارند **مضام**  
نیست و طعام نذر اللہ اختیار خوردن نشاید انتہی و در فصل الخطاب شاہ عبد الغفور  
آوردہ کہ حقیقت این نذر است کہ اہل ثواب اطعام انفاق بدل مان روح میت کہ امر است  
منون و از روی احادیث صحیحہ مثل ما ورو فی الصحیحین من حال ام سعد سعیدہ این نذر منلزم  
ایفا میشود پس حاصل این نذر است کہ ان شدت قلت مثلا اھلک ثواب هذا القدر  
الی نعم فلان و ذکر ولی برای تعیین عمل مندور برای دست نہ برای مصرت صرف این  
نذر نزد ایشان متوسلان آن ملی میباشد و اقرار بہ خدمت ہم طریقیان امثال ذلک و  
ہمین است مقصود نذر کنندگان بلاشبہ و حکمہ ان صحیحہ بحسب الوقایعہ لان قرینہ معتبرا  
فی الشرع انتہی مولوی رفیع الدین در رسالہ نذر نوشتہ کہ لفظ نذر کہ ایجا مستعمل میشود بمعنی  
شرعی است چہ عرف است کہ آنچه پیش بزرگان میبرند ان را نذر و نیاز میگویند اگر کسی نذری

مسئله نذر و نیازا اولیاء اللہ

فتمی از آن گاهی بیباید و حکم آن نذر نیست که اگر تحقیق محض بر آنی او بیاید حرام است  
 که وارد شده لاند رغبه الله و نیز قضا حاجت بالاستقلال از کسی خواندن او را ملک نفع  
 و ضرر خود اعتقاد کردن نوعی از شرک است و اگر بصوت است نذر واقع بیکی از موهبته تا مباح  
 است و جاول آنکه خاص برای خدا یعنی است ایشان مصرف محض اندگو یا میگوید الهی اگر  
 این مراد من حاصل شد نذر تو بچند هزار آن صالح برسانم دوم آنکه ایشان بلشبیح سازد گو یا  
 میگوید یا حضرت در جناب الهی برای حل این مشکل عاکنید که اگر این مشکل حاصل شد از طرف تو جناب  
 الهی برای رومی این مشکل انقدر طعام یا نقد اینچاسم تا ثواب آن بشما عائد شود این معنی  
 نیز جزو دارد چرا که جناب نبوت ماب صلی الله علیه و سلم حضرت امیر المؤمنین علی رضی الله تعالی  
 عنه را وصیت فرمودند که نازده باثی از طرف من قربانی کرده باشی سعد بن عباد را فرمودند  
 که چاهای بنا کن و بگو که هذله لاه سعد استوم آنکه آن بزرگ در جناب الهی فرساید سازد گو یا میگوید  
 الهی ببرکت فلان بزرگ و بحق عنایات مهربانی خود برو که عمر خود را در عبادت و رضا جوئی  
 تو گذرانیده اگر مشکل من آسان گردد این قدر مال برای تو بدیم و ثواب آن تخواص آن بزرگ  
 للأنسان ان يجعل ثواب نافلت من یشاء الهی شاه ولی الله در الفاس العارفين در بیان  
 حالات شاه عمید الرحیم والد خود نوشته اند که حضرت ایشان میفرمودند که فرماویگ مشکلی  
 پیش آمد نذر کرد که بار خدا یا که اگر این مشکل سیر آید این قدر مبلغ حضرت ایشان بدید و هم  
 آن مشکل متفرج شد آن نذر از خاطر او برفت بعد چندین سال بسیار شد نزدیک هلاکت  
 رسید بر سبب عدم ایقار این وعده شرف شدم بدست یکی از خادمان گفته فرستادند که این بیمار  
 بسبب عدم ایقار وعده نذر است اگر اسپ خود را میخواهی نذری را که در فلان محل الزام  
 نموده بفرست و می نمودم شد و آن نذر فرستاد همان ساعت است او شفا  
 یافت انتهی و نیز در آن کتاب فرموده اند که این فقیر از یاران که حاضر واقع  
 بودند شنیده است که حضرت ایشان در قصبه واسه بزیارت مخدوم شیخ  
 الله و نارفته بودند و هنگام شب شد و در آن محل اقامت فرمودند و گفتند  
 که مخدوم ضیافت نامیکنند و میگویند که چیزی نخورده روید توقف

در تمام این احسان آن بزرگ خوانده شود و ثواب آن بزرگ

کردند تا آنکه از مردم منقطع شد و طلال بر یاران غالب مد اگاه نماند بدو طبق برنج و  
 شیشویی بر سر گرفت که تذکره بودم که اگر زوج من بیاید همان ساعت این طعام بخته  
 بنشیندگان در گاه محرم اندوخته نذر سانه زوجه و نیم وقت آمد ایضا تذکره بودم و آرزو  
 کردم که کسی آنجا باشد تا تناول کند نیز در آن کتاب بیان حالات میر ابوعلی که از شیوخ  
 شان بودند نوشته اند که بمزار فاضل الانوار حضرت خواجه معین الدین قدس سر منوچهر بیژند  
 و از آن جناب در بابها یافتند و فیضها گرفتند تمام افتاد و خاکبایان ایشان بسبب  
 که عارض میر انور علی شده بود بان هزار یک پیله یک چادر نیاز فرستاد بودند حضرت امیر  
 اطلاع نبود روزی بان مزار منوچهر بودند که از روزی ندا آمد که این قدر از خاک نیاز آید  
 است برای صحت فرزندان و خواہش فرزند دیگر التماس کرده اند آن بتمن میزدی است آہی  
 و صراط مستقیم بودی سہیل دہوی از خلیفہ احمد صاحب نقل کرده نوشتہ کہ و اما صود دیگر سہمی  
 دعا پس مردمی از آن کشیدین چاہ است کہ حضرت رسالت پناہ سعد بن معاویہ بعد  
 التماس ایشان کہ ما درم ناگاہ فوت شد و بارائی گفتن نیافت اگر بیافت وینتی میگرد  
 پس برای وی اگر چیزی بکنم نفع بودی خواہد رسید و منونند کہ چاہ کنی بگو کہ این برای ما در  
 سعادت خواندن ہر ربیل است کہ بقید روز جمعه زیارت قبر والدین خود شدہ و  
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا از طرف برادر خود عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 بعد فاش بردا آزاد کردند و بہین قیاس باید کرد سائر عبادات را پس ہر عبادت کہ از  
 مسلمان روا شود و ثواب آن بروج کسی از گذشتگان برساند و طریق رسانیدن آن  
 رمای خیر جناب آہی است پس این خود البتہ بہتر و مستحسن است اگر آن کسی کہ ثواب بخش  
 میسراند از اہل حقوق اوست بمقدار حق وی خوبی رسانیدن این ثواب یا وہ تر خواہد شد  
 پس در خوبی این قدر امر از امور مرسومہ فاتحہا و اعراض نذر نیاز اموات شک شبہ نیست  
 آہی و نیز در ہون صراط مستقیم از خلیفہ سید احمد صاحب نقل نمودہ نوشتہ در فتاویٰ طریقیہ  
 چہنیکہ اول طالب باید کہ با وضو و رانہ بطریقہ نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابرین طریقیہ  
 یعنی حضرت خواجه معین الدین سجری و حضرت خواجه خجندیار کاکی وغیرہ ہما خواند التجا



بجناب قدس حضرت ایزد پاک توسط این بزرگان نماید انتہی حاصل نیست کہ نذر و نیاز  
 اینجا بمعنی حقیقی نیست بلکہ مولست کہ نیاز و رغبت بمعنی شغف و درشتیان کما فی البرمان  
 و نذر بمعنی صدقہ و خیرات کما فی التفسیرات لاجمہ فی منہا تہا و عبارات تفسیر نیست فان  
 افرد باسم غیر اللہ او ذکر مع اسم اللہ عطفاً بلن بقول باسم اللہ و محمد رسول اللہ  
 بالجرح مر الذبیحة وان ذکر معہ موصولاً لامعطفون فان بقول باسم اللہ  
 محکم رسول اللہ کرہ و لا یحرم وان ذکر معصو کلابان بقول قیل لتسمیتمہ و قیل  
 ان یضطج الذبیحہ و بعد لا یأس بہ هكذا فی الحدیث و من ہنہا علم ان البقرۃ  
 المنظورۃ للذبیحہ و لیاہ کما ہوا الرسم فی زماننا حلالاً طیباً نہ لمرید کر اسم غیر اللہ علیہا  
 وقت الذبح وان کانوا بیدرو و ہالہاء و عجاہیت منہ نیست و اما ایجاب النذر فی تقرر  
 ان النذر لغیر اللہ حرام و نذر الالیاء مؤلفان النذر اللہ و الثواب لہم و مولانا  
 قاضی الملک بد الذکر رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فیض الکریم بعد از ذکر موعود مسائل کثیرہ از کتب  
 شافعیہ منیر مابند کہ ان مسائل کی طرف نظر کر کے کہتے ہیں کہ میت کر نام سوزنا کرنا بھی  
 قرأت ہے کیونکہ قرآن مجید کی سورتیں بڑے بکراون کا ثواب میت کو بخشے اور میت کی  
 مغفرت کیلئے دعا کر نیکی و عرف میں فاتحہ کہتے ہیں اسکے ساتھ کبھی غیبی یا میوہ یا کھانا  
 اپنے حلال تیار کر کے کہلاتے ہیں اور بائٹے ہیں اموات کیلئے دعا مانگنا اور اون  
 کے نام سے صدقہ دینا یا اتفاق اہل سنت جماعت کے قرابت سے جو چاہے کرنا اور کھانا کہلانا  
 قرأت ہوا تو اسکی نذر کرنا بھی صحیح ہوا اور اسکو ادا کرنا بھی لازم ہوا فاتحہ کا کھانا  
 کھانا جسکو کہلاتے یا تقسیم کرنے کی نیت کریگا تو اوی کو کہلانا لازم ہوگا اگرچہ شخص غنی  
 یا نادور کے عیال ہیں ہو اور فاتحہ کا کھانا فقرا مساکین کو کہلانے تو اس میں زیادہ اجر  
 ہو لکن باغنیہ کو بھی بطریق صدقہ یا دینہ میں اجر ہے اگرچہ فقرا یا مساکین کو کہلانے ثواب بکر  
 ہے انتہی مسئلہ و رہ بیان عرس حضرت عوث الثقلی بن تہانج یا زوہم  
 ہذا بیان حکم خوردن نذر و نیاز و غیرہ صدقات مراغنیہ حضرت حامد فارسی مابہوری  
 و در نذرینتہا زوہم گفتگوی طویل کردہ اند اور صدقہ تطوع فرارودہ اند چنانچہ عیال و مکتوبات

مسئلہ کیا ہوین حضرت تہانج



نشان بعینہ نیست بد آنکہ در عورت میگویند یازدهم میکنم و یازدهم خورندم یازدهم خوردم عمل  
 این عیارات بر معنی حقیقی نشان است نمی آید زیرا که یازدهم نام وقت معروف است خوردن  
 و خوردن او محال پس لامحالہ محمول بر مجاز است یعنی طعام یازدهم خوردم خورندم بر طریق  
 ذکر محل و ارادہ حال در ذہن بعضی یاران اقتادہ کہ لفظ یازدهم کرده باشم تعلیق است از تعلیق  
 نذر است گفته آید کہ تعلیق را حرف تعلیق او فعل معلق یہ میباید اینجا بیچ ازین کمی نیست بر تقدیر  
 کہ ہر دو مذکور گردید بلفظ مذکور جزا را و خواهد بود چنانچہ کسی گوید کہ فلان کار اگر شود یازدهم  
 کرده باشم پس لفظ مذکور تنہا تعلیق نیست دیگر تعلیق نذر نیست چنانچہ در فتاویٰ قاضیخان  
 گفته و جل قال ان برأت من مہو ہذا ذبح شاة فبرأ لا یلزم شیء لان یقول ان برأت  
 قالہ علی ان اذبح شاة ثم قال بعد شطوان قال جل ان فعلت کذا فاللہ علی  
 من اذیبت جاعفہ فی بیتی فحنت لا یلزم شیء لو قال للہ علی ان اطعم کذا و کذا یلزم  
 کذلک بالفرض والتقدیر اگر این لفظ مذکور تعلیق نذر باشد تا ہم مردم را چنین وعظ کردن  
 باید کہ امی یاران طعام یازدهم بفقیران خوراندہ باشند خود نخوردہ باشند نہ تو نگران را  
 خوراندہ باشند مطلق منع باید کرد کہ درین سترہ خیرات است اہمی نیز در مکتوبات مذکور  
 است کہ ان طعام الاعراس یصنعون بطریق التبرع والتطوع لا بطریق النذر  
 و صدقة التطوع لا یجر علی احد الا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتھی محدث و بلو شیخ  
 جید الحق در ما یت بالنتہ فی ایام انتہ نوسہ کہ فمات الشیخ عبدالقادر الجیلانی لیلة  
 السبت التاسع من ربيع الآخر فی ہذہ الروایۃ یکون عشر حنة اللہ علیہ وسلم سبعمی الاخر  
 و ہذا هو الذکر لنا علیہ سیدنا الشیخ الامام العارف لکامل الشیخ عبدالوہاب  
 المتقی القادر المکی فانہ کان یحافظ یوم عرسہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا التاريخ ما اعتما  
 علی ہذہ الروایۃ او علی ما رأی من شیخہ المشہر البکیر علی المتقی او من غیرہ من المشائخ  
 وقد اشہر فی دیارنا ہذا الیوم الحادی عشر وهو المتعارف عند مشائخنا من اهل  
 الهند من اولادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقد یقال ان وذاتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الیوم  
 السابع عشر واصلہ اتھی پس چنانچہ طعام دوازدهم ماہ رجب الاقل عرس حضرت

جناب سالت اب صلی اللہ علیہ وسلم است کہ خاتم النبیین پیدائش میں اس وقت کہ برائیت صحیح  
 ارما علی انفاری در شرح شمائل نبوی موضوع پیوستہ کہ روز دوشنبہ وقت صبح ہجرت ہجرت  
 مبارک ز نور رحلت فرمودند و بعضی دو از دہم در کتاب البریز فی مناقب سیدنا  
 عبدالعزیز جانش احمد بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ و روہ کہ متالت الشیخ الفوت الباری عیسیٰ  
 عبدالعزیز بن سید فی مولائی مسعود الدباغ الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
 عن شہر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم فان العلماء اختلفوا فی ذلك اختلافا کثیرا  
 فقال بعضهم انه صفر وقال بعضهم انه ربيع الاخر وقال بعضهم انه رجب قال  
 بعضهم انه رمضان انه قال بعضهم انه يوم عاشوراء وقال بعضهم ان الشهر غیر  
 معین غیر معلوم لئلا انه فی نفس الامر غیر معین فاجاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الشهر  
 ربيع الاول سالت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوم الولادة من شهر ربيع الاول فالطباء  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم اختلفوا فی قبیل فی تائید و فیل فی تائید و اختاروا اکثر  
 وقیل فی تائید و قبیل فی تاسع و قبیل فی ثانی عشرة فاجاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه  
 ولد علیہ السلام فی ربيع الاول وهذا هو الواقع فی نفس الامر یعنی انه  
 ولد لیلۃ ثلث اربع ہنئی و طعام این روز مولودش ازین قبیل است طعام بیکہ وز عاشورہ  
 بر عایت حضرت تائبین سید می شبایا ہل جنت ابی محمد الحسن ابی عبداللہ  
 حسین نبیاری میکنند تو اب ان برای خدا نیاز آنحضرت میکنند از ہمین جنس است طعام یازہم  
 کہ عرس حضرت غوث الثقلین کریم الطرفین قرۃ العین الحنین محبوب سبحانی قطب البانی سیدنا  
 و مولانا فردا فردا ابی محمد الشیخ محمد بن عبدالقادر الجیلانی است چون شیخ دیگر را عری  
 بعد سال معین میکردند آنجناب را در ہر ماہی قرار دادہ اند و کمال تخصیص یوم اول  
 گذشتہ اند تا بیان خوردن صدقہ یازدہم و صدقات اعراس و گزشتہ شیخ و حکم صدقات  
 نقلیہ برای اغنیاء و بی ہاشم پس باند داشت کہ صدقات واجبہ مصارف مخصوصہ  
 معینہ اند و در آیت شریفہ اما الصدقات للفقراء الایۃ چنانچہ از کتب فقہیہ  
 کا شمس فی نصف انہا بوضوح پیوستہ اند محتاج بہ بیان اینجا نیست صدقات نقلیہ

طہران و انور در ان صدقہ نقلی ہر ماہی سادہ و جاہل است

سبحان الله والحمد لله ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم  
 مخصوص باين مصارف مخصوصه نيست قاضی ثنا الله ورمالا بد فرموده ديگر صدق  
 نافه است بوالدين اقربين ونيامی و مساکين و همسایه ساکين و غیره بد بد لکن بهتر است  
 که آنچه زائد از حواج اصلیه دیون و نفقات و حقوق واجب باشد بد بد و در حصیت  
 خرج نکند انتهی و نیز در مالایمنه است در همان باب اول از صدقات نافع بنی  
 هاشم بد بد که زکوة یرا نه حرام است بتواضع و احترام نظر بر قرابت رسول الله صلی  
 الله علیه سلم بگذرانده انتهی و حضرت حامد قاری لاهوری در مسائل همنفرموده اند  
 که در جامع از مضمرات گفته که صرف کردن صدقه نقلی بسوی غنی جائز است و در تالیف  
 گفته که صدقه نقلی بهیچکس حرام نیست مگر بر پیغمبر صلی الله علیه سلم انتهی در جمالی است که  
 من الحماصیه الصدقه علی الغنی هیه و ان ذکرت لفظ الصدقه و الهبتر علی الفقیر  
 صدقه و ان ذکرت لفظ الهبتر انتهی و در جامع الرموز آورده که و سؤد الکلام مشیر الی  
 جون صرف صدقه التطوع فی الغنی کما فی المضمرات انتهی و مولوی عثمانیه الله قادری  
 لاهوری در حاشیه شرح قواعد فارسی مسمی باصلاح الايضاح نوشته که طعام اعراض مشایخ کرام  
 و اهل بیت عظام تبرکاتون گرانرا هم خوردن راست انتهی و فی معدن الحقائق شرح کنز  
 الدقائق و روی ابو عصمه عن ابی حنیفه انه یجوز دفع الزکوة الی بنی هاشم فی  
 زماننا و انما کان لا یجوز فی ذلك الوقت و یجوز النفل بالاجصاع و کذا یجوز  
 النفل للمعنی کذا فی فتاوی و احتیایات انتهی و در مرقات شرح مشکوة تحت عنوان هذه الصدقات  
 انما هی و سلم الناس انما لا تحل للمحمد ال محمد آورده که قال بن الملک الصدقه لا تحل  
 للنبی صلی الله علیه سلم فرضا کانت او نذرا و کذا المقرضه لا اله الا قرابیه و اما  
 التطوع فبما سألهم قال ابن الهمام عند قوم صاحب الهدایه و لا تدفع الی بنی هاشم  
 هذا ظاهر الروایة و روی ابو عصمه عن ابی حنیفه انه یجوز فی هذا الزمان و انما  
 کان ممتنعاً فی ذلك الزمان انتهی و الضافیه تحت هذا الحدیث ثم لا یخفیان هذا  
 العیون تنظم الصدقه الناقله و الواجد فجزوا علی موجب ذلك فی الواجبه فقالوا

و همان جواز اول صدقات و غیره در بیان غنی است



لا يجوز صرف كفارة اليمين والظهار والقتل وجزاء الصيد عشر الارض و  
غلة الوقف اليهم واما الصدقة الثافلة فقال في النهاية ويجوز النقل  
بالاجباع وكذا يجوز النقل للغنى كذا في الفتاوى اجتابى انتهى ودرمر في الفلاح  
شرح نور الايفاح آورده واختار الطحاوى دفع الصدقات الى بنى هاشم  
انتهى ودر طحاوى در حاشيه او نوقته كه وكذا ترى ابو عصمة عن الامام انه يجوز  
دفع الصدقات الى بنى هاشم في زمان الامام لان عوضها خمس الخمس لم يصل  
اليهم لعوض عادوا الى معوض واقرة القهستاني كذا في شرح الملتقى انتهى ودر  
فتاوى ظهير آورده كه وفي المبسوط لا يجوز دفع الزكوة الى من يملك نصيبا  
الاطالب لعلم الغازي ومنقطع الحج لقوله عليه السلام يجوز دفع زكوة لطلب  
العلم لو كانت نفقة لا يعين سنن وروى عن ابى حنيفة رضى الله تعالى  
عنه باس هاشمى ياخذ الصدقات كلها والحكمة كانت في عهد النبي صلى الله عليه  
وسلم لو صوم خمس الخمس اليهم عوضا عن الصدقات فاذا لم يصل العوض اليهم مال  
الناس موال الغنائم وقسمتها وايصالها الى مستحقها عادوا الى المعوض عنه  
والاهلكوا جوعا فيجوز لهم ذلك فعلا لضرر عنهم انتهى وطحاوى ما يشهد في  
الفلاح آورده كه ويجوز للعامل لاخذ ان كان غنيا لانه فرغ نفسه لهذا العمل فيحتاج الى  
لكفاية قال في المنعم وهذا التعليل يقوم ما نسب للواقعات من طالب العلم يجوز له  
اخذ الزكوة ولو غنيا اذا فرغ نفسه لقيادة العلم استفادته لجزءه عن الكسب  
والحاجة داعية الى ما لا بد منه انتهى آقول يراى هذا التعليل ولى مزاياد الحديث  
المدان كور كان مضموم مع الفاظه مصرحان بوضع هذا التعليل هو الموافق لقواعد  
الشرع وعللها من غير تكبير ودرمرقات شرح شكوة آورده كه ان الصدقات اذا دفع الى  
بنى هاشم في دفع الى جبر الهيته مع الادب خفص الجنب تكروفا لاهل بيت رسول الله صلى  
الله عليه وسلم واقرب الاشياء اليك بخد الحمر بيرة الذك تصدق عليها لم ياكله صلى الله  
عليه وسلم حتى اعتبره هدية منها فقال هو عليها صدقة ولنا منها هدية والظاهر انها كانت

صدقة نافله انتہی لہذا اور بلا دہند بلکہ برہمہ وی زمین عادت اہل اسلام جاری شدہ است  
کہ بوقت دادن صدقات ساواں شیران خود را شیرینی ہریہ نام کردہ میدہند و ہذا ہو  
الاحتیاط فی المشکوۃ والمترددات والاحتیاط من شیدم المتقین مسئلہ  
بنام کردن گنبد وغیرہ بر قبور اولیاء مولانا علی القاری المکی در مرقات شرح  
مشکوۃ تحت حدیث فھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یخصص القبور ان  
یبنی علیہ ان یفعد علیہ نوشتہ کہ قال ابن الہمام واختلف فی جلاس القارئین ليقروا  
عند القبور المختار عدم الکراہتہ لثمة قال التوریشتی لانه من صنع الجاہلیتہ ای کانوا  
یظلمون علی المیت الی ستر قال وعن ابن عمر انه رأى قسطاط علی قبر اخی عبد اللہ  
فقال نزعہ یا غلام فانما یظلمہ عملہ وقال بعض الشراح من علمائنا ولا ضاعۃ المات  
وقد یباح السلف البناء علی قبر المشائخ والعلماء المشہورین لیزورہم الناس یتزعمون  
بالجلوس فیہ انتہی یعنی حاویث کہ در مالک بن ابراہیم شرح بر قبور آمدہ انمول اتد بعدم فاندہ  
واما در وقت فاندہ بنا قبہ جائزست و در مجمع البحار علامہ محمد طہر گجراتی فنی آورده در معنی  
حدیث مذکور کہ ہوان بنی بجانہ ونحوہ وان یضرب علیہما خیمۃ او ینبئ علیہا بیت  
وقد یباح السلف البناء علی قبور الاولیاء والعلماء لیزورہم الناس یتزعمون  
فیہ انتہی و در میزان کبری در کتاب الجنائز شیخ شعرانی آورده ومن ذلک قول الاثمة  
الثلاثان القبور لا یبنی ولا یخصص مع قول ابی حنیفۃ یجوز ذلک انتہی و شاہ عبدالعزیز  
در بیان الحدیثین در بیان حل محمد بن یوسف بن علی بن عبد الکریم کرمانی شرح صحیح بخاری کہ  
سمی بکواکب بخاری ست نوشتہ کہ او در آخر عمر خود باز قضیہ نمودہ و بعد فراغ از حج لسمت  
بنداد کہ مسکن او بود مراجعت کرد و در آثار راہ شانزدہم محرم در منزل بیک قبر و بر قبہ نہشتا ست  
سال مقصد نہشتا و شش فیات یافت نعش او را بنجد و نقل کردند در ایام حیات خود بیک  
خود قبری عاقبت خانہ در جوار قبر حضرت ابواسحاق شیرازی درست ساختہ بود و بالا ان قبہ  
عالی ترتیب کردہ بود در ہمان قبر مدفون شد انتہی و در نور الایمان آورده کہ وقد نقل  
الشیخ الدہلوی فی مدارج عن مطالب المؤمنین از السلف باحوال ابنی علی

در بیان بنی ہاشم  
و در بیان بنی ہاشم  
و در بیان بنی ہاشم

قبل المشايخ والعلماء المشهورين فيتم ليحصل لراحة الزائرين في بيانها في ظلها و  
 هكذا في المفاتيح شرح مصابيح وقد جوزها اسمعيل لزاهد الكوفي من مشاهير  
 الفقهاء وفي مجمع الانهر شرح ملتقى الامم بحران محمد بن حنفية صلي عليه ابن عباس  
 رضي الله عنده فيكون عليه يعاود دخله من قبل القبلة وضرب عليها قسطا ط  
 ثلثة ايام والظاهر ان ضربا لقسطا طين الاجل لقراءة لا غير انتهى وورمفاتج شرح  
 مصابيح نوشته که واما المتأخرون فقد استحسنوا ان يخص القبول انتهى وورد مختار گفته که ولا  
 يخصص القبول ولا طين لا يرفع عليها بناء وقيل لا بأس به هو المختار انتهى حصل  
 اني سألته انظر في حديث انه اخذته ثوبه بنا فيه وغيره باجاست چنانچه بعض علماء بطاهر عمل  
 نموه منح کردند و اگر علت او را دید شود که در آن اسراف و تبذیر است تا بوقت فایده و منفعت  
 جایز است و الاحکام مختلف باختلاف العسل چونکه از سلف تا خلف در جمیع بلاد اسلام عمل بر بنا  
 قبها و غیره بر قبوسالچین بافته شد پس لامحالته امثال ابن احادیت مولد غنقا و باید گردد و  
 الا مخالف اجماع عقائد اهل اسلام لازم خواهد شد مسئله خلاف تصور و جهنم با و چراغ  
 افروختن بر قبور اولیاء الله و علماء عاملین مسجد و سخن است درین زمان که درین نفع اسلام  
 و اهل اسلام از اجیاد اموات است محبت دلیوی شیخ عبدالحق رحمته الله تعالی علیه شرح  
 سفر السعادت فرموده اند که در آخر زمان بحیث اقتصار نظر عوام بظواهر مصلحت در تعمیر  
 و تزویج مشاهد مقابر شایخ و عظام رضی الله تعالی عنهم اجمعین دیده چیزها افزونند تا از آنجا  
 ایهت و شوکت اهل اسلام و ارباب صلاح پدید آید خصوصاً در دیار هندوستان که اعداد  
 دین از هند و کفار بسیار اند و تزویج و اعلا اهل اسلام این مقامات متبرکه را باعث رعب و  
 و انقیاد ایشانست و بسلا اعمال افعال اوضاع که در زمان خلف از مکرمات بوده اند در  
 آخر زمان از مستحبات گشته و اگر جهال عوام چیزی کنند تعین که ارواح بزرگان از ان ارضی  
 خواهند بود و ساحت کمال دیانت ایشان مشهور است از ان چنانچه انداختن خلاف  
 بر قبر شریف و افروختن چراغها و غیره تکلفات که بر مزار اولیاء الله طانه مستحبات اند انهمی  
 کذافی شرح کثیر فارسی و در مختار حاشیه و در مختار در باب الخطر و الا با حقه آورده

مسئله خلاف دستور و جهنم با و چراغ بر قبور اولیاء و علماء عاملین بنام



والوثانی والسعد لديرى وكان المصروف فى لوليتا المدن كورة نحو خمس مائة دينار  
 انتهى حال آنكه صحاح يرضوان الله تعالى عليهم جميعا وقت جمع نمون كلام الله شريف ولديه نكروه  
 بودند و نه كسى از آنها رچه در وقت تمام كردن كتاب خود وليمه کرده بودند و نه امام محمد بن اسماعيل  
 و سلم و غيرهما من ائمه حديث وقت تمام كردن صحاح جوامع خود وليمه کرده بودند مگر چونكه  
 در آخر زمان اغراز و توفير اسلام اهل اسلام در نظر انبهار منظور بودند لهذا شيخ ابن حجر  
 و بغير فتح البارى از مشروبات اعمال خيره حسنه دانسته نهايت مسعى بالغ و اهتمام كامل بحيا  
 آورد لهذا شيخ اس از علما محققين مذکورين که در آن مجلس حاضر آمدند بود انکار بر آن نکرد بلکه  
 مستحسن دانسته مشغول در و گردیدند و همچنين علم نحو و ديگر علوم ضروريه که خواندن آنها در اين زمان  
 بر طالب علم دين واجب است در زمانه صحابه اثرى از خواندن اينها نبود و شواهد  
 ما نحن فيه كثيره جدا لا نطيل بن كره لان العاقل لى كى يكفيله لا شارة  
 والبليد الغي كى يفيد الفعلاء مسئلة حيوان را قبل از وقت نماز ولى  
 الله نام زد کرده وقت ذبح نام الله گرفته بنامش ذبح كردن مخفى مانند که جمهور  
 مفسرين عامه شان اغتبار نام خدا و غير او را در صلت حرميت جانور وقت ذبح را داشته  
 اند يعنى اگر وقت ذبح حيوان نام الله بر گفته ذبح نمودند تا حلال است اگر چه قبل يا بعد از  
 ذبح بطرف مالکش تسوپ کرده ميگويند که گاؤز يدست اين گو سفند عمر است اين چاهوش بچرت  
 يا گو سفند برامى علما و فقرا خواهم کشت يا برامى نهان خواهم کشت يا کشته بودم اين نسبت  
 قبليه بعد يه را بغير الله جانور را حرام نميسازد والا هم جانوران که قبل از ذبح آنها را مالکش  
 تسوپ کرده نام برند حرام شوند و اگر وقت ذبح نام الله را ترک نموده صرف بنام غير الله  
 گرفته ذبح کند يا نام غير را بنام الله بطريق عطف بگيرد حرام ميشود و اگر بلا عطف نام غير را  
 يا نام الله ذکر نمود تا مکروه است مجرام و اگر نام غير الله را نام الله منضم و ذکر کرد قبل از نام الله  
 يا بعد و تا حلال است در مدارک التميز است که وما اهل به لخير الله اذ جعل الاضنام  
 و ذکر عليه اسم غير الله ارفع به الصول للصنم ذلك قول اهل لجاهليت باسم اللات والعزى  
 انتهى و در مضاوى سنن که ما اهل به لخير الله ارفع به الصوعند بعد للصنم انتهى

مسئله  
 حيوان با توبه با  
 خانه بگيرد  
 مفسر کرده ذبح  
 کردن





فاضل عبدالحکیم شیب او فرمود که سر تع التوا للصنم ان یدن کوا ستم اللذ یح  
 علی مافی الکواشی والتاج وغیرها ومعنی ما اهل بید لخبیر الله نودی علیہ بغیر اسم  
 الله واقام للصنم مقام لخبیر الله یدلیل قوله تعالی وما ذیج علی التصب تبیهما  
 علی ان المقصود بالخطاب هم المشرکون لانهم كانوا یسبحون هذه الامور ولین  
 المراد تخصیص الخیر علی ما ذهب لیه عطاء وکحقوا والحق لیصر والشعبی سعید  
 بن المیتب حیث اباحوا ذبیحة التصرفی اذا سمی علیها باسم المیسر لانه خلاف  
 مذهب الائمة الثلاثة مالک وابو حنیفه والشافعی ورحمهم الله تعالی بانهم  
 انفقوا علی حرمتها عملاً بظاهر النص انتهى ودر تفسیر سطوا صدی آورده که و  
 الذابح مهمل لرفع الضو بذکر الله ما یدب علی اسم معنی ما اهل بید لخبیر الله  
 قال بن عباس ذبیح للاصنام و ذکر علیہ غیر اسم الله وهذا قول جمهور المفسرین  
 انتهى مولوی رفیع الدین صاحب نیز در فتوی خود نوشته اند که قدما مفسرین در هر جا فقط  
 تسمیة عند الذبح مراد و انت ذبیحاً و نشاءه لی الله عز وجل علیہ نیز در فتح الرحمن ترجمه  
 قرآن وقت ذبح نوشتند چنانچه در سوره بقره نوشته اند که آنچه آواز بلند کرده شود  
 و ذبح وی بغیر خدا و در سوره مائده آورده اند که آنچه نام غیر خدا وقت ذبح او یاد کرده  
 شود و در سوره انعام نوشته اند که آنچه فسق باشد که برای غیر خدا آواز بلند کرده شود وقت ذبح او  
 و در سوره نحل گفته اند که آنچه ذکر کرده شود نام غیر خدا و ذبح وی انتهى قال النووی شرح صحیح  
 مسلم جمع المسلمون علی التسمیة عند الارسال علی الصيد عند الذبح والنحر انتهى و نیز عقبار  
 و ذبح لفظ را داده اند چون بیت و اراده بلی لچینا آنچه تفسیر نیشاپوری آورده که قال مالک و  
 ابو حنیفه و اصحابه الشافعی اذا ذبحوا علی اسم المیسر فقد اذبحوا لخبیر الله فوجب ان  
 یحرم و اذا ذبحوا علی اسم الله فظاهر اللفظ یقتضی الحلال کما عبرة لخبیر الله انتهى و آنچه  
 در مختار و بحر الرائق و غیره از کتب فقهیه بر تعظیم غیر الله و بر آنکه تقرب غیر الله و ذبح جانور  
 و غیره اشیا از راهم و دنا یر و شروع و طعمه شیرینها را برده صفت نمون حرام نوشته  
 اند اینجا مراد از تعظیم خاص تعظیم که عبادت است نه مطلق تعظیم و الا بهمه جانوران

کہ برای اجتناب و خویشاں دوستان معززان از اہل دین فرج کرده شوند ہمہ حرام گردند کہ  
 عمدہ جانور برای توقیر و تعظیم و عزت عمدہ نمان فرج کرده شود و ونان اطعمہ نیز برای عزت  
 و تعظیم معززی بنیاد میکنند پس ہمہ اقسام اینہا حرام شوند و لم یقل بہ احد من لہ حواس  
 سلیمۃ فظہران المراد بالتعظیم هنا هو العبادة قال لنووی فی شرح صحیح مسلم  
 فان قصد مع ذلك المذبح تعظیم غیر اللہ تعالیٰ والعبادة لہ كان ذلك کفرا انتهى  
 پس از عطف نمودن عبادت بر تعظیم ہوید است کہ این ہر دو بیک معنی ثانی تفسیر بر او  
 است قال الحوی فی شرح الاشباہ لان ذبحہا لاجلہ تعظیم الہ لا تعظیم اللہ کما  
 یصح الذبح لانتہی اینجا نیز تعظیم بمعنی عبادت است کہ تعظیم خدا بتعالیٰ عبادت برای او میباشد  
 و عبادت آنگاہ برای غیر خدا خواهد گردید کہ آن غیر را معبود خود خواهد دانست پس در آن وقت  
 ذبح برای غیر بمنزلہ سجدہ عبادت برای غیر است و کفر و انحراف و حرمت و بیجا بودن کلامی نیست  
 قال الراقعی علمان الذبح للعبود باسمہ نازل منزلة السجود وکل واحد منهما  
 نوع تعظیم و عبادة فمن ذبح لغيره تعالیٰ عبادة و تعظیم الہ کفر و حرمت ذبحہ  
 کمن یسجد لتعبرة سجدۃ عبادة و کذا لو ذبح لربہ تعالیٰ و لغيره علی هذا الوجه و  
 من ذبح لغيره لا علی هذا الوجه کما اذا ذبح لرفیق و غیرہ لوارضاہ او للکعبۃ  
 تعظیمًا لانها بیت اللہ او لرسول لانه رسول اللہ فلا یحرم و من هذا القبیل الذبح  
 عند استقبال السلطان لانہ استبشار بقدمہ و نازل منزلة العقیقہ و مثل هذا  
 لا یوجب المحرمۃ و الکفر علی هذا اذا قال بسم اللہ و بسم محمد و اذا الذبح باسم  
 اللہ و تبرک باسم محمد صلوات اللہ علیہ سلم ینبغی ان لا یحرم انتہی و قال النووی  
 فی شرح مسلم و ذکر شیخ ابراہیم للروزی من اصحابنا ان ما ینذبح عند استقبال  
 السلطان استبشار القدمہ افق اهل بخاری تجریمہ لانه مما اهل بہ لغير اللہ  
 تعالیٰ قال الراقعی هذا اما ینبغی لہ استبشار القدمہ فهو کذبیم العقیقہ لودة  
 المولود و مثل هذا لا یوجب التحزیم انتہی و مراد از تقرب نیز عبادت بالہدایت  
 منہم میگردد کہ قوت و تقرب عبادت را گفتہ میشود و خصوصاً در مواضع کہ ترا کرہ

اشراک باشد هم قریب است موجود باشد درین مسأله خاصه هم بالنحو من مراد از تقرب عبادت  
دانشندان و برین تصریح نموده اند چنانچه در رد المحتار حاشیه تنویر الابصار است تحت  
قولہ و لا ینتقرب الی الآدی لے علی وجہ العبادۃ لانه مکفر و هذا بعید  
عن حال المسلم فالظاهر انه قصد الدینا و القبول عند باظہار المجتہد بے قداء  
عن انتہای پس حاصل انبیسله است کہ اگر غیر اللہ معبودانستہ بطریق قربت عبادت او  
جائز می ذبح نموده است یا نذرانه و او تا ذبح و تا ذر کافر و نذر بوجہ منذور حرام خواه غیر  
اللہ مساوی اللہ و اندی خود ازان و اگر غیر اللہ معبود نمیداند بلکه او را رسول خدا یا ولی اللہ  
دانستہ تبرکات نامش مفصلاً یا موصولاً بنام اللہ ذکر کرد نذر نذر اللہ صحیح است و ذکر نام ولی  
اللہ قبل از ذبح یا بعد از ذبح و نسبت نذر با و برای اختصار کلام مجاز از نذر اللہ ثواب  
میتست ولی التفسیرات حمزیه و ما اهل به لغير الله معناه ذبح به کا سم  
غير الله مثل کات و عزی اسماء الاولیاء و غیر ذلک فان افر د یا سم غیر الله  
او ذکر مع اسم الله عطفایان یقول باسم الله و محمد رسول الله بالجهر الذبیحة  
وان ذکر مع صولاً لا معطوفایان یقول باسم الله محمد رسول الله کراهه و لا  
یحرم وان ذکر مفصلاً بان یقول قبل التسمیة و قبل ان یضطجع الذبیحة و بعدة کا  
بأس به هکذا فی الهدایة و من ههنا علم ان البقرة المذونة للاولیاء کما هو الرسم  
فی زماننا حالاً طیبٌ لانه لم ینکر اسم غیر الله علیها وقت الذبح ان کانوا ینذرونها  
لهم انتہی فی منہیة الاحمدیة و اما یجب لندر فقد تقرران النذر لغير الله حد ام  
ونذر الاولیاء مؤلّة بان النذر لله و ثواب لهم انتہی و در صدقہ نذر شرح طریقہ محمدیه  
آورده کہ و من هذا القبیل زیارة القبور و التبرک بصرائح الاولیاء و الصالحین  
و النذور لهم بتعلیق شمع او ذبح بقرة و شاة و القاء ستور و غیرها علی حصی  
شفاء او قدم غائب فانہ مجاز عن الصدقة علی الخادمین لقبورهم کما قال الفقهاء  
فمن فم الزکوة لفقیر و سماها قرصاً حتم لان العبرة بالمعنی لا باللفظ و کذا  
للصدقة علی الغنی هبة و الهبنة علی الفقیر صدقة فقد صرح الشیخ ابن حجر الطیثی

المکی من ائمة الشافعیة فی فتاواہ ان ہندہ المنذر للولی لمیت اذا قصد بہ المناذیر  
 قرنیہ اخری کا وکاد ولی المیت او خلائقہ او اطعام الفقراء الذین عند قبرہ صحیح  
 التذکر و جب صرفہ فیما قصداً الناذیر غالباً لئیس فی ہذا الزمان یقصدون  
 ذلک فیعمل لکلام علیہ لا ینبغ ان ینہی الواعظ عما قال بہ امام من ائمة اہل  
 الحق بل ینبغ ان یقع النہی عما اجمع الائمة کلام علی تحریر النہی عنہ و ہو معانی  
 بالضرورة من الدین کحرم الزنا و الزیاد و شرب الخمر ظن السوء باہل الاسلام  
 و الظلم و المکس و غصب الاموال و المصادرات بغير حق و الجنایة فی البیوع و  
 الاجارات و رشوة القضاة و الامراء و التکبر و الاعجاب الحسد و البغی و  
 الافتراء و الکذب الذور و النسیان لعیوب نفسی تجیس عیوب الخلق و  
 اتھام المسلمین و المسلمات بالفواحش و ہتاک استار المذنبین و محبتہ اشاعتہ  
 الفاحشہ فی الغیور و العیبة و النمیمہ و الاستہزاء بالفقراء و السخویة علی  
 المساکین و الضعفاء من الناس و الطعن فی اولیاء اللہ تعالی المتقدمین و الخوض  
 فی دینہم و اعتقاد انہم بالجهل فی معانی کلامہم ہدم معرفۃ المطابقین کلامہم  
 و کلام اللہ تعالی و مرہولہ و انکار کراماتہم بعد الموت و اعتقاد ان ولایتہم  
 انقطعت بموتہم و نہی الناس عن التبرک بہم الی غیر ذلک من القیامۃ اتی ہم علیہا  
 الان غالب غلط زماننا فی بلادنا و غیرہا نسل العافیہ انتہی و آنچه در تفسیر عزیز می  
 در تحت تفسیر ما علی بلفظ اللہ نوشتہ اند کہ قبل از بیج اگر جانور را بنام غیر اللہ تشہیر و تقریباً  
 غیر اللہ بیج کردہ شود آن حرام گرد و بعد از آن با ہم اللہ وقت بیج حلال نمیشود علامہ  
 رفوف احمد کا چارہ شاگردان حضرت شاہ عبدالعزیز اند و تفسیر بی بی نوشتہ اند کہ جناب عبدالعزیز  
 صاحب کتب عقیدہ نہ تھا جو تفسیر فتح العزیز میں بابت مسئلہ ما اہل بیج لعل اللہ کے لکھا گیا ہے  
 بی بی نہیں کہ کسی نے الحاق کر دیا ہونہی بل خصوصاً بیک ہر چیز ماہر علوم اگر تفسیر عیار تفسیر عزیز را  
 ملاحظہ نماند ان عبارت کہ تحت آہل غیر اللہ مطور است ان موازنہ کند بدینہ میبدا اند کہ  
 این عبارت از دین برگشت ان از لسان دیگر و صریح بلین ہر سوس و نون ان عبارت

مع مضمون خود نیست که خود شاه عبدالعزیز صاحب بر صفحه ۳۳ تفسیر آنجا جواب که از جانب خداوند تعالی در جواب شیطان ملعون ارشاد شده بود نوشته اند که طعام نوپ هر دواری که نام خدا در وقت ذبح آن نبرده باشند منتهی پس چون تکلیف تفسیرشان در موضع دیگر مزار آن است که وقت ذبح او نام الله نبرده شود اینجا قبل از ذبح بنام غیر برون چگونه حرام میشود و یا این همه در تفسیر عزیزی تحت آیت ما هل به لغير الله آن جانور را حرام گفته که برای تقرب بغير الله ذبح کرده شود ای لعبادة غير الله و اینچنین کسی از مسالین تا هنوز نیافته شد که بنی اولی الله یا سلطان امیر را آله دانسته برای عبادت او ذبح نماید اگر اینچنین در اهل اسلام یافته شود تا همه عبادت مثل نماز و روزه و حج و زکوة هم برای آن معبود خود که غیر از خداکے تعالی مقرر کرده است خواهد نمود و نه صرف ذبح و نیز اگر غیر خدا بتعالی المعبود دانسته بنام او اولاً تشبیه داده است پس وقت ذبح چو نام آن غیر را نمی گیرند کلام کس او درین وقت از نام برون غیر او تعالی مانع است پس این عبارت تفسیر عزیزی بلا شبهه مدعی است مخالف اجماع اهل اسلام جمهور بلکه کل مفسرین که هیچکس باین طرف نرفته نه از مفسرین و نه از فقہاء محدثین که بجز نام برون غیر الله قبل از ذبح مثل خنزیر میگردد و بعد از آن اگر نام خدا بتعالی ذبح کنند بیچ فائده نمی بخشند و آنچه در بحر الرائق و غیره کتب فقهیه حکم کرده اند برای ندور که تقریباً لای الله کرده شوند که این حرام اند بعد از آن حکم گفته اند که فقرار بیدهند یا خذ و نه علی سبیل لصدقة المتبذاة و اخذة ایضاً ما لم یقصد لنا ذر التقرب لى الله تعا و ایضاً فی معنی المحتج فان بقى شیء من ذلك البذ و تردت الی مالکها و الی ادره بعد صوت التناذر فان جهل مالکک صرفاً لی مصالح المسلمین اگر برون اسم غیر الله برون مندر اولیا آن مندر و حیوان غیر مثل خنزیر شده بودی بعد از آن بیچ وجه حلال گردید تا چگونه اورا بقطر بطریق صدقه متبذاد و آن گرفتن جائز بودی یا بعد از وجدان صدقه مالک و وارث رد و صرف او جائز بودی زیرا که مالک خنزیر بیچکس از اهل اسلام نمیکرد و پس معلوم گردید که هر که جانور مندر و راویا را حرام مثل خنزیر قرار داده از حد شرع تجاوز کرده حرمت طلال از نفس خود ثابت نموده پس متابعان او او را آله خود دانستند در پی قبول حکام او شدند

واتخذوا الحجارهم ودرهیانهم من دون الله... ورحم الخمین کسان نزل فرمود  
 اسم الله تعالیٰ این متبرک چیز نیست کہ اگر مسلمے ہر جانور کفار وقت ذبح اور آگفتہ ذبح  
 کنند تاہم طہل میگرد و چنانچہ در تائز خانہ آورده است مسلمہ ذبح شاة الجوسی  
 لبیت فارهم او الکافولا لہتم یوکل لانه سمی الله تعالیٰ ونکرہ المستمذک انتفی  
 این فرقہ محدثہ شاذہ جاہلہ را چونکہ علم و فہم نصیب نیست برای اظہار علم الہی و عامل بریا خود  
 آن آیاتہا کہ در حق کفار معجونان و ندیو جان نشان کہ برضبت معجون خود ذبح میگردند  
 وارد شدہ بودند آن آیاتہا را ناحق تفسیر ناروا و اجتہاد ہوائی خود میجمل بموجب تکلفات  
 شدید و تاویلات و توجیہات ریکیکے بعد بر مسلمانان و ندیو جان نشان و لیبار اللہ شان کہ خیراتہا برای  
 شان میکنند کشیدہ زور و جبر می چسپانند و حلال خدا را برای جاہلانہ خود و قیاس اہلبیسانہ  
 حرام میکنند و اہل اسلام را کہ مخالف مذہب ہوائی ایشان باشند کافر و مشرک میگویند و  
 خود را موحد و عامل بالحدیث و این تلبیس البلیت در دین حالانکہ تحقیقین علما نظر کم نمودہ  
 اند کہ کفار معجونان خود را آلہ دانستہ و الوہیت را در آنہا اعتقاد کردہ عبادت ایشان میگردند  
 و از کلمہ گوہان کسی نیست کہ غیر خدا یعنی آلہ را آلہ دانستہ عبادت او کند اللهم مگر آنکہ بعضی جاہل  
 زرد و افس کہ در حضرت مرضی علی کرم اللہ وجہہ الوہیت را معتقد اند و ایشان ہم عبادت  
 و نمیکند پس اہل علم را نقیاستان خود ناحق کافر گفتن خود را در ذریخ انداختن سنت شاة  
 ولی اللہ صاحب در حجتہ اللہ البالغہ حال معجونان کفار یکمال توضیح و تلویح اظہار ساختہ  
 کہ ازان ہر بلید ہم میفہم کہ حال اولیبار اللہ اہل اسلام و معجونان کفار و معتقدان آن ہر دو  
 مفارق و مباین بنیاسن کلی ست حیث قال و المشرکون و وافقوا المسلمون فی  
 تدبیر الاموال العظام و فیما ابرم و جزم ولم یرک الخیرہ الخیرة ولم یوافقوہم فی سائر  
 الامور و ذهبوا الی ان الصالحین من قبلہم عند الله و تقربوا الیرقاتا ہم الله  
 الا لوہیتہ فاستحقوا العبادۃ من سائر خلق الله باز گفتہ کہ وقالوا لا تقبل عبادۃ الله  
 الا مضمونہ لعبادتہم بل الحق فی غایتہ التعالیٰ فلا یفید عبادتہ تفردا بل کاہد من عبادۃ  
 ہو کلاء یقربونا الی الله زلفی قالوا ہو کلاء یسمعون و یبصرون و یشعرون لعبادتہم

ويتدبرون امورهم وينصرونهم فنصبوا على اسمائهم اجماراً وجعلوا لها قبلة عند  
 توجههم الى هؤلاء فخلق من بعدهم خلف فلم يطيعوا الفرق بين الاصنام و  
 بين من هو على صورتها فلم يقنطوا فظنوها معبودات باعيا لها فلذلك  
 قال الله تعالى عليهم تارة بالتبشير على ان الحكم والملك له خاصة وتارة ببيان  
 انها جادات الهم ارجل يمشون بها امر لهم ايدي يبطشون بها ام لهم اعين  
 بصرت بها ام لهم اذان يسمعون بها انتهى ازين بيان **ولي الشيطان** است كه آن آياتها  
 كدور حق كفار و بتان شان رقران مجيد آمده بودند مولوي اسمعيل ذريت او بناحق قياس  
 مع الفارق دو راز صواب کرده بر اهل اسلام سپاينداند و انبيا و اوليا را بمنزله بتان كفار  
 قرار داده اند معاذ الله من سوء الفهم و تلاعب الشيطان و در حرام كردن جانوران مندرجه  
 اوليا الله منكر اند صريح امر خداي تعالي را كه در سورة النعام ارشاد فرموده فكلوا مما ذكر اسم  
 الله عليه ان كنتم بايتة مؤمنين و ما لكم ان لا تأكلوا مما ذكر الله و قد فضل لكم  
 ما حرر عليكم و خداي تعالي انجمن ان راحرام فرموده كه وقت ذبح او نام الله بر او گفته نشود و قال  
 الله تعالى لا تأكلوا مما لم يذكر اسم الله عليه و انه لفسق مسئله خواندن  
 قرآن بر قبر و رسوم يا بعد از ان مجمع شده جائز و **منجبت** منع نيت **علامه** **علی**  
 القاري عليه حمة الله الباري و مرقاة شرح مشکوة و شرح حديث بنومي اذا مات احدكم  
 فلا تجسوه و اسرعوا بر الى قبرة و ليقر احد رأسه فاتحة البقرة و عند رجله  
 بخاتم البقرة و روه كه قال النووي في الاذكار قال محمد بن احمد المرزوي سمعت  
 احمد بن حنبل يقول اذا دخلتم المقابر فاقرأوا بفتح الكتاب المعوذتين و  
 قل هو الله احد و اجعلوا ثواب ذلك للاهل لمقابر فانهم يصل اليهم انتهى  
 في الاحياء العلوم للغزالي و العاقبة بعد الحق عن احمد بن حنبل نحوه و اخرج الخلال  
 في الجامع عن الشعبي قال كانت الانصار اذا مات لهم الميت اختلفوا الى قبره يقرأون  
 القرآن و اخرج ابو محمد السمرقندي في فضائل قل هو الله احد عن علي مرتوعاً  
 من مواعظ المقابر و قرأ قل هو الله احد احد عشرة مرة ثم وهب جره الاموات

مسئله خواندن قرآن بر قبر مجتهد

من الأجر بعد الأموات وأخرج أبو القاسم سعد بن علي الزنجاني فوائده عن  
 الجهرية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من دخل المقابر ثم قرأ فاتحة الكتاب  
 وقل هو الله أحد أهلكم التكاثر ثم قال اني جعلت ثواب ما قرأت من كلامي  
 لأهل المقابر من المؤمنين المؤمنين كانوا شفعاؤه إلى الله تعالى وأخرج القاضي  
 أبو بكر بن عبد الباقي الأنصاري في مشيخته عن سلمة بن عبيد قال قال حماد المكي  
 خرجت ليلة إلى مقابر مكة فوضعت راسي على قبر فتحيت فرأيت أهل المقابر حلقه طقة  
 فقلت قامت القيامة قالوا لا ولكن الرجل من اخواننا قرأ قل هو الله أحد جعل  
 ثوابها لنا نحن نفسه منذ سنه وأخرج عبد العزيز صاحب الخلاصة عن انس  
 ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من دخل المقابر فقرأ سورة يس خفف الله  
 عنهم وكان له بعد من فيها حنات وقال القرطبي بخدا قرأوا على موتاكم ليس  
 يحتمل ان يكون هذا القراءة عند الموت على الميت ويحتمل ان يكون عند قبره كذا  
 ذكره السيوطي في شرح الصدر ثم قال ولحقا فواني فصول ثواب لقراءة للبيت  
 فحجروا سلف والائمة الثلاثة على الوصول خالف في ذلك الشافعي مستدلا بقوله  
 تعالى وان ليس للانسان الا ما سعى فاجابه الجمهور باجوبة عديدة شافية كافية واستدلوا  
 على ما قاله بالقياس على الوصو الدعاء والصدقة والصوم والحج والفق فانها لا  
 فرق في نقل الثواب بين ان يكون عن حج او صدق او وقف او دعاء او قراءة وبالا حاديث  
 المذكورة وبيان المسلمين ما زالوا في كل عصر مصر يجتوبون يقرأون موتاهم من  
 غير تكبير فكان ذلك اجماعا ذكر لك كله الحافظ شمس الدين عبد الواحد  
 القدسي الحنبلية في جزاء القدر في المسئلة ثم قال السيوطي واما القراءة على القبر فحزم  
 بمشروعتها اصحابنا وغيرهم قال النووي في شرح المهذب يستحب لزائر القبر ان  
 يقرأ ما يتلى من القرآن ويدعو لهم عقبها نص عليه شافعي وانفق عليه الاصحاب  
 وزاد في موضع اخر وان ختموا القرآن على القبر كان افضل انتهى قاله على القارتي  
 في المرتبة مختصرا ونيز قاضي شارح حرمته عليه تذكروا الموتى والقبور آروده اندك.



حافظ شمس الدین ابن عبدالواحد گفته از قدیم در شهر مسلمانان جمع میشوند برای  
 اموات قرآن میخوانند پس ابع شده است و علامه عینی در حاشیه پیرایه جرم عن غیر  
 که ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر و زمان و یقرؤون القرآن و یدعون خوا به  
 لموتاهم و علی هذا اهل لفلاح الدیانت من کل مذهب من الممالک کثیره و الشافعیه  
 و غلهم و لاینکر ذلک منکر نکان اجبا نمانتهی و رفتاومی مندی آورده که قرآه  
 القرآن عند القبور عند محمد رحمة الله علیه تکلم و مشا نختار حنة الله علیهم اخذوا  
 بقوله و هل ینتفع و المختار انه ینتفع کذا فی المقدمات انتهی و در فتح القدر و موده  
 و اختلف فی جلاس القاریین لیقرأوا عند المقبر و المختار عد للکراهة انتهی مطحاوی  
 و در حاشیه مرقی الفلاح آورده که و المسئلة ذات خلا ذوالا الامام تکر و قال محمدا  
 تحت لو سرد الاثار و هو المذهب المختار کما صر حوا بر فی کتاب الاستحسان انتهی  
 و علامه برهان حلیمی در مستطی گفته که و اختلفوا فی اجلاس القاریین لیقرأوا عند المقبر  
 و المختار عد القراة انتهی و آنچه در بعض کتب فقیهه باب اجاره متقدمین منخرین سوا  
 تعلیم قرآن بر دیگر عبادات مثل اامت و خطابت اذان و تعلیم علوم شرعیه و غیر اجرت  
 گرفتن منع نرفته اند بلیک اگر اجرت بمقابلت نفس عبادت باشد تحقیق که باین فرموده اند  
 اما این اجرت بمقابلت نفس در مکان خاص تا وقت خاص بگفته اهل آن و افع است  
 و آن بلا اشتباه حلال است شاه عبدالعزیز در تحت تفسیرت و لا تشروا بایتی ثنا  
 قلیلا آورده اند که اما فرقه علمان حبیبان که برای تعلیم طفل نوکر میشوند اهل این امره  
 نیستند زیرا که در عوض تعلیم چیزی نمیگیرند بلکه علاوه آنها اجوره محنت آنهاست که از صح تا  
 شامل ز خانه خود جدا مانده از کسب معاش معطل گشته طغان بر سر پارا متدیشان که گو سپندان  
 کرده را جمع نمایند و یا ضیاط نگا هارند آری اگر کسی بر محض تعلیم قرآن حدیث فق و غیر با نقین  
 ممکنه یا زمانی اجوره در خواسته نماید در زمره علمان نیاطلب که بر حکام الهی را بلاغ آنها  
 متلع دنیا در خواست کنند محسوب میشود انتهی و بر صفحه آینه در تفسیر همچون آیه فرموده اند که  
 و عبادات که بسبب تعیین مدت یا تخصیص مکان مباح میشوند نیز بر آنها اجرت گرفتن جائز است

مناسب  
 است  
 در  
 این  
 باب

مثل تعلیم قرآن بطفل کسی در خانه او از صبح تا شام که این خصوصیات و قبیه هر گز عبادت هستند  
 انتی و در تحت تفسیر قوله تعالی ان الذین یکتبون ما انزلنا من الیینات و اهلک  
 نوشتند که در اینجا دقیقاً باید فهمید که اجرت بر نفس تعلیم حرام است اما خواندن کسی قطع مسافت  
 کرده برای تعلیم فتن یا اطفال از صبح تا شام و رقیب داشتن عملی است و اگر تعلیم در مقام یاد  
 این عمل اجرت گرفتن بلا شبهه حلال است و همچنین مقید بودن بجلوس در مدرسه کسی مدت دراز  
 نیز مقابل اجرت میتواند شد انتی پس ال ختم نیز بر خانمین مکان زمان تعدد اختتامت و پاره  
 قرآن و سوره مقرر میکنند این نمیکویند که در کار بار خود فی الله برای شفا مریض یا با ثواب  
 مرده یا ختم هر قدر که باشد بکنید بلکه نزهت مریض در خانه بپیرند یا در مسجد نشاندن مقرر کنند  
 که برای مرده یا این قدر ختم بکنید و پاسداری خانمین هم میکنند و برستی و رستی و  
 خفگان ظاهر کنند که ما هو المشاهد فهذا هو المحمل فی التخلیص عن بعض الظنوز فی  
 حق کافر الا نام من اهل الاسلام من الخواص العوام هذا من بل عموم البلوی  
 کیف قد وقع الخلاف فی جرة نفس لعبادات ایضاً فلا انکار علی المختلف فی  
 من الاعمال و الفضائل و اما الا انکار علی المتفق للغير الشائع بین الخواص و العوام  
 فکیف اثبت من اهل التحقيق ان الاجرة لیست فی مقابله العبادت ههنا بل فی  
 مقابله جنس النفس فی القبوا الخارجة عن العبادة فمن انکر مثل هذا المرد و جافقد  
 اذ لنفسه و عمله لن یفسد العطار ما اصلحة الدهر بخیر الکلام ما قل و دل  
 و نیز اگر ختم کلمه لا اله الا الله کند مفیست و در زرا و الاخرت از لالی  
 فاخره فی تذکرة الآخرة آورده که در بعضی اخبار آمده که اگر یکصد بیت و پنجاه بار  
 ختم کلمه طیب کند و ثواب آن را بروح میت بخشد مغفور گردد اگر چه مستوجب عذاب  
 و سزاوار عقاب باشد و طریقه سلف همین بوده و بروایتی یکصد هزار بار و نیز بروایتی  
 سیصد و بیست و هفتاد هزار بار خوانده شود باین وضع که نه بار  
 لا اله الا الله و دو هم بار محمد رسول الله تا آنکه بانجام رساند و ثواب آن بروح میت یا با  
 ارواح اهل مقبره کشیده شود حق تعالی آن مردگان را بیاورد و عذاب گور از ایشان

و نیز اگر ختم کلمه لا اله الا الله کند مفیست و در زرا و الاخرت از لالی  
 فاخره فی تذکرة الآخرة آورده که در بعضی اخبار آمده که اگر یکصد بیت و پنجاه بار  
 ختم کلمه طیب کند و ثواب آن را بروح میت بخشد مغفور گردد اگر چه مستوجب عذاب  
 و سزاوار عقاب باشد و طریقه سلف همین بوده و بروایتی یکصد هزار بار و نیز بروایتی  
 سیصد و بیست و هفتاد هزار بار خوانده شود باین وضع که نه بار  
 لا اله الا الله و دو هم بار محمد رسول الله تا آنکه بانجام رساند و ثواب آن بروح میت یا با  
 ارواح اهل مقبره کشیده شود حق تعالی آن مردگان را بیاورد و عذاب گور از ایشان

وضع کند آتھی قدر حدیثی کہ آن را امام احمد از معاذ بن جبل فرماید آیت نمونہ است کہ ان لا  
 الا الله مفتوح الجنة و امام ابو الیثبت سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ تنبیہ از انس عن النبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم آورده کہ اند قیل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ هل للجنة  
 ثم قال نعم لا اله الا الله و نیز امام ربانی مجدد الف ثانی در جلد ثانی از مکتوبات آورده اند  
 کہ بیاران و دوستان فرمایند کہ ہفتاد و نہار بار کلمہ لا اله الا اللہ بروحانیت مرحومے خواجہ  
 مہرصادق و بروحانیت مرحومہ ہمیشہ او ہم کلثوم بخواند و ثواب ہفتاد و نہار بار را برودہ  
 یکی بخشد و ہفتاد و نہار بار دیگر را بروحانیت دیگری از دوستان دعا و فاتحہ  
 مسؤل ست او شیخ عبد الواب شمرانی در بحر المورود فی الموائیق و العہود آورده کہ خذ  
 علينا العہود ان تعمل باحادیث الفضائل و لو قیل بضعفها لاسیما ان اعتقدت  
 بالکشف و لا تہمل العمل بها کما هو الغالب فی الناس فبمجر ما یسمعون بضعف  
 الحدیث ہا و لون بالعمل بہ قد وقع للشیخ محی الدین العربی رضی اللہ عنہ  
 انه اطلع علی تعذیب امرأة فی النار کان قد عمل سبعین الف لا اله الا اللہ  
 یقصد فکان رقیبہ من النار فقال اللهم اجعل ذلت فی صحائف اعمال  
 فلا تخرجت من النار لوقتها و الحدیث الوارد فی ذلک لم یزل الحدیثون  
 یتکلمون فی سندہ فاعمل بمثل ذلک یا اخی و لا تتیعد حصول الا اجر  
 العظیم بالعمل لیسیر فان مقادیر الثواب لا تدرك بالقیاس انتہی و تخصیص  
 روز سوم یا ہفتہ یا ہستم یا ہجتم یا ہشتم یا نهم یا دہم یا یازدہم یا بیست  
 ہمسر شیخ عبد الحق دہلوی در وصیت نامہ خود میفرماید کہ تخصیصات و رخصات  
 و تراکیب ماکولات و تعینات و مفردات بفاتحہ و بیاز نامی بزرگان از رسوم  
 صالحات آتھی و در جامع الاوراد است کہ اگر بر طعام فاتحہ کردہ بنقرہ ہدایت ثواب است  
 و نیز در آنست کہ چون قرآن ختم کند اول پنج آیت خواندہ دست برامی فاتحہ بردارد  
 و ثواب ختم بہر کہ خواہد از ارواح اموات بطیفیل آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ بخشد و پشاه  
 ولی اللہ در شروع انبیاہ فی سلاسل اولیا اللہ آورده کہ اگر چه او اکل امت با و آخر

روز سوم یا ہفتہ یا ہستم یا ہجتم یا ہشتم یا نهم یا دہم یا یازدہم یا بیست

امت در بعضی امور اختلافی بوده باشد اختلاف موضوعی نمیکند از تهاط سلسله بهمین مورد  
 میگویند و اختلاف صورتی نیز نیست انتہی نیز شاه عبدالعزیز صاحب در سوال عشره در  
 جواب نهم بقایه طعن مولوی عبدالحکیم نجابی فرموده اند که این طعن مبنی است بر جهل بحال  
 مطعون علیہ زیرا که غیر از فرض شریعت مقررہ را هیچکس فرض نمیداند آری زیارت  
 و تکریم قبور صالحین امداد ایشان بامداد ثواب و تلاوت قرآن و دعا خیر تقسیم طعام  
 و شیرینی سخن است خوب باجماع تعیین روز عرس برای آنست که آن روز مذکور  
 در تنقیح ایشان میباشد از دار العمل بدار الثواب لاسیما روز که این عمل واقع شود موجب قلم  
 و نجات است و خلف را لازم است که سلف خود را باین انواع برواحسان یاد نمایند  
 چنانچه در احادیث مذکور است که ولد صالح بدعوه و تلاوت قرآن و اهدای ثواب را عبادت  
 قرار دادن مبنی بر کمال بلاوت و افراط جهل است آری اگر کسی سجدہ طواف و عابثی نماید  
 فلان فعل کذاب عمل آرد البتہ مشابہت بعبادۃ الاوثان کرده باشند و چون چنین  
 نیست پس چرا محل طعن باشد و در دفتر سیوطی مذکور است و اخرج ابن  
 المنذر و ابن مرویة عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان  
 یأتی حد اکل عام فاذا القوة الضعیف سلم علی قبور الشهداء فقال سلام علیکم ما  
 صبرتم فغم غم عقیبا لدار و اخرج ابن جریر عن محمد بن ابراهیم قال کان النبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم یأتی قبور الشهداء علی داس کل حوافر فقول سلام علیکم بما صبرتم فغم  
 عقیبا لدار و کذا ابو بکر و عمر و عثمان انتہی و در غنیۃ الطالبین حضرت پیر شکیبائی فرماید  
 اخبرنا ابو نصر عن الذہب اساده عن ابی ساضه عن جعفر بن محمد صلی اللہ تعالی  
 عنہ قال هیبط علی قبر الحسین بن علی رضی اللہ تعالی عنہما یوم اصیب سبوعون  
 الف ملت یکون علیہ لی یوم القیمۃ انتہی و نیز مولوی اسماعیل در صراط مستقیم از سید احمد  
 صاحب آورده کہ پس بحال اگر کسی اتباع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم منظور داشته و در شب برات در مقبره  
 و جمع صلواتی او بجا آورد کند او را بمجا لفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ملازم کردن نمیرسد انتہی در اینجا  
 یک قاعده کلیه ضابطه جامعہ بر آن تخصیص جمیع مشروعات غیر موقتہ فرض باشد واجب است باشد یا

مستحب نوشته اند که از آن پس باید تا قس العلم هم خواهد دانست که هر شروع غیر مخصوص از قانع  
 را تخصیص نمودن برای کسی مصلحتی چنانکه بلکه در بعضی صورتها واجب میگردد و علامه کن الدین مفتی  
 تراز علی در خانمه هدایه العیدین الی مسائل العیدین در حکایت مصافحه آورده که هرگاه نسبت فح  
 و معانقه در حال قدم از سفر و بدون آن ثابت شد پس تعیین آن بر روز عیدین چنانچه  
 در بلاد هند پیرواح دارد نیز روا باشد بجهت آنکه حکمی که اصل آن در شرع شریف ثابت است پس  
 تعیین آن در وقتی خاص بسبب اتراح اینوقت در اوقات ثبوت آن اصل و اگر دوزیرا که  
 چون اصل شی در هر اوقات مشروع شد پس وقت معین هم یکی از افراد اوقات آن مطلق میباشد  
 بجهت تحقق مطلق در افراد و ظاهراًست که هر فردی از مطلق که تحقق باشد باعتبار تعیین  
 و تخصیص خارجی مانع تحقق آن مطلق نخواهد بود و الا تحقق مطلق در فرد ممنوع باشد و هر کما تری  
 و آنچه از تعیین وقت بشرع مانع است تعیین است که مانع تحقق مطلق در غیر آن معین باشد  
 که از شرع تعیینش ثابت شد و تخصیص مرام آنکه حکم مشروع در وقت مطلق و در مفید رعایت  
 قید که از شرع ثابت شده ضرورت هرگز تبدیل آن چنانکه نیست بخلاف مطلق که رعایت  
 قید و خصوصیت در آن از جانب شارع مرعی نشده بلکه هر فرد آن صلاحیت تحقق مطلق  
 میباشد و در توضیح آنکه مثلاً حکمی از احکام مشروع در مطلق اوقات مشروع باشد مانند  
 ایصال ثواب عبادات مالی و بدنی برای نفع اموات پس تعیین آن بر رسوم اگر بلحاظ آن  
 باشد کمیت در قرب اوقات موت بجهت ظلمت قبر و ضغنه آن و حسن سوال ملائکه یاده  
 تر محتاج حصول ثواب میباشد پس شرعاً در مشروعیت اعمال چیزی مانند تلاوت قرآن مجید  
 و ابلان صدقات یا تعیین آن در اینوقت مضائقه ندارد و اگر بلحاظ آن باشد که درین روز  
 معین اعمال چیزی بجا آوردن رواست در غیر آن نیست پس ظاهرست که این اعتقاد باطلست  
 چه درین صورت تشریح جدید و تغییر حد و آیه لازم می آید و هر ممنوع قطعاً پس باعتبار اصل  
 متقدرند که در ظاهرشند که مصافحه و معانقه بر روز عیدین رواست و در مفهوم بدعت سینه مندرج  
 نیست نشاید عدل این مطلب آنکه تذکر و مواعظت برای نفع بدایت مهران جمیع اوقات  
 موکدست و مستحب تعیین روزی از روزهای هفته و یا تاریخی از تاریخهای ماه و سال

جائزست چنانچه عید اللدین مسعودی اللہ عنہ روز نهمین را برای او عظمت مقرر فرمودند و  
 امام بخاری درین مسأله بابی منعقد کرده عن ابی وائل کان عبد اللہ ینکر الناس فی کل  
 خمیس انتہی پس هنوز ہمہ تخصیصاً و چه سوم از تخصیصاً اعراس مناسخ و مجالس بر مناسخ  
 از مناسک و ختنه و عقیده و مجالس غموم و شرف و مجالس عبادات ادعیه اوضاع و رسوم مناسک  
 جائز و مستحب گردیدند و منکر ایشان بلید کامل و جاہل مفط است لهذا شایع فیج الدین در  
 سوایک از ایشان شده بود و سوال تخصیص با کولات در فائحه بزرگان مثل کچھ در فائحه  
 امام حسین و نوشته در فائحه شیخ عبد الحق و غیر ذلک و همچنین تخصیص خوردگان چو حکم وارد  
 جواب فرموده بودند کہ جواب فائحه و طعام کہ فی شب از مستحبات است و تخصیص کفعل مخصوص است  
 یا اختیار است کہ باعث منع نمیتواند شد این تخصیص از قسم عرف عادات اند کہ بمصلح خاصه  
 و مناسباتی تخصیص ابتدا بظہر آورده رفته رفته شیوع یافته اند از انہی و شیخ ابن حجر در تخفہ آورده  
 کہ ان الاجتماع عند القبر لقراءة القرآن و الادعیه لیس لما نص علی قراة ما تیسر  
 علی القبر و الدعاء فالبدعت انما ہی الامور المنوعه الحادثة التي لیس لها  
 اصل عام دون نفس لقراءة و الدعاء فان منها ما هو من البدع المحسنه کما  
 لا یخفی انتہی و در وسیلہ النجا آورده کہ وفي عمدة الفتاوی و اما اتخاذ الورد و العود  
 و العنبر یوم الثالث فباح هكذا فعلت امرأة عبد العزیز و بنته المعروف یا مہانی  
 رضی اللہ تعالی عنہما فی الیوم الثالث فمن ذلک جرت العادة فی کل تعزیه کذا فی  
 المفروق للابا ابیود انتہی و رقناوی طلبند اوی کہ معتبر فتاوی نہایت شایع است آورده کہ ولا  
 بأس بالاجتماع الذی یعمل فی کل سنتہ انتہی شاہ عبدالعزیز حسب تفسیر عزیزی  
 و ذیل آیت ثم امانہ فاقبہ می آرند کہ دفن کردن چون اجزا بدن تمام یکجا بیجا باشند  
 علاقت روح با بدن از راه نظر و عنایت بحال میان دو نوج روح بزرگترین مشافقت مستفیدین  
 بسہولت میشود کہ بسبب تعین مکان بدن گویا مکان روح ہم متعین است و آثار این عالم  
 از صدق و فائحه و تلاوت قرآن چون در آن بقعه کہ بدن او است واقع شود بسہولت  
 واقع میشود پس سوختن بالنس گویا روح را بی مکان کردن است دفن گویا مسکنے برای

شرح ساختن است و بنا برین است که از اولیاء مدفونین دیگر صلی الله علیه و آله و سلم استغاثه جاری است  
 و آنها را فاده و اعانت نیز منصوص است و این مسئله محقق نماید که استغانت و استغاثه بصحیح  
 و نشان از بعید جائز و مستحب بلکه وقت حاجت ضروری واجب است اولاد برین  
 سلسله سوالی و جوابی نوشتن مناسب است اندک از فقیرالی الله در ۱۲۹۹ بطریق سنتت  
 بعضی اهل علم با یکدیگر در مناظره شده بعد از گفتگویی واجب بطرف فقیر برای محکم رجوع  
 کرده بودند و یکی از آن دو مرد پرخاندان عالی چشمتیه بود و دیگری مقتدوی اسمعیل متنازل  
 او است گفتا علمایان دین و مفتیان شریعتین چه میفرمایند در خواندن سلسله چشمتیان  
 و استغاثه و استغانت ایشان برای قضا حاجات دین و دنیا بطریق ورد و وظائف  
 که بنا بهای اولیاء عظام بلفظ آهی بجزمت فلان و فلان مذکور است آیا بحسب شریعت  
 مجزی برای اوست و جز است یا بے سند ممنوع جواب خواندن سلسله و صورت  
 یا لفظ مکرره آهی بجزمت فلان فلان الخ در آخر آن دعا منظوم در زبان هندی  
 که در آخر هر بیت اولفظ واسطی است که معمول در میان اوقات چشمتیه بهار است این  
 دعاست دعاست از درگاه بارئ تعالی بوسل جاه نبی علیه الصلوٰه و السلام اولیاء کرام صحاب  
 سلسله چشمتیه و دعا از بارئ تعالی از عمره عبادات و مخ آنهاست توسل در دعا با بنیاد صحاب  
 از آنکه ضروریات است بنبوت او با حدیث صحیح و اقوال علماء حدیث و فقه و شرح  
 عظام چشمتیه و غیر هم اما الا حدیث فقد خرج الحاکم و صحیحان ادم لما افترف  
 الخطیة قال یارب اسئلت بمحمد صلی الله علیه و سلم ان تغفر لی فقال الله تعالی له قد  
 غفرت لك ان سالتنی بحقه و روی الترمذی عن عثمان بن عفیفان النبی صلی الله علیه  
 و سلم امر رجلا ضرب البصر ان یدعو بهذا الدعاء لقضاء حاجته اللهم انی اسئلت و اتوجأ  
 الیک بنبیك محمد نبی الرحمة انی توجت بک الی ربی لیقض لی حاجتی الخ و فی  
 دلائل الخیرات اللهم انی اسئلت و اتوجأ الیک بمجیدک المصطفی عندکنا  
 حبیبنا یا محمد ان اتوسل بک الی ربک فاشفع لنا عند المولی العظیم یا نعم الرسول الطاهر  
 اللهم شفعه فینا بجاهه عند الله فی قال الفاسی شرحه ان هذا الدعاء نحو اخرجه الترمذی

چشمتیه  
 چشمتیه

وقال حدثني محمد بن عمار بن عيسى النخعي وابن جعفر الطبراني وابن خزيمة في صحيحه  
 والحاكم وقال صحيحه على شرط البخاري مسلم وصححه ايضا البيهقي عن عثمان بن  
 حنيف رضي الله تعالى عنه انتهى فاما قول المحدثين فقال البخاري فخرنا عيانته  
 كالتمهيد مع الخطيب الدعاء مع التوسل والبسلة مع السجدة والتكبير مع المصلاة  
 ذلك العلامة القسطلاني في بيان جرح صحيح البخاري وقال ابن حجر المكي  
 في القلائد في كيفية حوال توثيق الامام ابو حنيفة النعمان بن ثابت رضي الله عنه  
 اعلم انه لم يزل العلماء ورواد الحاجات يترجون قبره ويتوسلون به في قضاء  
 حوائجهم منهم الامام الشافعي رحمه الله تعالى عليه انتهى بلكل صراط مستقيم كما ان ملفوظات  
 خليفة سيد احمد صاحب آثر مولوي اسماعيل ومولوي عبد الحمي صاحب اسلم عن مولوي بسعي و تحريه  
 مولوي اسماعيل جمع کرده اند در فائده اولي که از هدايت اول از فضل و هم که از باب سوم است  
 مي فرمايند که بيان انتقال حشيتي نيست که اول طالب بايد که با وضو و زانو بطون نماز نشيند  
 و فاتحه بنام اکابر اين طريقه يعني حضرت خواجہ معين الدين بخري حضرت خواجہ قطب  
 الدين خجندار کاکي وغيره بخواند انجا بجناب حضرت ايزد پاک توسط اين بزرگان نمايد تهی  
 پس درين عمارت بعينه صوت و عائد کور معمول حشيتيان عاليه بيان فرموده طريق عمل او را ادا  
 ساختند و در حق اين ملفوظات سيد احمد صاحب در ابتدا کتاب صراط مستقيم مولوي اسماعيل  
 گفته که اين فيوض الهيه فوائد سعادتيه انداه پس براي معتقدان مولوي اسماعيل عبارت صراط  
 کافي است و براي ديگران احاديث و قول بخاري که اول مذکور اند شافعي اند و الله اعلم بالصواب  
 حرره بمينيه كثير المظالم محمد المدعو بفيض عالم عفي عنه هنوز يواقي مويديت اين فتوي  
 يا پيشيند در شرح برزخ آورده که در حق في الاخبار ان الانسان اذا صب عليه امر  
 فنادي لي امنت اولياء الله تعا فان كان جيا سمع الرمي في طرفه عين او بعلم  
 بالكشف صفا لقلب تكلن ميتا في سمع الممسكة في عين له بالشفاعة عند الله  
 تعالى وعليه المشائخ و اگر بغير ندا بايشان توسل کند تا بيز ايشان اطلاع بموسل بياشد ايشان  
 دعا براي توسل ميکنند پس در نما اطلع و دعا گشان بر توسل موسل بطريق اولي خواهد بود

در  
 حوائج  
 و در  
 حوائج



بلکہ سوال کردن از ایشان بایشان ادبست و حق شناسی که ایشان خوش مشوره و حیا و خیر عباد  
 الواب شعرائی و مشارق الانوار القدریہ بیان العہد المحمیدیہ میں نویسنده کہ فی سوالنا الوسا تط  
 سلوک الادب ص ۲۴۴ و سرعۃ لقضاء حوائجنا و من ابنی مثلنا ان یغیر ادب خطا  
 اللہ عزوجل قد سمعت سیدک علی الخواص رضی اللہ عنہ یقول اذا سالتم اللہ  
 حاجتہ فاسئلوه بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم قولوا اللہم اننا نسالك بمحمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم ان تعفل لنا کذا فان للہ ملکا یبلغ ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 و یقول ان فلانا سأل اللہ بحقک فی حاجتکذا و کذا فیسأل لنبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 رتبه فی قضاء تلك الحاجتہ فیجاب لان طاعۃ اللہ علیہ وسلم مستجاب قال و کذا لک  
 القول فی سوالکم اللہ یا ولیائہ فان الملک یأمرهم فیشفعون فی قضاء تلك  
 الحوائج اللہ علیہم السلام انتہی شاہ عبدالعزیز صاحب حجتہ اللہ علیہ بیتان المحدثین و در بیان حال  
 یحیی بن یحیی ہندسی جامع موطا امام مالک فرودہ کہ وفات یحیی در ماہ رجب سنہ  
 و صد ہی چہار واقع شدہ و عمر او ہشتاد و دو سال و غیر او در قرطبہ ست مردم در وقت  
 قحط با وی استقامت میکردند و تبرک میجوہند آہی و امام سبکی در شفا الاستقام فرمودہ کہ  
 الباب الثامن فی التوسل و الاستغاثہ و التشفع بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اعلم  
 ان جوارت ذلک و حسنہ من الاموال المطونہ لکل ذین و هو من سیر القبا لحنین  
 حتی جاء ابن تیمیہ فاخترع ما لم یبق الیراحی سائر الا عصا و قد وقفت علی  
 کلام طویل لہ فی ذلک لکن رأیت ان ہامیل عنہ فان داب العلماء ارشاد المسلیہ  
 و کلام ہذا بمعزای من ذلک بالجملۃ فالقول علی ثلثۃ انواع الاول والثانی لک  
 ان قالوا النوع الثالث از یطلب لیشل منہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک الا مر المقصود  
 بمعنایہ صلی اللہ علیہ وسلم قادر علی التسیب و من ہذا قول القائل اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم سئلت مرافقتک فی الحجۃ والا تا و فی ذلک کثیرہ ولیس المراد سئلت الخلق  
 والاستقلال الی لنبی صلی اللہ علیہ وسلم ہذا الا یرید مسلم فطر الکلام الیہ من  
 باب التلیس الذین لا یقصد الناس بسوالہم ذلک الا کونہ صلی اللہ علیہ وسلم

8A

سبباً بین اللہ والیوم المستغاث هو اللہ ومن الغوث حقیقته وخلقوا والنبی صلی  
اللہ علیہ وسلم مستغاث ظاہراً وبعثاً وتبیا انتهى هكذا فی بعض الرسائل نقلتہ من  
غیر ویتیر فی شفاء الاستقام واللہ علم تحقیقہ المرام شاہ ولی اللہ در کتاب التبیان فی  
سلاسل الیوم واللہ وموودہ کہ اخبر فی الشیخ ابو طاہر عن الفشاشی انہ کتب الی النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم کتاباً فی بعض حاجاتہ صوتہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک انت اقرب منی  
ام هذا فحق قربک منی لان بعد الاما شفعت فی و فی قضاء حاجتی کلها الدنیوی  
والآخریہ نتیجہ یکرجع مردگان را از اہل اسلام بر اعمال زندگان از خوششان از قارب اطلاع  
بشوند پس چونکہ استغاثت زندگان از مردگان ہم عملی است از اعمال ایشان برین ہم مطلع  
گروہ فتونہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
ان اعمالکم تعرض علی قاریکم وعتائرکم من الاموات فان کان خیرا التبشر واوان کان  
غیر ذلک قالوا اللہم لا تمہم حتی تہدیہم کما ھدیتنا وراہ الامام محمد الحکیم الترمذی  
وابن مندہ وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا  
تفصوا موتاکم بیات اعمالکم فانہا تعرض علی ولیائکم من اهل القبور وراہ الدیلمی  
وابن ابی لدینا وعن النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقول قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم انہ لم یبق من الدنیا الا مثل لندیاب تمور فی جوار اللہ اللہ فی  
اخوانکم من اهل القبور فان اعمالکم تعرض علیہم وراہ الحاکم فی المستدرک فی شعب  
الایمان باسناد صحیح وسیدی شیخ زورق شارج صحیح بخاری کہ شاہ عبدالعزیز در بیان الحدیثین  
احوالش بیان فرمودہ از آنجا کہ ہم گفتہ کہ سیدی زینون رحمۃ اللہ علیہ حق او بشارت دادہ کہ او  
از ابدال سعیت و مروی جلیل القدر است کہ مرتبہ کمال او فوق الذکر است و او آخر محققان صوفیہ  
است کہ بین الشریعہ و الحقیقہ جامع بودند و بشارت گرومی او اجلہ علمائے مفسر و مباحثی اند مثل شتاب  
الدین قسطلانی و شمس الدین نقانی و خطاب الکبیر طاہر بن زہان و او را قصیدہ ایست بر طور  
قصیدہ جلانیہ کہ بعضی ابیات او نیست انالمریثی جامع شتاتہ + اذا ما سطا  
جور الیرقان بنکبہ + وان کنت فی ضیق و کرب محنتہ فنادی بان زورق ات بسرعتہ

اتہی ہر گاہ خود بخود این محققین مریدین خود را وقت مصیبت حکم استغاثہ و ندا دادہ اند پس  
 انکارا و بغیر از جاہل نمی آید و از عبادت مذکورہ شاہ عبدالعزیز صاحب این ہم ظاہر شد کہ  
 قصیدہ جلالیہ کہ آن را قصیدہ غوثیہ نیز میگویند از حضرت دستگیر یازندگان غوث الاعظم ہو  
 محمد علی در حیلانی رضی اللہ تعالی عنہ است بخلاف از عم بعض لشکرین ازہ لمین رضی  
 اللہ تعالی عنہ و آنچه ایشان در قصیدہ خود جیلانیہ برای مریدان استغاثہ و استمداد  
 در صائب فرمودہ اند شہرہ آفاق است و عن عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ  
 ان رجلا كان يختلف الى عثمان بن عفان رضي الله عنه في حاجة له فكان لا  
 يلتفت اليه ولا ينظر في حاجته فالتقى ابن حنيفة فشكا ذلك اليه قال لعثمان بن حنيفة  
 ايت النجاة فتوضا ثم ايت المسجد فصل في ركعتين ثم قال اللهم اني اسئلك و  
 اتوجه اليك نبيتا وفي رواية نبينا محمد صلى الله عليه وسلم نبي الرحمة يا محمد اني  
 اتوجه اليك الي ابي فتقضى لي تذكري حاجتك فانطلق الرجل ففعل قال لعثمان بن  
 حنيفة ثم اتى باب عثمان بن عفان فجاءه البواب حتى خذ بيده فاذا خله على  
 عثمان فاجلس معه على المنفسة فقال يا حاجتك فذكر حاجته فقضاها له  
 ثم قال ما ذكرت حاجتك حتى كان لساعة وقال كلما كان لك من حاجة فاذا ذكرها  
 لي ثم ان الرجل خرج من عنده فالتقى ابن حنيفة فقال له جزاك الله خيرا ما كان  
 ينظر في حاجتي ولا يلتفت الي حاجتي نفسي كلت في فقال ابن حنيفة والله ما كنت  
 ولكني شئت رسول الله صلى الله عليه وسلم اتاه خبر يرفسكي اليه ذهاب بصره  
 فقال النبي صلى الله عليه وسلم او تصبر يا رسول الله انه ليس لي قائد وقد شق  
 علي فقال النبي صلى الله عليه وسلم ايت البيضاء فتوضا ثم صل ركعتين ثم ادع  
 بهذه الدعوات فقال ابن حنيفة فوالله ما تعرفنا وما طال بنا الحديث حتى دخل  
 علينا الرجل كأنه لم يكن ضرب طرأه البهيمية والطبواني في الكبير بطرق متعددة  
 ورد الترمذي عن عثمان بن حنيفة ان رجلا ضرب بالبصر ابي النبي صلى الله عليه وسلم  
 فقال ادع الله ان يعافيني قال ان شئت بل ان شئت اخرت ذلك فهو خير لك

قال فادعوا لفاخرة ان يتوضأ ويحسن الوضوء ويدعووا بهذا الدعاء اللهم  
 انى اسئلك اتوجه اليك بنبيك محمد بنى الرحمة انى اتوجه اليك الى ربى فى حاجتى  
 بهذا لتقضى لى ما اطلبه فشققتى وفى رواية ففعل فبرأوى فى بعض الروايات  
 نبى الرحمة يا محمد وعن مالك بن عياض ملقب بمالك الدارقا قال صاب للناس  
 فخط فى زمن عمر بن الخطاب رضى الله تعالى فجاؤ رجل الى قبر النبى صلى الله عليه وسلم  
 فقال يا رسول الله استسقى لامتك فانهم قد هلكوا فاتاه رسول الله صلى الله  
 عليه وسلم فى المنام فقال ايت عمرا فاقراة منى السلام واخبره انهم مستقون  
 قل له عليك الكيس الكيس قاتى الرجل عمر رضى الله تعالى عنه فاخبره فبكى عمر ثم  
 قال يا رب ما اولا ما عجزت عنه رواه البيهقى ابن ابي شيبة بسند صحيح مره  
 السيف فى الفتوح ان الذى راى المنام بلال بن حارث المزنى احد الصحابة رضى الله  
 تعالى عنه كذا قال السيد السهردى وغيره وعن ابى سعيد رضى الله تعالى عنه قال كنت  
 امشى مع ابى عمر رضى الله تعالى عنه فمخدت رجلاه فجلس لى رجل اذ كس  
 احب الناس لىك فقال يا محمداه فقام فمشى رواه ابن لى فى عمل ليوم والليله  
 وقال العلاقه الشيخ محمد عابد السندى فى الاضارى اخرج ابن لى فى عمل ليوم  
 والليله عن عبد الرحمن بن سعد رضى الله تعالى عنه قال كنت عند ابى عمر رضى  
 الله تعالى عنه فمخدت رجلاه فقلت يا ابا عبد الرحمن ما لرجلك قال اجتمع عصبها  
 من ههنا فقلت ادع احب الناس لىك فقال يا محمد فانبسطت واخرج ايضا عن  
 الهثيم بن جيش قال كنا عند عبد الله بن عمر وعينى بن العاص فمخدت رجلاه فقال  
 له رجل ذكرا احب الناس لىك فقال يا محمد كما نما الشط عن عقلى انتهى فى عمدة  
 المتخصصين بعدة الحصن الحصين لى شيخ الاسلام برهان الدين ابراهيم قال  
 مجاهد حضرت رجل بن عمر عند ابى عياض رضى الله تعالى عنه ما فقال لى بن عباس  
 افكر احب الناس لىك فقال يا محمد صلى الله عليك وسلم فكانما الشط عن عقلى  
 وقال مجاهد قد ذهب خنوة انتهى وورد لى خيرات كراهل طرق لى نذهب اربعة



وشرح حصن حصین لہو انما علی القاری تحت قوله یا محمد انی اتوجہک الی بی فی حاجتہ  
 ہذا لتقضی لے وقد جاری فی بعض لروایات بصیغۃ المعرفۃ وای قص یا محمد صلے اللہ  
 علیک وسلم حاجتی فہو مجاز متعارف انتہی قال الشیخ عبد الوہاب شعرائی فی البحر  
 المورود فی المویشق والعرفق اخذ علینا العہود ان یجلس لہو عطا الابد قولنا دستور  
 یا اصحاب التوبۃ دستور یا رسول اللہ فی الینایۃ عنک فی نصح متک وذلك لیمدنا  
 اصحاب التوبۃ من الاولیاء ولا یقع منا تلجج فی الکلام اما اخذ لدستور من رسول  
 اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ففائد تہ التاید وعدم الزیغ عن السنۃ فی التعلیم الارشاد  
 کان مد جمیع الخلائق اما ہو من مد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حقیقۃ  
 انتہی پر الشیقون فضائل عاشورہ اور وہ کہ سئل شیخ الاسلام العلامة جمال لدین  
 محمد بن احمد الرضایی لانیضاری صاحب ہایت المحتجہ شرح المنہج عن قول العامۃ  
 عند الشدائد یا شیخ فلان یا رسول اللہ ونحو ذلك من الاستغاثۃ بالانبیاء  
 والمرسلین الاولیاء والصالحین هل ہو جائز وهل للرسول والانبیاء والمرسلین  
 الاولیاء والصالحین غاثۃ بعد موتہم ما ذایرجع الیہ ذلک فاجاب رحمد اللہ  
 تعالی بقولہ الاستغاثۃ بالانبیاء والمرسلین الاولیاء والعلماء والصالحین  
 جائزۃ وللرسول والانبیاء والعلماء والصالحین غاثۃ بعد موتہم اما الانبیاء فانہم  
 احياء فی قبورہم یصابون یحجون کما وردتہ الاحادیث فتكون الاغاثۃ منہم معجزۃ  
 لہم الشہداء ایضا احياء اذ شوہد انہا اجمہاراً یقانتون الکفار ما الاولیاء  
 فی کرامتہم فان اهل الحق علی ان الاولیاء یقع منہم یقصد بغیر قصد اصودا  
 خارقة للعادۃ یجرہما اللہ تعالی علی یدہم بسببہم انتہی وورجہ المورود وشیخ  
 عبد الوہاب شعرائی اور وہ کہ اخذ علینا العہود ان نلزم لاد یصع اصحاب التوبۃ  
 وان لم یختم بہم ولم تعرفہم ذلک لانہم یشہدون بانفعلہ فی قصور بیوتنا  
 ولہم المو اخذ بذلک والتادیب علیہم حق والخواطر التي لا یتبع کایما اذ اکا حد ید  
 ان من الفقراء الصادقین ینفخ شولہ فہو فان قوسہم موتوا بالتادیب علی کل من

ادعى ذلك وقد اوصاني سيدي في على الخواص فقال اذا خرجت من بيتك  
 ليبراً وحاجة ضرورية او الى محل لتزوهات والمفترجات فلا تجاوز صوابك  
 وعملها حتى تتأمن بقلبك اصحاب لنوبة فاذا رجعت فاستاذن في الدخول كما  
 في الخروج لانهم يحبون من يحفظ المقام ويتعرف اليهم فيجبون من يستغيث  
 بهم عند نزول اليلاد والمحن انتهى ونيزانام محمد بن موسى بن عثمان بن محمد بن  
 في المستغيثين بخير الانام ورواه ذكر الحافظ ابو سعيد السمعاني فيما مره عنه  
 على رضى الله تعالى عنهما قال قدم علينا اعرابي بعد ما دنا رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم بثلاث ايام فرمى نفسه على قبر النبي صلى الله عليه وسلم وحتى من تراى  
 واسر قال يا رسول الله قلت قممنا قولك ودعيت عن الله ما دعينا عنك وكان  
 فيما اتزل الله عليك ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوا فاستغفروا الله استغفروهم  
 الرسول لو وجد الله تواباً رحماً وقد ظلمت نفسي وجئتك فتستغفر لي فنودت  
 من القبر انه قد غفر لك انتهى ونيزانام محمد بن موسى بن عثمان بن محمد بن  
 اعلى رضى الله تعالى عنهما يوم عاشوراء لشهر هجين من المحرم اول سنة احدى وستين  
 وهو يوم ثمانين واربعمائة وستين سنة ونصف سنه ونصف شهر وواحد مائة  
 من السجى حمل اهل بيت من النساء والصبيات فلما مروا بالقلة صاحت زينب  
 بنت علي فستغيثه بالنبي صلى الله عليه وسلم يا محمد اه يا محمد اه هذا حين بالعراء  
 منزل بالدماء منقطع الاعضاء يا محمد فلما كان سنة ثلاث واربعمائة اخذ  
 اهل الكوفة جلدى اعمى منهم الف او خمسمائة رجل كلهم من نسل من حضر قتل  
 الحسين رضى الله تعالى عنه وهدا من اعجب ما يسمع انتهى ونيزانام محمد بن موسى بن عثمان بن محمد بن  
 الامام ابو بكر بن المقرئ كنت انا والطيراني وابو الشيخ في حرم رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم وكنا على حالة اترقنا الجوع وواصلنا ذلك اليوم فلما كان وقت  
 الغداء حضر قبر النبي صلى الله عليه وسلم نقلت يا رسول الله الجوع فانصرفت فقال  
 لي ابو القاسم جلس اجلس فان يكون المرزوق والموت قال ابو بكر ففتانا

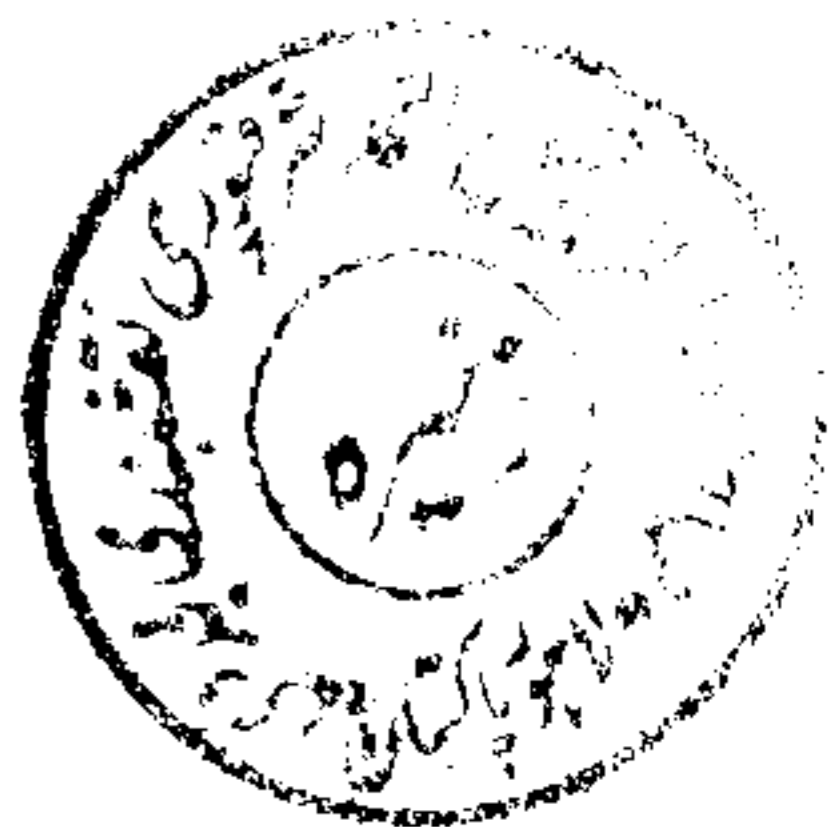
والوالی شیعہ والطبرانی جالسین طرفی شیء فحضرت البای علوی قدس قفتنا لہ فاذا  
 صعد غلامان مع کل واحد منہما زنبیل فیہ شیء کثیر فجلسا فاکلنا فظننا ان  
 الباقی یاخذہ الغلام فوئی ترک عندنا الباقی فلما فرغنا من الطعام قال العلوی  
 باقوم اشکو تمالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال آیت رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم فی المنام فامر فی ان حمل بثنی من الطعام الیکم انتہی ونیز درود کثیر بن محمد بن  
 کثیر بن قاعہ آورده کہ جاء رجل الی عبد ملک بن سعید بن حیسان فحبس بطنہ فقال  
 بک داء لا یدرأ قال صاهو قال الدبیلۃ فتحو الرجل فقال اللہ اللہ اللہ ربی لا شریک  
 بہ شیئا اللهم انی اتوجه الیک بنیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنی الرحمة یا محمد انی  
 اتوجه بات الی ربک ربی ان یرحمنی الی رحمة یغنی عنی ہا من لجمہ من ثلاث مرات  
 ثم عد الی بن الخیر فحبس بطنہ فقال قد برأت بک من علة انتہی ونیز حضرت محبوب جانی  
 وغوث الصمدی میفرماید کہ یا حبیب الالہ خذ بیک مالجزی سوالی مستندی  
 ونیز شیخ الامام یوسفی رحمہ در قصیدہ برو میفرماید کہ یا اکرم الخلق مالی من الود  
 ید + سوال عند حلول الحادث العمیم ونیز ایشان در قصیدہ ہمزہ فرمودہ اند کہ  
 فاعتنایا من هو الغوث والغیث + اذا اجهد الودی للاداء والجمود الذیہ تفرج الخیر  
 عا ونکشف الحویاء ونیز شافعی رحمہ اللہ علیہ میفرماید کہ بتاد ضارعا بخصوع  
 قلب و ذراوتہا والتجاوہ رسول اللہ یا خیر البرایا + لو انک اتبخی یوم القضاء  
 اذا ما حل خطب مدہم + فانت الحصن من کل الجلاء و در بیان ندا و استغاثہ بانبیاء اولیاء  
 کتابہای مستقل و زیر بحث جمع کردہ شدہ اند مثل مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام و مثل  
 وقار الوالیہ السیسیہ ہنودی و غیر ہا اگر ندا و استغاثہ بانبیاء اولیاء از بعد غیبت کفر و  
 و شرک قرار دادہ شود تا حدی از اکابر ہائی از حکم شان سخا بہ دریافت بکنامہ میرغزول  
 بہو پال کہ اہل مذہب شافعیہ اورا مجدد دین خود دانند و او نیز مدعی ابن ہرست در کتاب خود نغم  
 الطیب من ذکر المنزل الجیب استغاثہ بقاضی شوکانی کردہ گفتہ کہ زمرہ را می راقا و باب  
 سنن شیخ سنت مدعی قاضی شوکان مدد + پس یکدام دین و ملت ندا و استغاثہ دیگر



کسان یا نبیا و اولیا شرک و کفر قرار داده اند و ندا و استغاثہ مجدد مذہب خود بشو کاسے  
 سنت و واجب مقرر ساختہ ہذا اللہ تو عمر ہم ہذا لشرکائنا ان الذین یفترون علی اللہ  
 الذین یفلحون و آنچه بعضے گفته اند در ندا التیجات کہ مراد از ان حکایت نداشت کہ در شب  
 معراج واقع شدہ نہ انشاء ندا و استغاثہ از مصطلحیں شیئیست قال فمما فی المفاد شرح نور  
 الايضاح بعد ذکر کلمات التیجات فی مقصد اللصل انشاء ہذا الالفاظ مراد لہ قاصدا  
 معناہا الموضوفا لہ من عندا کہانہ یحیی اللہ سبحانہ و تعالیٰ وسیلۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 و علی نفسہ و اولیاء اللہ تعالیٰ خلافا لما قالہ بعضهم انہ حکایۃ سلام اللہ لا ابتداء سلام  
 من المصلی انتہی و در معراج الدرایہ آورده کہ لا بدان مقصد بالفاظ التشریہ معنا  
 ہا التی وضعت لہا من عندا کہانہ یحیی اللہ تعالیٰ وسیلۃ علی النبی علیہ السلام و علی  
 نفسہ و علی اولیاء اللہ تعالیٰ انتہی فی الزہر الفائق شرح کنز الدقائق لا بدان مقصد  
 الفاظ التشریہ معناہا التی وضعت لہا کہانہ یحیی اللہ تعالیٰ وسیلۃ علی نبیہ و علی  
 نفسہ و علی اولیاء اللہ تعالیٰ ای انہ بقصد الانشاء ہذا الالفاظ لا لاختیار انتہی  
 و در مختار آورده کہ و یقصد بالفاظ التشریہ معانیہا مراد لہ علی صجہ الاستسلاء  
 کالہ یحیی اللہ تعالیٰ وسیلۃ علی نبیہ علی نفسہ و اولیاء اللہ لا لاختیار عن ذلک  
 ذکرہ فی المجتبی انتہی و فی الشامیۃ لا یقصد لاجتہاد و الحکایت عا و قر فی المعراج منہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم من ربہ سبحانہ و من المثلثۃ انتہی و امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ  
 و ارجح العلوم فرمودہ اند کہ و قبل قولک ایہا البنی احضر شخصہ الکریم فی قلبک و  
 لیصدق الملائک فیہ و یبلغہ و یرد علیک ما لودنی منہ انتہی و در بیاب شرح  
 عیاب شیخ ابن حجر مکی آورده کہ خطب صلی اللہ علیہ وسلم کان اشارۃ الی انہ تعالیٰ یکشف  
 لہ عن المصلین من امتہ حتی یکون کالی حاضر معہم لیشہد لہم بافضل اعمالہم لکن نذکر  
 حضورہ سبب المزید الخشوع و الحضور انتہی و نیز در تحفہ آورده کہ خطب علی التالیف  
 المعظمی الذی لا یمکن خول حضرة القرب الا بدلالۃ و حضورہ و الی انہ اکبر الخلفاء عن  
 اللہ تعالیٰ فکان خطابہ کخطابہ تعالیٰ انتہی و نیز حال حدیث بیاب اللہ عینہ

باید شنید که او را بنیاد و مهند خود از عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرموده روایت کرده حافظ  
 ابوالہشامی مجمع الزوائد بعد از ذکر او فرموده که در حال ثقات انتہای حافظ ابن حجر عسقلانی  
 در زوائد بنارنجبین آورده و حافظ شمس الدین جزری حتمہ اللہ علیہ در حصن حصین  
 اورا آورده و در اول حصن حصین فرموده که در وہمہ حدیث صحیحہ اند و طبرانی اشعریہ  
 مصنف خود او را از عبد اللہ بن عباس موقوفه روایت کرده نیز طبرانی در کبیر او را از  
 غنیمہ بن غزوان رضی اللہ عنہ روایت کرده و شیخ عابد سندھی در رسالہ خود فرموده  
 رجال و ہمہ ثقات اند و در حرز الثمین آورده بعد از ذکر حدیث مذکور کہ قال بعض  
 العلماء الثقات حدیث حسن یحتاج الی السلف من انتہی فان البتہ در روایت ابن  
 سنی کہ از ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ آورده ضعف در سند این حدیث است لیکن بسبب  
 ضعیف شدن یک طرف ہمہ طرق او حدیث ضعیف نہیں و حال آنکہ بسبب کثرت طرق  
 حدیث حسن انجبرہ میگردد و قابل احتجاج نزد ائمہ رہنما میشود و بعد از تسلیم ضعف و در مسائل  
 اعمال عمل بر حدیث ضعیف لازم است کما ہو المقرر فی مقروہ با آنکہ ہمہ علماء محققین مکمل امام ابن  
 نووی و حافظ جمال الدین ایسوی و حافظ شمس الجزری علامہ ملا علی القاری وغیر ہم ابن  
 بلاقلیل احتجاج و لازم العمل وقت حاجت دانستہ اند بیکہ امام نووی و شیخ ابوبکر بن عمر  
 فرمودند چنانچہ در او کار تصحیح این فرموده اند و آنچه تاویل میکنند کہ حافظ ملا نکلہ مراد  
 ازین حدیث ابن تاویل فرمودہ شافعیہ طاہرہ بر این شیخ فائدہ نمی بخشد کہ مطلق عباد اللہ صرف  
 بقروہ کامل و کمال است از نوع انسان اند میشوند بیکہ آنچہ ابن ابی شیبہ از عبد اللہ  
 بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرده القاطش ابن اندانہ قال اذا فعلت دامت فلیتدحا  
 اعینونی جہاد اللہ و حکم اللہ و آنچه طبرانی از غنیمہ بن غزوان روایت نموده الفاظ او  
 ابن اندانہ عن البقی صلوات اللہ علیہ سلم قال اذا صلحت احکم شیبئا و اذ ادعونا و هو  
 یارض لیس جہا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ  
 اعینونی فان لله عیاد الا برائکم و قد جرب ذلك انتہی قولہ قد جرت ہر تین  
 مرۃ فی اضلال الطرق و مرۃ فی انفلات الدابۃ و کلاہما کانا فی ارض لیس جہا

ن حال حدیث اعینونی یا عباد اللہ



انہیں سوی اللہ و جریۃ فوجتہ تریا قاصحہ باسمہ یغاسریع الاثر کلامہ علی النار  
 و اللہ ولی التوفیق و الہدایۃ مشکہ اور جواز کفرتن یا شیخ عبد القادر جیلانی شینا شد  
 یا بدو انت کہ مانع و رد این کلمہ و ہم افتادہ کہ ورد کردن یا این کلمہ منع است بدو وجه  
 اول آنکہ در ونداست مردہ را کہ میثونند یا اعتقاد حاضر ناظر دانستن او و این کفر و شرک  
 یا شد است پس جواز این نداد و مسئلہ سابقہ معلوم گردید منع و ہی او بیجا گردید و ہم  
 آنکہ درین سوال سائل اللہ تعالیٰ را وسیلہ ساختہ از ولی اللہ شیخ عبد القادر چہرہ میخواست  
 و این عکس قضیہ است اورا لازم بود کہ از خدا بی تعالیٰ چیزی میخواست و شیخ را وسیلہ میکرد و زمین  
 جواش اینکہ در محاورات اہل اسلام غریبا و عجبا مستعمل است کہ ہر چیز را کہ برای خدا مقرر کنند  
 گویند اللہ معین کردم و اگر برای خدا میدہند میگو کہ اللہ دادم و اللہ فرستادم و این عمل اللہ کہم  
 و اگر از کسی صدقہ و خیرات میخواستند میگویند کہ این نان یا این جامہ یا این درم یا دینار  
 مر اللہ بدہ یعنی محض برای او با خلاص نیت نہ بر یا و ناموس ازین کلام غرض او این  
 نیت کہ از تو چیزی میخواستہم و در حضرت تو خدا را وسیلہ آورہ ام کہ بساے ملاحظہ او مرا این  
 چیز بدہ این ارادہ ہیچکس از مسلمین نمیکنند کہ خدا بی تعالیٰ را بدرگاہ عباد او برد این صرف  
 از وہم خود انبیاء بالغوال پیدا کردہ ناحق بر اہل اسلام چسپانیدن و این از بعض ظن  
 ست العباد باللہ اگر کسی ایچنین ارادہ کردہ توسل بمنعکس کردہ بگوید تا بلدا شتباہ  
 قابل ملامت و قد منعہ سید و مولائی غوث عبد العزیز فی الابرار فی مناقب  
 سید عبد العزیز نعت قال والسبب الموجب للاقطاع عن اللہ عزوجل التوسل الی  
 الصالحین باللہ عزوجل ليقضوا الحاجۃ فيقول الزائر قدمت لك وجہ اللہ یا سیدک  
 فلان الاما قضیت لی حاجتی وانما کان سببا للاقطاع لان الزائر قلبا واجب  
 و عکس لفضیلتہ فانه کان من حقہ ان یتوسل اللہ عزوجل با ولیائہ لان  
 یعکس اتہی نکتہ این ہذا من ذلک بل قول القائل یا شیخ عبد القادر شینا اللہ  
 مطالبۃ عن الشیخ لوجہ اللہ بطریق الخیر والصدقۃ علی السائل و اطلب التوسل منک  
 الی اللہ کافی کشف الالہاب اذا ثبت ان الانبیاء والاولیاء بعد الالہ تجال من

شیخ عبد القادر جیلانی  
 شیخ عبد القادر جیلانی  
 شیخ عبد القادر جیلانی

هذا الدار اسمع وبصر من الاجتباء فان فلا هم بعض اللهوفين وطلب منهم التوسل  
 والدعاء عند الله لكشف همومه واسأله وقال مثلاً يا عبد القادر شيئاً فلا ترى  
 به بأساً وشناعة ويكون طلبها للتوملح الشفاعة لانا نعتقد ان احداً بعد  
 الموت لا يملك شيئاً من التصرف في الرجوع بل لا معطى ولا واهب الا الله انما فع  
 الكريم الودود ولا يطلب منهم الا ما يملكون وهو التوسل عند الله في قضاء  
 الاوطار وهذا التوسل جائز كما ثبت بالاجتباء والاثار انتهى وورفتا ومي علام  
 سيغمي البصري للكي رة اوره كسئل رضى الله تعالى عنه عن قول الناس شيئاً لله  
 يا فلان هل هذه اللفظة عربية ام عجمية وهل نهي الشافعي في بعض كتبه  
 او بعض صحابه هل هي حرام او مكروه ام لا فاجاب قول العامة شيئاً لله يا فلان  
 عربيتى لا عجمية لكنها من مولدات اهل العرب ولم نحفظ احد من الامة نصفاً  
 التى عنها وليس المراد بها في اطلاقهم شيئاً يستدعى مفسدة الحرام المكروه لانهم انما  
 يذكرونها استملاً او تعظيماً لمن يحسنون الظن به الله سبحانه وتعالى اعلم انتهى وطلب  
 كرون خير وخوشن انما ممنوع نيست چنا چو طلب شيئا از زندگان بل حرفت وغير با وسناد  
 فعل بانها ممنوع نيست فهم في ذلك على حد سواء قال العلامة يوسف اهدل في  
 رسالته وقول السائل وهل يجوز اسناد الفعل لهم من غير اعتقاد وتأثير فجوابه نعم  
 يجوز ذلك وذلك بطريق الجواز شائع فافع وله نظائر كثيرة من الكتاب السنة  
 وكلام العلماء فقد جاء اسناد الشيء الى فاعله سيبياً وكسباً والفاعل لذلك  
 حقيقة هو الله تعالى كذلك يجوز اسناد الاحراق للنار والستر للثوب وقم المرح البجليه  
 وكون الطعام والماء يروى في بيتك فمؤذلك والوتر فيه هو الله تعالى الموجد  
 لذلك في الحقيقة وكتب الاصل والفرع مشحونة بنحو ذلك انتهى ونيز امام سكي وشفاء الاستقام  
 اوروه كالتبع الثالث من التوسل ان يطلب ذلك الامر للمضروب بمعنى انه صلى الله  
 عليه وسلم قادر على التشفي بسؤال ربه وشفاعة اليه فيجوز الى النوع الثاني في المعنى  
 وان كانت القباة مختلفة ومن هذا قول القائل للنبي صلى الله عليه وسلم سألني

مراقتك في الجنة قال اعنى على نفسك بكثرة السجود والانتار في ذلك كثيرة ولا  
يقصد الناس بسواهم لذلك الا كون النبي صلى الله عليه وسلم سبباً وشافعاً وليس  
للولد نسبة الى الخلق والاستقلال بالافعال هذا لا يقصد مسلمة فصرت  
الكلام اليه منعه من باب التلبس في الدين والتشويش على عوام الموحدين انتهى  
قوله قسطلاني تحت حديث بخاري عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه ان  
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بعثت بمجموع الكلام فيما انا انا انا وتيت  
مفاتيح خزائن الارض ووضعت في يدي فروده كما قال بعضهم هي خزائن اجناس  
ارزاق العالم يخرج نفق ما يطلبونه وكل ما ظهر من ذوق العالم فان الاسم الهى  
لا يعطيه الا من محمد صلى الله عليه وسلم الذي بيده المفاتيح انتهى - ونيز شيخ ابن حجر  
على ورقاوى آورده كنص الشافعي على ان المسلم اذا قال طرنا في نوع كذا فهو  
كقوله طرنا في شهر كذا وهذا لا يكون كفرا من المسلم ولا هرا ما بخلاف قول الكافر  
لانهم يفتقدون التأثير له انتهى ونيز روايات احاديث وقوال علماء مضمون شيئا شريفاً  
ينشور فيها نسخة قتاوى خير به كما استاذ صاحب مختارست ورقتاوى مذكوره ميفر بايد فان  
ذكره بعضهم كما في قوله تعالى فان لله خمسة مثله كثير انتهى الحمد لله رب العالمين ان  
صلواتي ونسكي وحياتي ومماتي لله رب العالمين والى وجهت وجهي للذي فطر  
السموات والارض لله ما في السموات والارض و در احاديث صحيحه كالدنيا <sup>النص</sup>  
لله والمرسوك للمؤمنين وورثيت ابودود وغيره ارفع ستك من احب لله الغض لله  
واعطى الله ومنع الله فقد استكمل ايمان بربنا اوليا الله شيئا طلب نمودن چگونه ممنوع  
گردد لهذا از بهجة الاسرار وغيره معتبرات آورده که حضرت محبوب بجاني وغوث صمدانى  
قدس سره فرموده اند من استغاثه في كربة كشف عينه من نادى باسمي شديدا فرجت عنه  
ومن توسل لي الى الله عز وجل في حاجة قضيت له ومن صلى بكفتين يقرأ في كل ركعة  
بعدها فاتحة سورة الاخلاص احد عشرة مرة يصلي على رسول الله صلى الله عليه وسلم  
بعدها سلامه عليه يزيد كوفي ثم يخطو الى حجة العراق احد عشرة خطوة ويذكر اسمي

ویدکوحاجتہ فانہا لفظ التہجدین بالنقل ثم شیخ محمد الدین فیروز آبادی در روض الناظرین شیخ محمد بن  
 سعید الزنجانی و زریزہ الخواطر و شیخ شہاب الدین در روض الزاہر امام عبد اللہ یا فحی  
 در خلاصۃ المفادیر و شیخ ابوبکر بن نصر در انوار الناظرین و شیخ عبد القادر عبد روض و شیخ ابو الفتح بن  
 و شیخ محمد بن یحیی التناونی در قلائد الجواہر و شیخ محمد الحق و ہلوسی در زبدۃ الآثار وغیرہ  
 و شاہ ابوالمعالی در تحفہ قادریہ مولوی محمد غوث در انہار اللقاخر و امام العلماء قاضی الملک  
 در نشر الجواہر شواہد متابعات او در کلام دیگر او ببار اللہ یافتہ شونہ چنانچہ علامہ احمد بن مبارک  
 در کتاب بریز فی مناقب سیدی عبدالعزیز علی بن عبدالصباغی رحمۃ اللہ او وہ کہ او گفتہ  
 کہ ما رجعت الی السیدک الشیخ عبدالعزیز بن سیدک مسعود الخ باخ المروۃ الثانیۃ فرأیت من کشفتم  
 رضی اللہ تعالی عنہ و حسن جوابہ للمشاو دین لہ فقلت یا سید مے فاز و سعد من  
 ہو قریب منک کما اذعت لہ مسئلۃ بحدک قریباً منہ وینا و یرک فیہا و کیف صنع  
 انا یا سیدک فی مسائلک انما منک علی مسیئۃ اربعۃ ایاہ من اشاور فیہا فقال لی رضی  
 اللہ تعالی عنہ کما عرضت لک مسئلۃ و لم تدر ما تفعل فیہا فخرج الی الخلاء و صل  
 رکعتین فقل هو اللہ احد عشر مرة فی الکرعۃ و بعد ان تسلم غبط علی ثلاث مرات  
 و اعتقد استحضرتنی حاضر معک فتا و رک فی مسائلک فانک تجد الجواب نعمضت  
 لی مسئلہ و کثر علی الہم فیہا فخرجت الی الخلاء و فعلت کما امرنی رضی اللہ عنہ فوجدت  
 المتخرج قریباً بركة رضی اللہ عنہ و کان الاخوان اذ ذاک بین سید الشیخ رضی اللہ عنہ  
 فی مدینہ فامرنی بلاد مغرباً نامنہ علی مسیئۃ اربعۃ ایاہ فلما التقیت بعد ذلک مع  
 الاخوان قالوا لہل کان منک یوماً کذا و کذا فقلت نعم فقالوا کنا اذ بین سید الشیخ  
 رضی اللہ تعالی عنہ فاذا یضحک ثم قال مسکین سیدک علی بن عبد اللہ ہذا البیت  
 فیہ خرج الی الخلاء وینادی یا مولائی عبدالعزیز بن مولائی عبدالعزیز منہ ثم  
 قال سیدک احمد بن مبارک قلت للشیخ رضی اللہ عنہ مسئلۃ الکرعین خاصۃ لسیدک  
 علی بن عبد اللہ او بكل من الادھا فقال رضی اللہ عنہ لہی بكل من الادھا فحمدت اللہ  
 علی ذلک انتهى و نیز در کتاب مذکور سیدی احمد بن مبارک فرمودہ کہ ولما مات الشیخ رضی اللہ عنہ

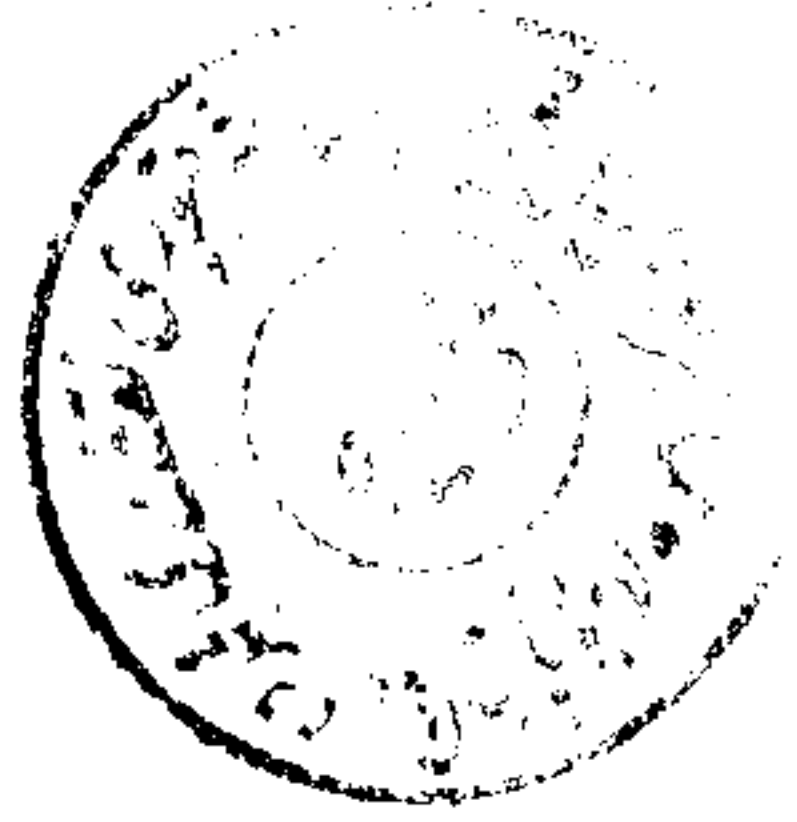
كنت انكفت الذهاب الى زيارته في قبره كثيراً فوقف علي في المنام وقال لي ان خاتمي  
ليست مجبوبة في القبر بل هي في العالم كله عامرة له ومائلة له ففي اي موضع  
تطلبني تجدي حتى اذا قدمت الى ساريتة في المسجد فوسلت بي الى الله عز وجل  
فاني اكون معك حينئذ ثم اشار الى العالم كله وقال نافية باجمعه فحيثما اطلبني  
وجدتني وياك بنظر اني انارتك عز وجل فان ربك عز وجل غير محصور في العالم  
وانا محصور في هذا سمعته من رضى الله عنه في المنام وكذا سمعته رضى الله عنه في  
حيوة ان العالم كله قد يكون احبانا في وسط جوفى وسمعته رضى الله تعالى عنه  
احيانا يقول ما السمو السبع والارضون السبع في نظر العبد المؤمن الا كخلة معلقة في  
فلاة من الارض انتهى ونيزورين اوراق ازبستان الحمد شيخه عبد العزيز از بعض حالات شيخه شام  
زرورق بخارى رحمه الله عليه گذشته که اورا قصيد البيت بطور قصيد جيلانيه که بعضى ابيات  
اونيت شعر النبويک جامع لشتاته + اذا ما سطن اجور الزمان بنكبة + وان كنت  
في ضيق وكره فحننة + فناد بيارن ورتق ات بسراعة + انتهى وضمون قصيد  
جيلانيه که مشهور بقصيدة غوثيه هم هست مشهورست پس انکار اين چي نلزود بک شياه ولى اللورد  
کتاب تنباه في سلاسل اوليا الله نيز آورده که بعضى اصحاب قلار به برامى حصيل تمام باين طو  
ميبکنند اول و رکعت نقل بعد از ان بکصد يازده بار و و بعد از ان بکصد يازده بار کلمه  
منجيد و بکصد يازده بار شيا شد باين شيخ عبدالقادر جيلاني انتهى اين کتاب باين شان تاليف کرده اند  
برامى جمع کردن کلمات حالات اوليا الله وغير صالحين مسئله است و باين قیود و رتقا  
شرح مشکوة تحت حديث نهيتکم عن زيارة القبور و ردها آورده که وقد قسم التوبك الزياره الى  
اقسام متعددة لانها اما لجم تذكور الموت والاخرة فيكفي اية القبور من غير مفرد و جمعها  
واما نحو الدعاء فتسن كل مسلم اما للتبرك فتسن لاهل الخيران لهم في برانهم  
تصرفات و بركات لا تخط مدتها ولا يخصصها و اما لاداء حق مخصوص يق  
وجيم لخير الى بعد من زيارت قبور ابيه او احد هبا يوم الجمعة كان كحجتي و في رواية البيهقي  
غفر له و كتب له براءة و امارحة له و تائبس الماروى ان ما يكون للميت في قبره

سلاسل اوليا الله

اذا اذانه من كان يجتنب في الدنيا وصغر خبر ما من احد يمر بقبر اخيه المومن يسلم عليه لا  
 عرفه ورد عليه السلام انتهى واما من سبى وشتمه والاستقام آوره كانه ان المعلوم من الدين و  
 سير السلف الصالحين التبرك ببعض الموتى من الصالحين فكيف بالانبياء والمرسلين  
 ومن ادعى ان قبور الانبياء وغيرهم من الموتى المسلمين سواء سدلنا امر اعطيه انقطع  
 بطلانه وخطائهم وفيه حظ لرتبة الانبياء والاصفياء من اولياء الى درجة  
 من سواهم من عامنا المومنين ذلك كفر يتقين فان من حط رتبة النبي صلى الله عليه  
 وسلم مما يجب فقد كفر انتهى ونيز طيب وشيخ مشكوة آوره كونه من اتخذ مسجدا في  
 جوار صالح او صلى في مقبرته وقصد به الاستظهار بوصول الثمن من اثار عبادته  
 اليه للتعظيم له التوجه نحوه فلا حرج عليه انتهى ونيز ابن حجر وخيرات الحسان في مناقب  
 ابي حنيفة النعمان نوشته كانه ان قبره غوث لقضاء الجوارح اعلم انه لم ينزل العلماء وذر الحجاج  
 بزور من قبره ويتوسلون عنده في قضاء حاجتهم فيرون بخير ذلك منهم الامام  
 الشافعي رضي الله عنه لما كان ببغداد فاجاء عنه انه قال اني لا تبرك بابي حنيفة  
 واجي الى قبره وسئلت الله عنده لا تقضى سريرا انتهى ومن هذا قال شاه  
 وفي الله في كتابه الانصاف في بيان سبب الاختلاف وصلى الشافعي قريبا  
 من قبر ابي حنيفة رضي الله تعالى عنه لم تقبنت ناديا مع رضي الله تعالى عنها انتهى  
 وفي الميزان الكبرى للشيرازي وهو باب الشعر اني ان الشافعي ترك القنوت لما ناز  
 قبر الامام وادركت صلوة الصبح عنده وقال كيف اقلت محضرة الامام وهو لا يقول  
 به انتهى قال في موضع اخر منها وكولم يكن من التوبة يرفعه مقامه الا كون  
 الامام الشافعي ترك القنوت في الصبح لما صل عند قبره مع ان الامام الشافعي قائل  
 باستجابها كان في كفايته في لزوم الادب انتهى ووراجع العلوم امام محمد بن ابي حنيفة رضي الله عليه  
 آوره كالتقسيم الثاني وهو ان يبذل العباد ماله في الجحود وقد ذكرنا فضل ذلك و  
 ادابة اعمال الظاهر والباطن في كتاب سرار الجحود ويخل في جملته زيارة قبور الانبياء وزيارة  
 جوار الصفاة والتابعين سائر العلماء والاولياء كل من تبرك بمشاهدة في حياته



ذوی الاقتدار یعنی مطیعین خود را از سازز عایا تمیز و اوده چیدہ خاص لقب میفرمایند و گزیده  
میکنند پس چنانکہ چیدہ خاص اذون مطلق در تصرف اشعہ و اقمشہ مولای خود میباشد و  
تمام سلطنت اورا بخود نسبت مینمایند مثل چیدہ خاص پادشاهان ہندوستان را میسر کہ گوید  
کہ سلطنت ما از شہر کابل تا لب دریائشورست همچنین صحاب این مراتب عالیہ را باب این  
مناصب فیجہ اذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت میباشد و این کبار اولی الایہ  
والابصار را میسر کہ تمامی کلیات را بسوی خود نسبت کنند مثلاً ایشان را میسر  
کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست انتہی و نیز در خانمہ این کتاب از بعضی  
و اثبات سید احمد صاحب آورده اند القصہ حضرت ایشان را نسبت طرق ثلاثہ  
یعنی فوار چشمنہ و نقشبندیہ قبل از مہادی حاصل شدہ اما نسبت فلوریہ نقشبندیہ پس از  
آنکہ بسبب برکت بعیت و بمن توجهات آنجناب یعنی شاہ عبدالعزیز روح مقدس جناب  
حضرت غوث الثقلین جناب حضرت خواجہ بہاوالدین نقشبند میزوجہ حال حضرت ایشان  
گردیدند و تا قریب یکماہ فی الجملہ تنازعی در مابین روحین مقدسین روح حضرت ایشان مانند  
زیر آنکہ ہر واحد ازین ہر دو امام تقاضای جذب حضرت ایشان تمام بسوی خود میفرمود  
تا آنکہ بعد الفرض نہ تنازع وقوع مصالحت بر شکر شکر روزی ہر روح مقدس حضرت  
ایشان جلوہ گر شدند تا قریب یکپاس ہر دو امام بنفس نفیس ایشان توجہ قومی تا غیر  
زور آور میفرمودند تا آنکہ در ہمان پاس حصول نسبت ہر دو طریق نصیب ایشان گردید  
و اما نسبت چشمنہ پس بیانش آنکہ روزی حضرت ایشان بسوی مرقد منور حضرت خواجہ چکان  
خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس الشہرہ العزیز شریف فرما شدند و ہر مرقد مبارک  
ایشان مراقب نشستند درین اثنا روح پر فتوح ایشان ملاقات متحقق شد و آنجناب  
بر حضرت ایشان توجہی بس قومی فرمودند کہ بسبب آن توجہ ابتدا حصول نسبت چشمنہ متحقق  
شد انتہی و نیز شاہ عبدالعزیز در تحفہ ثنائی عشریہ آورده کہ حال ارواح در عالم قبر مثل حال  
ملائکہ است کہ توسط شکل بدنی کامیکنند و مصدر افعال حیوانی و نفسانی میگردند و بدینکہ نفس  
بنائی ہمراہ داشتہ باشند انتہی و نیز شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہر دو کبیل الایمان شرح عقائد



نسبی آورده که اولیای ابدان مکتب مثالیه نیز بودند که بدان ظهور نمایند و ارشاد طالبان کنند  
 و منکران کنند و منکران را دلیل بر همان برانکار می نیست آتی و نیز ایشان جذب الفلوی  
 دیار الحبوب آورده اند که شیخ علاء الدین قونوی میگوید که بعید نیست که گفته شود که ارواح مقدسه  
 انبیا بعد از مفارقت بمنزله ملائکه است بلکه فضل ایشان همچنانکه ملائکه متمثل میشوند در صور مختلفه  
 کذب جائز باشد که ارواح مقدسه انبیا نیز متمثل گردند و ممکن است که این تصرف بعضی  
 خواص عباد را در حالت حیات نیز دست دهد و روح واحد را بدان متعدد و غیر بدن مینماید  
 متصرف گردد و آتی و در توضیح الهی باعمال التقی آورده که وقد وجدنا اجتماع خواص  
 عباد الله تعالى عند مقابر العلماء و المشائخ انما هو لاجل لفاتحة و قراءة القرآن و الدعاء  
 و الاستغاثه بار و احبهم قضاء حوائجهم الدنیه و قد جربوا ذلك مرارا کثیرا و وجدوا  
 الفوائد الباطنیة فی زیارتهم خصوصاً فی ایام العرشى هذا هیئت و اشکالها  
 فی ان یحضر و عند القبور و یقرأ و الفاتحة فی ساعة انتقل من حرفیهما و یوصون  
 بذلك ان اجتماع العوام لاجل لفاتحة و الاستمداد فی حوائجهم نیویز کانت و  
 آخرتیه آتی و در شرح بر رخ آورده که ان المیت اذا سمع کلام الزوار و یعرف  
 احوالهم کبیدان یعین المتخیر فی امره ان کان له ذلک امکان عند الله تعالى و نیز آورده  
 که دل الحدیث ان المیت یعرف زائر و یدعوه بالخیر کما فی السلام دعاء فیصح  
 الاستغاثه من آتی نیز آورده که و اما الطائفة الثانیة و هم الایسیر و الشهداء  
 الاولیاء فلا یجوز لهم الاستغاثه و لا تنکراتهم لوقوع الاخبار و الآثار اکثر  
 اکثر من ان یحصی آتی و علامه شیخ عابدی در طوابع الانوار نوشته که اجابة الله للعرو  
 الذی صلی فی صریح ولی من اولیاء الله تعالى و کشف کبریة کرامته من الله تعالى  
 یغید الصالح فاکشف الکبریة افا هو الله تعالى و الولی عند الله جاه عظیم و وجب  
 ذلک الجاه سرعته اجابة الله الدعاء من کذب الی الله و الی الجلیل باعتبار انهم  
 و نیز شیخ عابدی در رساله خود نوشته اند که و لا یقال ان الخلفانما هو فی غیر الانبیاء  
 الکرام علیهم الصلوة و السلام فاما هم فلا شک فی جراتهم لاخلق و لاجد من العلماء

في ذلك الخ والاشهاد لا يزال في كل عصر ناهيك بزوان الخلفاء والراشدين فحظ طاعن  
 على قصته العقبى سكونهم عن انكار عليه يسع لكل تفضيلة ونهمن يتروى في جوار ذلك  
 واما غيرهم من الاولياء الصالحين فبالذات في جواز الاستناد اثم من العلماء المجتهدين لا فانا  
 نقول قد ذكر ابن الجوزي في صفوة الصفوة ان كان ابراهيم الحنظلي يقول قبر معروف الكرخي  
 الترياق للمجزة ونقل عن الامام الشافعي انه قال قبره هو الكافر رضى الله عنه تروى في  
 هجرته نقل عن بعض المشائخ انه قال وجد اربعة من الاولياء يتصرفون في قبورهم  
 مثل تصرفهم في حيوتهم او اكثر من ذلك احد هم معروف الكرخي ثانيهم الشيخ  
 عبدالقادر الجيلي رضى الله تعالى عنهما وعدا ايضا اثنين من الاولياء غيرهما وقال  
 الامام حجة الاسلام محمد الغزالي من يتوسل بتبركته في حياته يتوسل ويتبرك  
 به بعدة انتهى ونيز علامه شامي در رد المحتار آورده كه واما الاولياء فانهم متفاوتون  
 في القرب من الله تعالى نفع الزائر من مجسارهم اسرارهم انتهى ودر كشف الحجاب  
 از عميد الوباب مصري آورده كه فاذا علمت حياة الكل فلا بأس ان يناد الواحد  
 منهم من قبوره كما ينادى الحي الحي ليمتد منه كما يستمد الحي من الحي كما احد من  
 العلماء ولا من الجهلاء فيكون ذلك في الاحياء وهو كالأكل من الكمل من انبياء والصحابة  
 ومن اخذ نخة بهم كذلك انتهى في شرح عمده الحق وهو في شرح فاسي مشكوه نوشته كه واما تكلو  
 باهل قبور منكر شده اند آن را بعض فقها اگر انكار از جهت آنست كه سماع و علم نسبت ایشان  
 را بر آنرا و احوال ایشان پس بطلان او ثابت شد و اگر بسبب آنست كه قدرت تصرف  
 نسبت مر ایشان را در آن موطن تمام و كنند بلكه محسوس و ممنوع اند و مشغول با آنچه عارض  
 شده است مر ایشان از محنت شدت و آنچه باز داشت از دیگران ممنوع كه اين كلييه باشد  
 خصوصاً ایشان متفقين كه دوستان خدا اند شايد كه حاصل شود مر احوال ایشان را از قدرت در برخ  
 و منزلت و قدرت بر شفاعت و دعا و طلب حاجات مر ایشان را كه متوسل شده اند ایشان  
 چنانچه در روز قيمت خواهد بود و وصيت دليل بر نفی آن تفسير كرده است بضاوى كريم  
 و التازعات غرقاً الا بصفات نفوس فاضله و حال مفارقت از بدن كه شبيه ميشود

از ایدان نشناط میکنند بسوی عالم ملکوت سیاحت میکنند بقطر قدس پس میگردد نشون  
وقوت از مدبرات ملیت شعری چه میخواهند ایشان باشند و او امداد که این فرقه منکرانند آن را  
آنچه بامی فهمیم از آن نیست که داعی محتاج فقیر الی الله و عالم میکند خدا را و طلب میکند  
حاجت خود را از جناب عزت و جلال و می و توسل میکنند بر حاجت این نزد مقرب درگاه  
عزت و می و میگوید خداوند بیکت این بنده تو که رحمت کرده ببری و اکر ام کرده او را بلطف  
و کرمی که بومی داری بر آورده گردان حاجت مرا که معطی کریمی یا ندا میکنند این بنده  
مکرم مقرب را که امی بنده خدا و ولی و می شفاعت کن مرا و تجواه از خدا که بدید مطلوب و  
مسئول مرا و قضا کند حاجت مرا پس معطی مسئول و ممول بروردگار است تعالی و تقدس نیست  
این بنده در بیان مگر رسید و نیست قادر و فاعل و منصرف در و نحو مگر حق سبحانه و اولیا خدا  
و مالک اند در فعل الهی قدرت و سطوت و می نیست ایشان را فعل و قدرت و تصرف  
نه اکنون که در قبور اند در آن هنگام که زنده بودند در دنیا اگر این معنی که در امداد و استمداد  
و کر و بیکم موجب شرک توجه با سوامی حق باشد چنانچه منکر زعم میکنند پس باید که منع کرده  
شود و توسل و طلب عاز صالحان و دوستان خدا در حالت حیات نیز و این مضموع نیست بلکه  
مستحب و مستحسن است با اتفاق و شلح است در دین مگر میگویند که ایشان بعد از موت معزول  
شدند و بیرون آورده شدند از آن حالت و کرامت که بود ایشان در حالت حیات چیست  
دلیل بر آن و با گویند که مشغول و ممنوع شدند با آنچه عارض شده از آفات بعد از رحلت پس  
این کلی نیست بر دوام و استمرار آن تا روز قیامت نهایت آنکه این کلی نیست فائده استمداد  
عام باشد بلکه ممکن است که بعضی منجذب باشند بعالم قدس و مشتهک باشند در راه و مشغول چنانچه  
ایشان را شکوی و توهی بعالم دنیا نمانده باشد و تصرف و تدبیری روی چنانکه درین عالم  
نیز از تفاوت حال مجذوبان و متمکنان ظاهر میگردد و انتهی و ایضا قال باید دانست که خلاف  
در غیر انبیا است صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین که ایشان اجیانند بحیات حقیقی دنیاوی  
با اتفاق و اولیا بحیات اخروی معنوی انتهی و ایضا قال اما استمداد با اهل قبور غیر بنده  
صلوات الله علیهم یا غیر انبیا علیهم السلام منکرند اند آن را بسیاری از فقها و میگویند

نیست زیارت مگر برای دعا موائے و استغفار برای ایشان رسانیدن نفع بایشان  
 بدعا و استغفار و تلاوت قرآن اثبات کرده اند آن را مشایخ صوفیہ قدس اللہ سرہم و  
 بعضے فقہار رحمۃ اللہ علیہم و این امری متحقق و مقررت نزد اہل کشف و کمال از ایشان  
 آنکہ بسیاری را فیوض و فتوح از ارواح رسید و این طائفہ را اصطلاح ایشان ابو شیخ است  
 امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ گفته است کہ قبر امام موسی کاظم تریاق مجرب است علاج و حجت  
 الاسلام امام محمد غزالی گفته ہر کہ آئندہ کردہ شود بوی در حیوۃ آئندہ کردہ شود بوی بعد وفات  
 و یکی از مشایخ عظام گفته است دیدم چہا کس از مشایخ کہ تصرف میکنند در قبور خود مانند  
 تصرفهای ایشان در حیات خود یا بیشتر از آن شیخ معروف کرخی شیخ عبدالقادر جیلی و دو  
 کس دیگر را از اولیا شمرده و مقصود حضرت آنچہ خود دیدہ یافتہ است گفتہ و سید احمد  
 بن زروق کہ از اعظم فقہار و علماء و مشایخ دیار مغرب است گفتہ کہ روزی شیخ ابو العباس حضرت  
 از من پرسیدہ کہ امداد حق اقوی است یا امداد میت من گفتم قومی میگویند کہ امداد حق قویتر است  
 و من میگویم کہ امداد میت قویتر است پس شیخ گفت نعم کہومی در بساط حق است و در  
 حضرت اوست و نقل درین معنی ازین طائفہ بیشتر از آن است کہ حضور و حصار کردہ شود و یافتہ  
 نمیشود در کتاب سنت و اقوال سلف صالح کہ منافی و مخالف این باشد در و کند این را و  
 بہ تحقیق ثابت شدہ است آیات احادیث کہ روح باقیست و او را علم و شعور بر از آن احوال  
 ایشان ثابت است روح کا ملان را قریبے مکانی در جناب حق ثابت است چنانکہ در حیات  
 بود یا بیشتر از آن اولیا اگر امانات و تصرف در احوال حاصل است آن نیست مراد از ایشان را  
 وارواح باقی اند و تصرف حقیقی نیست مگر خدا بیجان غرضانہ و ہمہ قدرت اوست و ایشان فانی  
 اند در جلال حق در حیات و بعد از ماتہ پس اگر دادہ شود مراد می را چیزی بوساطت یکے  
 از دوستان مکانتی کہ نزد خدا وارد و در نہ باشد چنانکہ در حالت حیات بود قوت فعل و تصرف  
 در ہر و حالت مگر حق را جل جلالہ و عم نوالہ و نیست چیز یکہ فرق کند میان ہر و حالت  
 و یافتہ شدہ است دلیل بر آن در شرح آتہی و ایضا قال فی جذب القلوب الی یار  
 المحبوب ابانہ کہ توسل در عالم برزخ و متوطن فیہ در اختصاص او حضرت قدسی

سمات انبیاء و رسل صلوات اللہ علیہم اجمعین نزد دوست و ظاہر چو از دوست در غیر ایشان از اولیای  
 اللہ و صلی اللہ علیہم اجمعین از جهت عموم چو از توسل در حالت حیات یا خصیمہ بقار و روح میت  
 و تنکو و ادراک و قرب منزلت او عند اللہ کہ با بیان عمل صالح و شرف انہل ع سید  
 رسل اللہ علیہم اجمعین حاصل شدہ با آنکہ حقیقت معنی توسل و تمنا و سوال دعاست از جناب  
 صمدیت بوساطت مجتبیٰ و زمیکہ باین بندہ خاص فارو با طلب التماس از روحانیت این بندہ  
 حق تعالی دعا را از حضرت عزت بوسیدہ قربتی و کرامتی کہ مراد است در آن در گاہ ورود نفس  
 صریح و رومی حاجت نیست از جهت وجود بقائی ذات منو سل بخلاف موطن اول بندہ  
 عدم ورود نفس بر منح آن کافیت نعم گردیل قاطع برتخصیل آن بجنون انبیاء صوات  
 اللہ و سلامہ علیہم باید منح آن درست آید و الظاہر عدم دلیل المنذکور لکن گویند کہ موت بمرکز  
 و حصول قرب الہی در غیر شخص معصوم بتخصیص نسبت گویم بقار آن در آنہا یکیکہ  
 بیشتر اندازا شخصیت صلی اللہ علیہم اجمعین خصوصاً مقطوع بہ است فبجوز التوسل ہم ولا قاتل  
 با تفصل با آنکہ ورود آثار و نقل اخبار از مشائخ کبار کلاب کشف و مخرمان اسرار عالم مثال  
 اند طلسم مادہ این نسبت است نعم بعضی از فقہار ادبین مسئلہ خلاف گویند است و لکن  
 الحق الحق ان تبعیج و اللہ اعلم انتہی و ایضا قال فی تکمیل الایمان شرح العقائد  
 النسفیة و در تمنانت و اشہاد از قبیل ایشان بعضی فقہار اخنست لیشان گویند کہ زیارت  
 قبور در غیر انبیاء علیہم السلام از برای عبرت و اعتبار تذکر موت بود یا از برای البیضال نعم  
 استغفار برای موتی باشد چنانچہ از فعل آنحضرت صلی اللہ علیہم اجمعین در زیارت تقبیح بصحت رسیدہ  
 و مثل شخص صوفیہ قدس اللہ اسرار ہم گویند کہ تصرف بعضی اولیاء و علم بربخ و اکمل باقی است  
 و توسل و تمنا و باروا ح معقوس ایشان ثابت مؤثر و امام حنیفہ الاسلام محمد عزالی گوید بہر کہ در  
 حیات وی بوی توسل تیرک جویند بعد از موتش نیز توان خیرت این سخن موافق لیل است  
 چہ بقائی روح بعد از موت بدلت احادیث اجماع علما ثابت شدہ است و تصرف در حیات  
 و بعد از حیات روح است نہ بدن و تصرف حق سبحانہ و تعالی است و لا یت عبادت از  
 فمافی اللہ است و بقا بدوست و این نسبت بعد از موت اتم و لکن است نزد لرباب کشف

و تحقیق مقابلہ رواج زائر بار و اح مزور موجب انعکاش اشعه لمعات انوار اسرار شود  
 و در رنگ مقابلہ مرات بمرات اولیاء ابدان مکتوب مثالیہ نیز بود کہ بدان ظہور نمایانہ امداد  
 و ارشاد طالبان را کنند و منکران را دلیل بران برانکار آن نیست انتہی و ایضا  
 قال فی المآثر شرح المشکوٰۃ فی آخر کتاب الجہاد و انما اظہرنا الکلام فی هذا  
 الکلام فی هذا المقام عمالکف المتکرین فانہ قد شد فی زماننا شرمہ  
 نیکرون الاستمداد من الاولیاء الذین نقلوا من هذه الدار الفانیة الی الدار العاقبة  
 الذین ہم احياء عند ربهم و لکنہم لا یشعرون انتہی و نیز مولانا شاہ عبدالعزیز  
 در تفسیر عزیزی سورہ الشقت در تحت این آیت و القم اذا انشق فرمویہ اندک بعض  
 از خواص اولیاء اللہ را کہ آله چارہ تکمیل ارشاد نبوی نوع خود گردانیدند درین حالت  
 یعنی در حالت عالم برنج ہم و ہم در دنیا نصف داده اند و متغراق انہا بہت کمال و  
 تدارک انہما مانع توجہ باین سمت نمیکرد و او ایسان تحصیل کمالات باطنی از انہما می نمایند  
 و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از انہما می طلبند و بسیار زبان حال انہا  
 در آنوقت ہم مترجم باین مقالات استع من ایم بجان گروائی بہ تن انتہی نیز تفسیر  
 عزیزی در چارہ دیگر فرمویہ کہ در دفن کردن چون اجزا بدن تمامہ در یکجا بیجا علاقہ روح  
 بایدن از راہ نظر و عنایت بحال میانہ و لوجہ روح ہر ابرین تا سنین مستفیدین بہت  
 میشود و کہ سبب تقسیم مکان بدن گویا مکان روح ہم متعین است آثار این عالم از صدقات  
 و فائزہای تلاوت قرآن مجید چون در آن تفعہ کہ مدفن است واقع شود بہرولت نافع  
 میشود پس سوختن گویا روح را بے مکان کردن است در دفن کردن مسکنے برای روح  
 ساختن بہا برین است کہ از اولیاء مدفونین و دیگر صلحا و مہین با شفاعت استفادہ جاری است  
 و انہا را فادہ و اعانت نیز متصویر بخلاف مردمانی سوختہ کہ این چیز باصلانیت بانہا  
 در این سبب نہا نیز واقع نیست انتہی شاہ فی اللہ در تفسیر التذالہ لغہ آوردہ کہ  
 مات انقطعت العلائق و رجع الی مزاجہ فیلتحق بالملئکہ و صامنہم الہم  
 کالطامہم و یسعی فیما یسعون و ربما اشتغلہوا کربا علاء کلمۃ اللہ و نصر حزب

الله و ربما كان لهم لمة خيرا بن آدم وربما اشترى بعضهم الى طوة جدا اشتياقا  
 شديدا فاشيا من اصل حيلة فقهر ذلك بابا من المثال و اختلطت به قوة  
 من بالنسبة الهوائية و صار كالجسد النوراني وربما اشتاق بعضهم الى مطعوم  
 و نهي فاسد فيما اشترى قضاء لشوقها انتهى و نيزوران كتابا و رده كه و اذا مات  
 الانسان كان للنسمة نشأة اخرى فينشي فيضالهم الا لهي فيها قوة فيما بقى من الجسد  
 المشترك تكفي كفاية السمع و البصر و الكلام بدم من عالم مثال و يميز مولوي محمد  
 مولی خلف الصدق مولانا رفيع الدين في رساله حجة العمل و رده كه حضرت جناب خلاصه  
 العلماء كحجة الله في الارض حضرت شاه عبد العزيز قدس سره الغرير في رساله نجر دور باب الشرك  
 بدون استعانت از غير خدا نوشته اند اعلم ان الاستغاثة بخير الله و الدعاء منه  
 على جهدين احدهما ان يكون على وجه الاستقلال في التأثير و الايجاد و لا شبهة انه  
 شرك و ثانيهما ان يكون على وجه الاعانة و الارشاد بوجوه التدرج الشفاعة و اوله في  
 الشر و لا شبهة ان ليس بشرك اذ و در في الاحاديث با عباد الله اعينوا و يا محمد  
 اني اتوجربك الى ابي و و در في عند الحنثا اعانة الماهو و كذا القاء و النردق  
 من عند غير الله على وجه الواساة و المراعاة ليس من الشرك في شئ و انما هو  
 بسبب عادي مشهور و الممالن اعتقاد التأثير القدسي لا يوجب لشرك بخلاف  
 ان التأثير الخلفي و الفرق بينهما في الحرب ظاهر يقال ان في الامير فلا و ينادا عطاء  
 المالا و فرض الرات كذا يقال اشفي الطبيب المريض انتهى مسئلة سماع مولوي  
 بهر چند از مسائل سابقه هر عاقل و اوح طرح كرد و بگويا و بيا الله بلكه عامه لموات راجيات و علم  
 و زفير متحقق است مگر چونكه طائفه حادثه و فرقه جديده نشاذه عاری از علم و فهم و فاعله از  
 فهم و ادراك اند خواه اجواه بغير از فهم سلك و در يافت حقيقت او حكم بالنظر و رجم بالغيب  
 ميكنند و اين ايشان را هم امتيازانيت كه در سبب اهل سنت جماعت از غير او  
 جدا سازد پس بهر قوليكه مخالفت عمل ظاهري اهل اسلام با پند ان رانته و كنند و همسليم  
 از مخالفت دين بگراه جنبند و شرك مينامند لهذا استقلال اثبات تامين تدعي هم ضرر است

در جواب سوال



قدرت و بلوی در جذب انقلوب الی و بار المحبوب نوشته که بدانکه تمام اهل سنت جماعت  
 اعتقاد دارند ثبوت اورا کات مثل علم و سمع مسائر امور از آحاد بشر خصوصاً انبیاء  
 علیهم السلام و قطع میکنند بوجیات مرئوسیت را در قیام چنانچه در احادیث و روایات  
 است و وارون شده که بعد از عوجیات و رقیب بار و بیگموت عود میکنند بلکه نعیم قبر و عذاب  
 آن را تا قیام قیامت ادراک میکنند شک نیست که ادراک شرط حیات است لیکن کفایت  
 میکند حیات جزوی از اجزای او ثبوت آن نوع حیات که متکرم بقایفیه قیام چنانچه  
 در دنیا بود و نباشد انهمی و نیز از شفا السقام یکی نقل نموده که عود روح بجد ثابت است  
 من جمیع اموات را هر چند که شهید نباشند و سخن در استقرار و استمرار روح در بدن بکیشتی بوسه  
 زنده گردد و چنانکه در دنیا بود یا خود بی روح زنده باشد آن در قدرت و مشیت اوست  
 چنانچه در زیر آن ملازم است حیات مرئوسیت را پیش اهل سنت جماعت مرئی و معنوی عقاید عقلی  
 آنچه بر آن میکنند پس اگر قیام دلیل سی برمی نصیحت رسد واجب گردد اعتقاد بدان انتهی نیز آورده  
 که در قدوه المحققین کمال الدین بن ابی امام رحمه الله علیه مسأله میفرماید که بعد از اتفاق اهل حق  
 بر عادت روح مرد و کرده اند و ملازم روح حیات را منع نموده اند غیر آنکه جریان عادت الهی  
 بر آن وقوع یافته که بقای حیات بر روح باشد الا در اصل امکان حیات قدرت پروردگار  
 غنشان بر ایامی احیاء و فی قیام ارواح با آنها خلایق نیست پس بعضی علما خفیه قائل شده اند  
 بوضع روح در جسد و بعضی بانصال روح بتراب و تالم روح و تراب معاً انتهی قال العلامة  
 علی القاری المکی فی شرح فقه الاکبر بعد امام ابو حنیفه النعمان رضی الله تعالی عنه علم ان  
 الروح لها بالبدن خمسة انواع من التعلق مغایرة الاحکام الاولی تعلقها بطن الاقم  
 جنباً و الثاني تعلقها بعد خروجها الی وجه الارض الثالث تعلقها بحالة النوفها  
 بتعلق من جهة مفارقة من جهة الرابع تعلقها بغير البرزخ فاها فان فارقته و تجردت  
 عندها لم تفارقه فراقاً کلیتاً بحيث لا یبقی لها الیه نقیذ الیته فانها واردة علیه  
 وقت سلام المسلم علیه و در ان بی مع خفق نعالهم حین یولون و هذ کرد خاص  
 که یوجب حیاة البقیل یوم القیمة بکله و الخامس تعلقها بربوبت الاجزاء و هو

اکمل انواع تعلقہا بلذلا یقبل لبد معترتا ولا نومًا ولا شیئًا من الفساد انتھی  
 وَاخْرَجَ الْبُخَارِيُّ سَلْمَ بْنَ أَنَسٍ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَّ عَلَى قَتْلِ بَدْرٍ فَقَالَ  
 يَا فُلَانُ يَا فُلَانُ يَا فُلَانُ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ بِكُمْ خَفَافًا مِثْلَ مَا وَعَدَ رَبِّي حَقًّا  
 فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ كَيْفَ تَكَلَّمُ جَاءَ إِلَّا أَرَاهُ فِيهَا فَقَالَ مَا  
 أَنْتُمْ بِأَسْمَعُ لِمَا قَوْلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَتَطَيَّبُونَ بِرِيحٍ وَاشْتِئَاءٍ وَأَيْضًا أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ  
 وَغَيْرُهُمَا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعْتَ الْجَنَائِدَ  
 وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى عَتَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدْ مَوَّعَتْ وَأَنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ  
 قَالَتْ يُؤِيلُهَا بَيْنَ تَذَهُبُ لِيَسْمَعَ تَهَاكُلُ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ إِذَا سَمِعَ لَصْفَقًا وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ  
 وَحُسْرَةَ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ أَبِي عِيَّاسٍ قَالَ ضَرَبَ بَعْضُ اصْحَابِنَا بِنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِمَازَهُ  
 عَلَى الْقَبْرِ وَهُوَ لَا يَحْسَبُ قَبْرًا فَإِذَا فِيلَ نِسَانٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْمَلِكِ حَتَّى خَتَمَهَا فَاتَى النَّبِيَّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ هِيَ لِمَا نَعَرْتُمْ هِيَ الْمَنْجِيحَةُ تَجْزِيهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ أَنْتَ هِيَ وَبِئْسَ  
 أَخْرَجَ نُمُوهُ أَصْحَابُكُمْ وَبِئْسَ وَهَذَا فِي كِتَابِ الزُّبَيْرِ وَطَبْرَانِي وَرَأْسُ وَابْنِ أَبِي شَيْبَةَ ابْنِ جَرِيرٍ ابْنِ  
 جَبْرِ ابْنِ مَرْوِيٍّ مَرْفُوعًا كَمَا وَالتَّكْبِيدُ أَنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وَضَعَ فِي قَبْرِهِ أَنْ لِيَسْمَعَ تَحْفِقُ  
 نَعْلَهُمْ حَتَّى يُولُونَ عَنْهُ الْحَشَا وَبِئْسَ أَخْرَجَ نُمُوهُ تَزْمِيٍّ ابْنِ بَلَّاجٍ ابْنِ عَدُوٍّ ابْنِ بَيْهَقِيِّ وَ  
 الْعُقَيْلِيُّ وَالْحَطِيبِيُّ وَغَيْرُهُمْ مَرْفُوعًا أَنَّهُمْ تَيَلَّادُونَ فِي أَكْفَانِهِمْ فَوَيْزُ أَخْرَجَ نُمُوهُ هَسْتِ ابْنِ  
 الدُّنْيَا عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا مِمَّنْ رَجُلٌ يَزُورُ قَبْرَ أَخِيهِ وَيَجْلِسُ عَلَيْهِ لَا اسْتَأْذِنَ  
 وَشَرَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبِئْسَ عَبْدُ الرَّسُولِ كَارِ وَبِئْسَ أَخْرَجَ نُمُوهُ زَابِئِ بْنِ عِيَّاسٍ مَرْفُوعًا وَبِئْسَ عَبْدُ  
 الْحَقِّ نُمُوهُ كَمَا مِنْ ابْنِ أَحَدٍ يَرِيقُ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ كَانَ يَعْرِفُ فِي الدُّنْيَا فَيَسْلَمُ عَلَيْهِ  
 الْأَعْرَفُ وَشَرَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَوَرِثَ ابْنُ أَبِي الْمَدِينِ وَكَتَابُ الْفَيْوُوسِ وَصَابُونِي وَرَأْسُ ابْنِ طَرِيقِ  
 ابْنِ هَرِيرٍ مَرْفُوعًا أَوْرَدَهُ كَمَا مِنْ عَبْدِ مَرْعَى قَبْرِ رَجُلٍ يَعْرِفُ فِي الدُّنْيَا فَيَسْلَمُ عَلَيْهِ  
 الْأَعْرَفُ وَشَرَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَلَامَةُ عَلَى الْقَارِيٍّ مَرْفُوعًا مَشْكُوتَةً أَوْرَدَهُ كَمَا قَالَ الْمَيْبُوتِيُّ  
 وَأَخْرَجَ الْعُقَيْلِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ يَارَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 عَلَى الْمَوْتِيِّ فَمِنْ كَلَامٍ أَنْكَلَهُ إِذَا مَرَّ بِرَجُلٍ عَلَيْهِمْ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ

من المسلمين المؤمنين انتم لنا سلف فمن لكم تبعاً وانا ان شاء الله بكم لا حقون  
 قال بوزن يارسوا الله ايمعون قال ايمعون لكن لا يستطيعون يجيبوا انتهى  
 قال العلامة القاري المكي قوله لا يستطيعون يجيبوا اي جوابا يمهله لحي والآ  
 فهم يرون حيث لا تسمع لما اخرج ابن عبد البر في الاستذكار التمهيد عن ابن  
 عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من احد من قبلي الا خيه المؤمن كان  
 يعرفني الدنيا فيسلم عليه لا عرفه وروى عليه السلام صحح عبيد الحقي واخرج ابن ابي  
 الدنيا والبيهقي في الشعب عن ابي هريرة قال ذم الرجل بقبر يعرفه فلم عليه في عليه  
 السلام وعرفه واذا امر بقبر لا يعرفه فلم عليه في عليه السلام اي لم يعرفه حتى يخرج نموه  
 است ابن ابي ثبيبة ابي هريرة قال لا يقبض المؤمن حتى يركب البئر فاذا قبض ناد اقلبي في  
 الدرد ايتصفية ولا كبيرة الا وهي تسمع صوا الا الثقيلين من الجن تعجلوا الي  
 ارحم الراحمين فاذا وضع على سرير قال ابا بطا مات مشون الحشد واخرج ابن ابي الدنيا  
 ابي الليث قال الروح بيد ملك يمشي برمم الجنازة فيقول له اسمك والناس عليك انتهى و  
 اخرج ايضا عن عمر بن دينار وبن عبد الله سيفان حذيفة ومجاهد قالوا اذا  
 مات الميت فيما من ثني الا وهو يراه عند غسله حمله حتى يوصله الى قبوره انتهى واخرج  
 احمد مسنده الطبراني في الاوسط و ابن ابي الدنيا وغيرهم عن ابي سعيد الخدري  
 قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الميت يعرف غسلة من يحملة يكفنه ومن  
 يدنيه في حضرته انتهى في الطحاوية على مرقي الفلاح اخرج ابن ابي الدنيا والبيهقي في  
 الشعب عن محمد بن اسع قال ابغثي ان الموتى يعلمون بزوارهم يوم الجمعة ويوما قبله  
 يوما بعده وقال ابن القيم الاحاديث ولا تارتد على ان الزاير متى جاء علم به المرار  
 وسمع سلام من ابنه وشر عليه هذا عانى حق الشهداء وغيرهم وان لا توقيت في  
 ذلك قال اجم من اثر الضحاك الدال على لتوقيت انتهى ونيز ابن ابي الدنيا زار في اخرج  
 نموه كمال خلف سيع بن حراشان لا يقتراسانه ضاحكا حتى يعلم من مصيرهما ضحك  
 بعدته والى سيع بن حراشان لا يضحك حتى يعلم في الجنة هو ام في النار قال فلقد اخبرني عاقل

ان لم يزل متبهما على سريرة ونحن نفسه واخرج ايضا عن مغارة بزخلف ان رامونه  
 ماتت ففصلوها وكفوها ثم انما تحركت فنظرت اليهم فقالت ابشر واغاني وجدت  
 الامر ليس مما كنتم تخونون به الحديد واخرج ايضا عن حلف بن جوشب قال مات  
 رجل بالمدائن وسبغى وحرك الثوب فكشف عنه وقال قوم مخضت لحاهم في  
 هذا المسجد يلعنون ابا بكر وعمر يتبرون منهما الذين جاؤ في يقبضون رضى  
 يلعنونهم ويتبرون منهم انتهى واخرج ايضا عن عطاء الخراساني قال انتفضت جل منبى  
 اسرائيل ربيع سنة فلما حضرتة الوفاة قال انى رضى نى هالك مرضى افاز هلك  
 فاجسوتى عندكم اربعة ايام وخمسة ايام فان ايتهم منى ثيافلينا دى جل منكم  
 فلما قضى جعل في تابوت فلما مضى ثلثة ايام ذاهم برمجة فنادى جل منى  
 فلان ما هذه الرية فقال قد لبت القضاء فيكم اربعين سنة فماتت شى الا  
 رجلا ن اتيانى فكان لى فى حدما هوى فكنت اسمع منى بادى فى التى تلبه اكثر  
 ما اسمع بالاخري فمات الرية منها علامة على الفارمى رفات شرح مشكوه تحت حديث  
 ان الله حرم على الارض جساد الانبياء اوروه كه فان سائر الاموات سيمعوز السلام  
 والكلام ويعرض عليهم اعمالهم فى بعض الايام فعم الانبياء يكون جوتهم على دنيا  
 الكمال ويحصل لبعضهم من الشهداء والاولياء والعلماء الحظ الارض لحفظ  
 ابدانهم الطاهرة بل بالتلذذ بالصلوة والقراءة ونحوها فى صوهم الظاهرة الى قيام  
 الساعة الاخرة وهذه المسائل منها ذكر البيوطى فى كتابه شرح الصدر فى احوال  
 الموتى والقبور بالاخبار الصحيحة والاثار الصرىة قال ابن حجر اما افادته من جبق  
 الانبياء جبق تقيدون ويصون فى قبورهم مع استغنائهم من الطعام والشراب  
 كالملائكة امر لا مرتين قد صنف ليدققى فى ذلك انتهى قال تحت تحت اكثر وا  
 الصلوة على يوم الجمعة فانه مشهور بشهد الملائكة ان الله حرم على الارض ان ياكل  
 اجساد الانبياء اى جميع اجرامهم فلا فرق لهم فى الحالين لذا قيل ولىاء الله يموتون  
 ولكن يتقون من اراى اى فيها اشارة الى ان العرف على مجموع الرية والجسد منهم

بجلا فغيرهم ومن في معنهم من الشهداء والاولياء فان عرض الامو ومعرفة  
الاشياء انما هو لا وراحم مع بعض جادهم انتهى ونيزور آخر شرح حديث علي بن  
الميت تحضرة الملكة فاذا كان الرجل صالحا اتخذ آوره كنجلا فمهم المؤمن فانها  
تسير في ملكوت السماء والارض تسرح في الجنة حيث شاءت وتاويل الى قناديل تحت  
العرش لها تعلق بجدارها ايضا تعلقا كليا بحيث يقرأ القرآن في قبره ويصلي ويأكل يومه  
العرش ينظر الى منازلها في الجنة بمقامه ومرتبتها فاصرا الروح وحوال  
البرزخ والآخره كلها على خوارق العادات فلا يشك شي منها على المؤمن بالايانته  
وورويل حديث عمرة بنت عبد الرحمن انها قالت لعائشة وذكرها ان عبد الله ابن عمر  
يقول ان الميت ليغذب بكاء الحى عليه التحذ آوره كوعندك والله اعلم ان يكون  
المراد بالعذاب هو الام الذي يحصل للبيت اذا سمعتم يكون او بلغ ذلك ان يحصل  
له تالمبتك والله اعلم قد وبيان امراة من اهل الحراقات طولد فوجدت  
عليه جدا شديدا ثم رحلت في بعض مقاصدها الى المغرب فحضروا العبد عادتها  
في بلدان تخرج كل يوم عبدا الى المقابر تنكي على ولدها فلما لم تكن في بلدانها خرجت  
الى مقابر تلك البلد ففعلت كما كانت تفعل في مقابر بلدانها واكثر البكاء والويل  
ثم قامت فرأت اهل المقبرة قد جاها جوايشل بعضهم بعضا هل هذه المرأة عندنا ولد  
فقالوا كيف جاءت عندنا توذينا بيكاتها ثم ذهبوا وضربوها ضرا ووجعا فلما  
استيقظت جد المثلث الضربة واثره على جسده فلاشات ان والاموات من الموزيا  
وتفرح من اللذات في البرزخ كما كانت في الدنيا وقد ردان الموتى يعطون احوال الاجاء  
وما نزلهم من شد ومرخاء ودرانهم يفتخرون بالزيارات بالمون بانقطاعها في  
لمكان البكاء والويل في حال الحيوة ينادى به كراحم تنقبض كان كذلك بعد الموت  
وآية بعضي فتوحى كالمعامر بن زمان آيت سورة نمل سورة روم انك لا تسمع الموتى  
ولا تسمع الصم الدعاء اذا اولمدا برين آيت سورة قاطران الله يسمع من يشاء وما  
انت بسمع من القبور ان انت لا تدين مى چيند ودى خود يد و طريق الذين فيها اشراى مكنيد

طریق اول نیست که میگویند مراد از موتی یومن فی القبور آیات مذکور است و تحقیق آن  
 و سماع از ایشان مطلقاً منفی نیست و این مراد گرفتن از آیات نامجا نیز فرود و چند وجه جاول  
 آنکه مراد از میت درین آیات نه میت حقیقی است و نه عرفی بلکه فرست که متصف بشو قبله  
 است کما یدل علی قوله تعالی ان تسمع الامن یؤمن بایتنا من الایتین الاولیتین من  
 السوتین وقوله تعالی انت الاندیز من الایة الاخیره یعنی اول بیان شنوای مسکنی کفای  
 لکه ایشان هیچ وجه ایمان نمی آرند که دل ایشان مرده اند حتم الله علی قلوبهم و علی سمعهم  
 و علی بصارهم عشاوة صم بکم عی فهم لا یرجعون اولئک کالانعام بل هم ضالون  
 لا تسمع الصم الدعاء و مثل لذین کفروا کمثل الذین یعقوبکما لا یسمع الا دعاء و نداء صم بکم  
 عی فهم یرجعون لهذا ایشان را غرور و اهل ایمان را زنده فرموده و در قول خود جل شانه او من کان  
 میتافا جیناه و جطناله نون امیشی به فی الناس کمن مشرفی لظلمت لیسخرج منها  
 چه درین آیات ایشان را خداوند تعالی بمیت حیوانات و جمادات و علوم الحواس و ادراکات  
 بطریق تشبیه و تعاریف نامزد کرده نه که ایشان اعمی و صم و اعمی که بحسنه تحقیقی اند و این مراد بر  
 اوست علی شمس پوشیده نیست پس درین آیاتها نفی سماع موتی قلوب که شهبین موتی تحقیقی اند  
 در دست میچنانکه ایشان زعم کرده اند پس این آیاتها نظائر قوله تعالی انک لا تسمع من  
 اجبت لکن الله یهدکم من یشاء و غیر ذلک اند پس چنانچه در تمام قرآن مجید از لایبصرین و لایسمعون  
 و صم بکم و عی و امثال ذلک معانی حقیقه آنها گرفته شود و همچنین درین آیاتهاست و وجه ثانی  
 برای مرود بودن مرادشان نیست که اگر مراد از میت من فی القبور بالفرض التسلیم معنی عرفی  
 آن میگیریم تا هم درین آیاتها نفی سماع موتی هرگز مذکور نیست بلکه درین آیاتها نفی سماع موتی  
 است که خدا تعالی نبی صلی الله علیه و سلم را فرموده که انک لا تسمع الموتی و ایشان را  
 شنویدین نمیتوانی نه که ایشان نمیشنوند نظیر قوله تعالی و ما رمیت اذ رمیت و لکن  
 الله رمی قوله تعالی انک لا تسمع لکن الله یهدکم من یشاء قوله تعالی  
 و انتم تزرعونهم نحن الزارعون هذا قال الله تعالی ان الله یسمع من یشاء و ما انت  
 یسمع من فی القبور و وجه ثالث برای مرود بودن مرادشان نیست که اگر این هم تسلیم

بعضی  
 میگویند

A

کنیم که مقصود از این آیات نفی سماع اموات است لکن نفی سماع بسبب عدم تحقق اثر آورده شد چنانچه  
 حکم بعد از شی با اعتبار عدم تحقق اثر آورده میشود پس اثر و نفی سماع هرگز لازم نمیکرد و چنانچه در قوله  
 تعالی و ما رعبت اذ رمیت یا آنکه رمی سنگریزه از بنی صلی الله علیه و سلم صادر شده بود لکن چون  
 اثر بر رمی بنی صلی الله علیه و سلم نبود بلکه بقدرت ایزدی از نجات نفی رمی از بنی صلی الله علیه و سلم کرده  
 شد و همچنین اینجا که سماع بر ابلاغ نبی مترتب نبود بلکه بر هدایت ربانی بود ازین بسبب نفی  
 سماع از بنی صلی الله علیه و سلم کرده شد نکره از بنی صلی الله علیه و سلم اگر کسی بگوش سر هم نمیشود و  
 طریق ثانی برای اختراع مراد خود ازین آیات این بیان میکنند که اگر تا تسلیم میکنیم این آیات  
 محمول در حق کفار است تا هم چون نکره ایشان را درین آیات تا تشبیه بموت داده شد از تشبیه دن هویدا  
 گردید عدم سماع اموات زیرا که وجه تشبیه که عدم سماع در تشبیه با تمام تشبیه طلوت است نه بله مطلوب جواب  
 ازین آنکه این از دل بدیهی البطلان زیرا که وجه تشبیه استیجاب عدم اجابت نبی است و باریب عدم  
 اجابت نبی در میت حقیقی آنست از میت قلبی کمالا یعنی لکنه غیر کلفت و هب من الاز تکلیف  
 الی دار البخر پس ازین نفی خاص نفی مطلق سماع ثابت نمیکرد و الله اعلم و آنچه بعضی کوتاه اندیش عبارت  
 عن انس پیش میکنند ای ایا اهل القبور فی سماع فی سماع و  
 و یخاطب و یتکلم و یقول یا اهل القبور هل من خیر عندکم انی ایتکم و نادیتکم من  
 شهو و لیس الی منکم الا الدعاء فهل در یتیم ام غفلم قمع ابو حنیفه یقول یخاطب بهم  
 فقال اهل جابوا لک فقال سحقالک و تربت بک کیف تکلم جسادا کانت طیغ و جوابا  
 و لا یملکون شیئا و لایمعو صواتا و قرا و ما انت بمسمع من القبور انتهى این روایت  
 از امام میچکس از شاگردان او روایت نکرده اند در کتب معتزله حنفیه کسی این را آورده نه مذہب امام  
 و صاحب امام این بود اگر امام این عقیده پیدا نشد تا لاجرم صاحب او و مشایخ مذہب این را  
 محل گفتگو و مسئله عامه آورد و ساخته در سختی واجب حاجی رضی از امام واقعی تصریح می  
 آوردند و آنچه در بابت بعین بعد حست من تکلم بیت و جرمی آرند که لان المیت لیس له سماع  
 مراد از آن سماع عرفی است که در دنیا بود بکیفیت دنیاوی و بنی ایمان بر عرف است و بیشک  
 میت را جوهر دنیاوی ظاهری مع جمیع ارواح و المحدث جانی و سماع نیست این حیاتی

حقیقی است که روح با بدون جسم جسم با بدون روح پیداشد یا جسم البسبب علو جزیه روح و پیداشد  
 و این اهل عرف حیاتی نمیدانند لهذا مال او نفسم کرده میشود و فرودجا و نکاح کرده میشود  
 پس آنکه مثبت حیاتی است مثبت حیاتی حقیقی است و آنکه منکر است حیاتی عرفی او را  
 و انجیا اهل بلاوت منعکس فهمید نزاع پیدا میکنند و اگر نسیم کرده هم شود که این مقول الامت  
 رضی الله عنه تا هم از و نکاح بر کل عطلق متحقق نیست چنانکه در مقوله سخنها می جا کرده که  
 هل من خیر عندکم انی ایتکم و نادیتکم من شهو و این غفقا و ایشان را ندانید و کثیر نفع  
 بدست ایشان است ایشان را وسیله بدرگاه صاحب خیر نفع نمیکرد بلکه بالذات نافع و معطلی سوال  
 ایشان را می انگاشت کما هو لظواهر من مقول ازین محرام او را گفت که این را عا تو بدگاه ایشان منجی  
 و سموع نمیکرد که لایکون شینا و لایستطیعون جوابا بقضه بهر حاجت و نیز قول او  
 که و لیس سوالی منکم الا الدعاء فهدی دیتیم ام غفلتم صحبت زینک مسائل خیرت ایشان  
 قاضی الحاجات و ائستاز ایشان سوال میکرد و لهذا نام بر و آشکار فرموده معاص که در عرف معنی اجابت  
 و قضا حاجت است از مخاطبان او مسلوب کرده کما لا یخفی علی من را و شعور و خاتمه الکتاب  
 در بیان صلح صوفیه خصوصا عسادات چشمتیه که در عمده ترین اوقات مثل ایام اعراس  
 مشایخ کبری و غیره که اجتماع غنا میفرمایند بشرط شرعی مجوزه جائز است با حدیث  
 صحیح روایات فقیهیه اقوال و افعال صوفیه صافی اما احادیث پس بخدی و این ماجبه  
 روایت کرده اند عن ربیع بنت مسعود بن غفراء رضی الله تعالی عنها قال جاء النبی صلی الله  
 علیه وسلم فدخل فجلس علی فراشی بکلساک منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالذونیدین  
 من قتل من ابائی یوم بد اذ قالت احدهن ع وینا بنی یعلم صافی عندی فقال دعی  
 هذا قولی ما کنت تقولین و نیز در صحیحین است که ان ابا بکر دخل علی عائشه و عندها جارتیان  
 تدفاز و تغنیان النبی صلی الله علیه وسلم متنحش بثوبه فانتهرهما ابو بکر فکشف النبی  
صلی الله علیه وسلم عن وجهه قال ع ما یا ابا بکر قالها ایام عید و فی مرایزه و لکل  
 قوم عید هذا عیدنا و مثل انیت آنکه و اینست که در آن حضرت عائشه صدیقیه رضی الله تعالی عندها  
 رسول الله صلی الله علیه وسلم عند جارتیان تغنیان لینام بقا الحدیث و نیز روایت

جاءه و زینت آن سخن سادات و نیز صحیح روایت



کرده است ابو او و از عمر بن شیب عن ابیه عن جدہ کہ یک عورت در حضور اقدس حاضر شد  
 عرض نمود کہ یا رسول من نذر کرده بودم کہ وقتی کہ حضور از جنگ سلامت بیایید من در  
 حضور عالی دست زخم و اشعار خوانم فرمودند او دست او نذرک حال از حضور اقدس حکم صادرست  
 کہ لا ایفاء التذاریف معصیتہ اللہ تعالیٰ و المسلم و این ماجرا حضرت انس روایت کرده اند کہ چون  
 حضور اقدس از مهاجرت در مدینہ طیبہ بچلہ نبی النجار قیام پذیرفت آنجا یک جماعت حواری  
 غنا با شعا و دست می نمودند و میگفتند شعر سخن جواز من نبی النجار + یا حیدر احمد امین  
 جا در حضور اقدس می فرمودند اللہ یعلم انی لا جبرک و نیز بہیقی از عائشہ صدیقہ روایت کرده  
 کہ یک وقت در مدینہ بود کہ بحضور جناب سرور عالم زمان و خزان و کوہکان غنا میگردیدند باین  
 اشعار طلح البد علینا من ثبیا الوداع + وجب الشکر علینا ما دعی اللہ داع + انک  
 المبعوث البناحت بالامطاع + و نجاری از عائشہ صدیقہ روایت کرده کہ قالت امراة الی رجل من  
 الانصار فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما کان معکم لہوفان الانصاریجین اللہو  
 و نیز نزد می از عائشہ صدیقہ روایت کرده کہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اعلو هذا النکاح و اجعلوا فی المساجد اضرابا علیہ لدفوف و نیز ابن حبان غیر از  
 عائشہ صدیقہ روایت کرده اند کہ قالت کانت عند جارتی من الانصار من جنتها فقال  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشہ الا نعین فان هذا لحن الانصار یحبون  
 الغناء و نیز ابن ماجہ و غیر از ابن عباس روایت کرده اند کہ قال انکحت عائشہ ذات قرابۃ  
 لها من الانصار فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ہدیتم لقتاة قالوا نعم قال  
 ارسلتم معہا من تغنی قالت لا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الانصار قوم فہم  
 غر فلو بغتہم معہا من یقول اتینا کم اتینکم نجیانا نجیا کم ولولا الخنطۃ التمرۃ  
 لم تمین لراکم این آن احادیث کہ بخصوص جناب یا با جازت شان معمول باشد و در بعضی  
 ایشان بعضی از خلفا را شدید فی اکثر از صحابہ نیز حاضر بودند و آن احادیث غنا کہ از صحابہ ثابت  
 بسیارند اینجا سبک گفتا کرده میشود و نظر الی من تخیب عن الاعتساف نسالی از عامر بن سعد روایت  
 کرده کہ قال دخلت علی قرظ بن کعب ابی مسعود الانصاری فی عرسہ اذا جویریات

یہ نین فقلت انما صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن اهل بيته يفعل هذا عندكم  
 فقلا اجلسنا زنتنا فاسمع معنا وان تثبت اذهب قد رخص لنا في اللهو عند  
 العرب واما قول فقهاہ پس علامہ طحاوی در حاشیہ مختار در باب اجارہ فاسدہ  
 آورده کہ قال للقاتی عن ظہیر الدین استحق الوالو الی رسل ستاجر جلا یضرب  
 الطبل ان کان للہو ولا یجوز لانه معصیۃ وان کان للغزوا والعرس والقافلۃ یجوز  
 لانه طاعۃ انتہی و منتخب آورده کہ طبل نقارہ کہ بتیوارند و آن را یکطرف پوست میباشند و گاہی  
 دوطرف میگیرند اطبلان و طبول جمع انتہی و ذکر کریم اللغات آورده کہ طبل عربی ڈہول ہندی  
 انتہی و در شرح آورده کہ طبل عربی انتہی و ذکر کریم اللغات گفتہ کہ اہل عربی ڈہول ہندی پس  
 از تعلیل الوالو الی کہ لانه طاعۃ معلوم گردید کہ برکے اطاعت اگر غنا کنند جائزست و ملاہی کہ  
 جمع ملاہ کہ اسم آلہ است بمعنی آلہ لہو پس از آن ہم ہویدہ است کہ اگر غنا برمی فسق و مجور کنند برکے  
 طاعات پس آن لات غنا در آن حالت ملاہی خواہند گردید نہ در ہائیکہ آلات عبادت شوند بلکہ در نیجات  
 نام نشان معابد خواہد بود حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ در کتاب خود بوارق الاملاء فی  
 تکفیر من یحرم السماع آورده کہ فی انکار سماع الغناء والسماع ضرب الذف  
 والاصوات المحسنۃ مخالفت السنۃ و مخالفت السنۃ اعتقاد تحریم ہا کفر و الاعراض عنہا و  
 الانتہاء عند فسق و و در فی مسلم البخاری عن الربیع بنت معنی بن عفرۃ قالت جا لنبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم و جلس علی فراشی و عندک جویریتان یضربان بالذف و یندبن من تکل من  
 ابائی یوم ید فقال احدہما و فینا نبی یعلم ما فی عندنا فقال صلی اللہ علیہ وسلم عی ہذا و  
 قولی ما کنت تقولین فہذا الحدیث ال علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع صوت الذف والغناء  
 والشعر من الجویریتان من غیر حاجۃ فسماع الغناء واصوات الذف من الرجل یكون جائزا  
 بطریق الاولی و قد امر صلی اللہ علیہ وسلم الجویریۃ بالغناء شعر او ضرب الذف حیث قال قولی  
 ما کنت تقولین الامر للوجو اذا تجرد عن القرائن کقولہ تعالیٰ قیہم الصلوٰۃ واللذ القریب  
 کقولہ فکاتبوہم ان علمتم فیہم خیرا و لا یأختر للتقریر ایضا کقولہ تعالیٰ اذا حلتم فاصطادو  
 و ہنا یجتمل الوجوب لانه صلی اللہ علیہ وسلم امرہا مشافہۃ فلا یجوز مخالفتہ لانه صلی اللہ

عليه السلام اعادة ما كانت تقوله او لا وهو صلى الله عليه وسلم يصغي الى معانيه فاذا  
طلب عليه الصلوة والسلام شيئا من غير حاله اصفا الى الجواب عليه ذكره بقوله تعالى  
يا ايها الذين امنوا استجيبوا لله وللرسول اذا دعاكم لما يحييكم وروى ايضا البخاري و  
مسلم عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت دخل عليها ابو بكر وعندهما جويريتان يضربان  
بهما ثقولت بيرا لاضرار يوم بغاث والنبى صلى الله عليه وسلم مقبلة ثوبه فانهت بهما  
ابو بكر فكيف النبى صلى الله عليه وسلم وقال عهما يا ابى بكر فانها ايام عيد فهذا الحد  
بصر احتدال على جواز سماع الدف والغناء صوها والدف على منكرها وفيه بيان  
المنكر ودفعة عن الانكار لان عليه السلام ففى عن الانكار عليهم قال تعالى قد كان لكم  
فى رسول الله اسوة حسنة فمن قال ن سماع الغناء حراما وضرب الدف حراما حضورهما  
حراما فكانه قال ان النبى صلى الله عليه وسلم سمع حراما وصنع الناهى عن الحرام واعتقد  
ذلك كفونا لاتفاق فانتقل بجوز هذا فى يوم العيد لا فى غير لان قيد جواز فى يوم  
عيد قلنا اتفاق على ان خصوص التبدل يمنع عموم ان يكون كان حادثة وفى هذا الحد  
اشارة الى ان كل حاله يكون فيها فرج القلوب صيتنا ظر فى ايام العبادات وغيرها  
ففيها السماع بالدف والغناء والاشعار وفى مندشان الحبيشة كانوا ابيد فقوان  
بين يدي النبى يرقصون ويقولون محمد عيدين **صالح** قال صلى الله عليه وسلم ما يقولون قال  
يقولون محمد صالح هذا الحد يدل على جواز الرقص جواز سماع صوت الدف والغناء  
فمن قال ان الرقص حرام وسماع صوت الدف والغناء حرام كان ذلك اعترافا منه ان النبى  
صلى الله عليه وسلم حضر الحرام واقرب غيره على الحرام ومن اخذ ذلك فى ظنه كقولنا لاتفاق  
ان قال المنكر هذا كان جائزا فى حق النبى صلى الله عليه وسلم فله قلم انه جائز فى حقنا قلنا الا  
صلى الله عليه وسلم شارع ولا يجوز للشارع ان يكتف امر ابيه ختم شرعى بقوله تعالى ان الذين يكتفون  
ما انزلنا من البينات واهد من بعد ما تبينا للناس فى الكتاب ولئن يلقهم الله يلعنهم للعنون  
ولقوله تعالى واناخذ الله ميثاق الذين اتوا الكتاب لتبيننه لانتكتموا الاية فلو كان فعل الرقص  
وحضور السماع وضرب الدف حراما كان واجبا عليه صلى الله عليه وسلم بحكم هذه الايات



تبيينه لخبره ولو جازله دون غيره وجب عليه بيانها كما ورد في الخبر ان النبي صلى الله عليه وسلم  
فهام عن ابوصال ثم فعل فلما شلوة قال لست كما حدكم اني بيت عند بي يطعمني  
ويستقيني لما حضر الرقص سماع الغناء والذق لم يبر احد عن ذلك على جواز  
مطلقا وان قال المنكر ان الرقص لعب العيب ام لا لانه عليه لصلاة والسلام لا لادمنى  
ولا انما من الادد والد اللعبا قلنا هذا الحديث مخصوص باللعب المحرم كالتدوير والقمار  
وغير ذلك لانه ورد في البخاري عن عائشة رضي الله عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم كان  
واقفا على باب بيتي المحبته ياجون بجرابهم في المسجد انا انظر الى لعبهم اذ اجاز اللعب في  
المسجد بحضرة النبي صلى الله عليه وسلم ففي غير بطرقي الاولي يجوز ومن قال ان اللعب مطلقا  
حرام كان ذلك عتقا فاضربا لله صلى الله عليه وسلم نظر الى الحرام على حاله من اختلج في اظنه  
ذلك كقربا لا تقا فان قال المنكر وفي الخبر لا لعب الا في ثلث الرعي الفرس ولا عبث الرجل  
مع اهله قلنا هذا حصر الحاضر للاهتمام ذلك لا يد على تحريمه ما سواه كما قال اما  
انت منذر فقد حصر حاله عليه السلام في الا نذار في ذلك اشارة الى ان الا نذار  
مختص به فقط لانه خاتم النبيين ذلك لا يفيد الحصر الا نذار لانه عليه السلام يمش  
مبتهم وغير ذلك ونظيره ما يقال الا في الاكل ولا سيف الاذ والفقر يعنى اللعب لكامل  
والعبره ليس لاهذه الثلثة وقد اتت امرأة الصاربية في حضرة النبي صلى الله عليه وسلم و  
قالت اني نذرت ان اضرب بين يديك الذق فقال صلى الله عليه وسلم ان كنت نذرت  
فاضربي فضربت بين يدي فمحت شعر ظم اليد علينا من ثنيات الوداع + وجب الشكر  
علينا ما دعى الله داع + فقد سمع صلى الله عليه وسلم قول المرأة بالصوت والغناء وضرت  
الذق فمن قال ان حضور السماع ضربا لذق حضور الرقص حرام فكان ان النبي  
صلى الله عليه وسلم فعل الحرام ومن اختلج في ظنه ذلك كقربا لا تقا ولا خلا في الا نذار  
لا ينفذ في الحرام فينبذ دل ما ذكرنا من الاخبار والآثار على با حتر الغناء وسماع حتر  
الذق والرقص مما يؤكد جواز الرقص ما ذكره في مسند احمد بن حنبل عن علي رضي الله عنه  
قال انيت النبي صلى الله عليه وسلم انا وجعفر وزيد فقال صلى الله عليه وسلم لزيدات صولاتي

فجعل قال الجعفرات اشبهت خلفي خاتمي فجعل ثم قال في انت مني فحكت والحجل الرقص  
خاص والعام جزء الخاص فاذا جاز نوع عن الرقص جاز مطلقا واستدل المتكلمون بقوله  
وهو كان صلواتهم عند البيت لا مكاء وتصديقه الماء الصغير والتصديقه ضرب احد  
الراحتين على الاخرى يخرج منها صوت قلنا هذا الاستدلال فاسد فانه تعالى منعهم من المكاء  
والتصديقه عند البيت ولا يلزم من منع شئ في حال احرار منع في مقامات غير ذلك  
المحرم استدلالوا ايضا بقوله ومن الناس من يشترى لهو الحد هو الغناء قلنا معنى  
قوله الحد انه يجوز سماع الحد الحق سواء كان قرانا او شعرا او غير ذلك وقد ذكرنا  
احاديث صحيحة على جواز سماع الذم الغناء والشعر وقد ردان من اشعر الحكمة قد  
على هذا النص على ان لهو الحد يختص بسماع المضل الملهي عن الحق العباد ما يعبد  
عن الله ما لم يكن كذلك فهو باق على الاباخرفين قال ان السماع حرام فحرم الشرح ما  
لحميد النص اذ لم يرد في كتاب الله ولا في سنة رسوله صلى الله عليه وسلم نص  
بجريم السماع والرقص من حرم في الشرع ما ليس اقل من الله تعالى وكفر بالجماع وايضا  
ان سماع العوام ورفصهم يشير سماع الحبشة ورفصهم بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم  
ولا خلاف في اباخرف ذلك فسماع العوام ورفصهم كذلك وايضا ان حرمتهم في السماع  
تشبه تفرجالهم في البساتين ولا خلاف في اباخرف ذلك وكذلك حرمتهم في السماع وورد في  
الخبر من تشبه يقوم فممنهم اصح الحق المحض كبعض الصحابة واولياء الله كالجنيد وغيره  
تحرروا في السماع كما هو متفق عليهم ان تحرك عا في السماع ينهوا بهم طالبا من بركاتهم  
كان منهم وقد ورد في الخبر هو كلاء القوم لا يشق لهم جليهم هم ايضا يلزم لتكرار الرقص  
السماع وضرب الذم والغناء محاربة الله تعالى ومحاربة الله تعالى كقربا لاتفاق وذلك  
ان ورد في خير الصحيح من عادي في ليا فقد ياذرن في المحاربة ولا خلاف بين الامة  
المحمدية من وجدان الاولياء في المحمدين واتفق اهل جميع قطار على صحة ولاية الجنيد  
والشلي معترف الكرخي عبد الله بن شفيق وغيرهم فمن هو مذكور رسالة القشيرية  
في تذكرة الاولياء وغير ذلك فقد صحت عنهم وسيرهم انهم تواجوا في السماع رقصا

سواء الله عن تلوهم فمن حرم السماع مطلقا فكانه قال ان هو كذا والا ولياء فطوره واما  
ومن نبرهم الى مباشرة فعل المحرما جاداهم قولا واعتقادا ومن عادهم ياذن الحق ومن  
ياذن الحق تعالى كفر بآية مجامع وياض بغضب من الله ما واه جهنم وبتن المصير فاذا اثبت  
ما ذكرناه من التقريبات والدلائل الاحاديث ان السماع مطلقا وان منكر انا كانا  
او فاسق فهو الكذب استجابا للمویدین و جوابا لاولياء الله تعالى في التبت الى معلماتهم  
اذ هم المحرمون عما سوا الله تعالى كما قال الله تعالى في مقام يريدين جملته انتهى ملتقطا  
ووطحا وامي حاشية در مختار آورده كه ومن الفقهاء من لم ينع الرقص و قد عا تشوقه  
فعل عليه لوجد استدلوا بما وقع لبحفزدى لجناحين لما قال النبي صلى الله عليه وسلم  
اشبهت خلقي خلقي فجلال شى على جل احد في رواية رقص من لذة هذه  
الخطاب لم يتكر عليه النبي صلى الله عليه وسلم رقص جلال طبالا لجواز رقص لصف  
عند ما يجدن من لذة الوجد في مجلس الذكر والسمع وفي لتاتار حاشية ما يدل على جواز  
المغلوب لذك حركات المرتفق بهذا الفتى اليائنة وبرهان الدين الاناسى و  
بمثله جاب بعض الحنفية والمالكية ومحل ذلك اذا خلصت النية وكانوا صادقين في  
الوجد مغاوبين في القيام بالحركة عند شدة الهيام الشئ تبصف بالحلا انلاة  
وبالحركة اخرى خلا المقاصد ابو معن ملخصا انتهى وروى اصيل صغار مستقيم  
از ملفوظات سيد احمد صاحب في فتنة كه بايد و انت كه مثل غنابى من زير اختلاط امارو يدون شهوت  
اگر چه از ممنوعات شرعية نيست اما اجتناب ان مثال ابن امير مباح شعرا اهل تقوى و صلاح هست  
وليست بهمين وجه ازا كه بر ساكنان راه حق مثل انبيا و صحابه چيزى ان مثال ابن امير انور نيست  
بلكه آنچه از كلام هدايت انبياء ايشان بر ذكاسى اهل فطانت هو يد امير و ذكاسى اجتناب  
و شعارى بلكه نيست ابن امير است چنانچه بر ربه اهل حديث پوشيد نيست ما علم نصح اجتناب  
بترجمه ان مثال ابن امير پس بنا بر حكمت عامه است بيانش آنكه ابن امير بچ مفسد از مفسد  
شرعية بالفعل مثل نيست با وجوديكه بسبب كمال غيبت نفس لسوى آنها شدت اشتها آنها  
در طوافت نام اجتناب از ان از جهتها نام دشواري نمود پس اگر نهي صحيح از ان مثال ابن

الهو در شرع وارد میشد قطع نظر از ظاهر و مفاسد حضرت آن از کتاب معصیتی شرعی میجو و اقدام برین  
 امور لازم می آمد و اکثر استمر حرم و اشتقاوت عصیان گرفتار میشد بنیاء علییه اشعاری کبریت  
 این استفاکره شد پس طالب حق مایبید که با مثال این امور غیبی و نوزد و آن در سوید آفتاب جانده و  
 در طلب آن بیجان و سرگردان نگردد و انتقائی بصمیم قلب بسوی آن نماید آری اگر بطریق لغو و اتفاقیه مثل  
 این لغو پیش آید مجاہرت بانکار آن لغو صورتیت تعرض بحال اعلان آن جائز نشد و فی  
 البین تحریم حلال لازم نیاید انتہی مخصوصاً در مکتوبات مجذوبه در مکتوبات و نسبت همتا و نخبه اول  
 آورده اند که سماع و وجد جماعه را نافع است که بتقلب احوال متصرف اند انتہی بعد از چند سطر و نویسنده  
 که قسمی ایشان اند که سماع با وجود استمرار وقت ایشان نیز نافع است انتہی بعد از چند سطر و نویسنده  
 که با وجود بروت میل عروج دارند درین صورت سماع ایشان لغو است حرارت بخش هر زمان  
 بعد سماع ایشان راجع بمناسرت فریب میشود و از مولوی اسمعیل از ملفوظات خلیفه سید احمد  
 صاحب صراط مستقیم در جمله مویذات عشق الهی آورده که از جمله مویذات آن سماع الحان خوش و  
 اصوات دلکش و قصص شوق آمیز و اشعار عشق انگیز است انتہی و شاه عبدالعزیز صاحب وسیله  
 النجات یعنی جوابات سوالات عشره پادشاه بخارا آورده اند که جواب حال ثامن آنکه قال  
 السرخسی فی المدائح و السماع فی اوقات السر تاکید اللہ ربکم انک انک للشر مباحاً  
 کالغناء فی ایام العید فی العرس فی وقت محی الغائب و متالویمه العقیقه و عند الولادة و  
 الختان حفظ القرآن و مجالدین فیروز آبادی صاحب قیاموس سفر السعاده آورده که در باب سماع غنا  
 حدیثی آورده که در آن ترجمه شیخ الدهلوی و در دستور القضاة آورده که من انکر السماع فقد انکر علی بعین  
 صدیقاً انتہی آنچه این حرم ظاہری مزبور ملاهی علی الاعلان مساج گفته امام نووی مستفرد شرح مسلم  
 نوشته طیب ابو محمد این حرم الظاہری انتہی و بعد از دو سطر آورده و هذا خط من ابن حرم انتہی این حرم اگر چه  
 بسبب عدم وجدان دلیل حرمت مساج گفته مگر ملاهی که بغرض صحیح مزبور میشوند ممنوع اند یا اتفاق اهل  
 حق و قصر صوفیه طبل و نامی فی سماع غنا این قوم که برای غرض میشوند جائز است در ملاهی داخل نیست  
 علامه علی نقاری در شرح عین العلم فرمود و اما ما عدا ذلک فلیس فی معناه کالطبل و القصیب  
 سو ما اعتقاده اهل الشر فاذا ارتفع عند المشاہد فبقی علی اصل الا باحترام انتہی و ایضاً



قال فير قال التو و اجازت الصحابة غناء الحرب لئلا يفتنوا و تزلزلوا و الحذاء و فعلوه بحضور  
 صل الله عليه وسلم مثله ليس بحرام حتى عند القائلين بجزية الغناء انتفى فيه ايضا و اكد المتغنى  
 به جنة تعابن كره و التامل في امره فانه صند بيان اكد المتغنى به السرو و القرح فيما يبلغ فيه  
 كالبيد العرس و الولادة و الختان و حفظ القرآن كذا عند اجتماع الاخوان في بعد التماز للطعام  
 او الكلام و كذا عند قدم بعض اصحاب من السفر فهو ما ثور عن السلف الخائف بل عن النبي  
 صل الله عليه وسلم انتفى ايضا فير اما ما نقل ابو طالب لمكي باختر السماع مطلقا عن جماعة من  
 الصحابة و التابعين كعبدا لله بن جعفر بن ابن لزيار معاوية و غيرهم فاما ما حو عليه سماع ليس فيه  
 شئ من المزاج الملاحى كسماع القرآن اشعار العرب لوبالالحان اما على نرفدهم المختار  
 عندهم فان امثلة خلا فير في الملاحى ايضا اجتماعية انتهى و محدث و دهلوى حضرت شيخ عبد الحق  
 رحمته الله عليه كتاب فير الاصل و بالتلاف اقوال للشيخ و هو اعم في السماع اوردته اندك شيخ اوصال الدين في  
 طازمت شيخ شهاب الدين قدس سره آمدند سماع طليد شيخ اورا بيان اجازت داود و خود مشغول نماز  
 شد و قتي قوالى بخدمت شيخ بها و الدين زكريا قدس سره آمده گفت بخدمت شيخ شهاب الدين  
 بوم و قصيد نزدا و خواندم و شيخ از آن ذوق گرفت حال كرد شيخ بها و الدين در حجره در آمدند  
 و چراغ را كشته قوال خواندن و بخوانند آن قصيد امر كرد و حال نمود و ذوق گرفتند بعضى منهم  
 اينجا كويت را غريبانند حالا نكده بچهر غرابت تدار و اگر قصيد مشتمل بر احوال محبت مقامات ميمان كعبث  
 بر شوق و محبت حضور دل و رفع خواطر و قوت باعنه حقايقه كرد و بشنوند و ذوق گيرند چه نقصان دارد  
 بعد از آنكه معلوم شد كه اصل حسن التصو على الاطلاق حرام مكره نسبت بالانرازين حكيمى است كه در تكلمه  
 نوشتند اند كه جماعت صوفيه رخصت حضرت غوث الثقلين رضي الله عنه حاضر بودند قوال شجرى نشاكران  
 حضرت در حال شد و بطيران در آمدند از آنجا هم بطريق طيران در خانقاه خود حاضر شدند و نيز مى آرند كه  
 شيخ عز الدين عبد السلام كه از اعيان اكابر ائمه ندره شيا فعي و مقتدايان ايشان است بلسه بزرگ عالمى قدرت  
 اول حال براه ميانيت انكار شرب و نيشان ميرفت چون حضرت شيخ ابو الحسن زلي قدس سره از زيارت  
 علام صل الله عليه وسلم باز آمدند نزد شيخ عز الدين رفتند و گفتند رسول الله صل الله عليه وسلم بقرآك  
 السلام شيخ عز الدين با نيشان ان بيلكلام عالي در گرفت از خود وقت پيران با نيشان صوفيه براه اعتقاد



والتیاد میفت بحدیکه در مجلس سماع ایشان نیز حاضر میشد این حکایت صحیحست ثقات آن روایت کرده اند شیخ الاسلام عبداللہ انصاری قدس سرہ گفته کہ ذوالنون مصری و شجاع بن حراز و نور می بود در آن سماع رفته اند و یقین رسیده است کہ کبری حشینیہ سماع می شنیدند و لکن کاتب حنیاط و شراط و آداب بیشتر اوقات در خلوت می شنیدند و گویند در عهد دولت قطب الاول صلیبین خواجہ قطب الدین بختیار کاکلی قدس سرہ در ایشان روزہ طے میکردند و ریاضت میکشیدند پس آن در موسم اعراس مشائخ عزیزان سماع می شنیدند و مشہوست کہ رحلت خواجہ ہم در ضعف بیماری است کہ در مجلس سماع حادث شده بود چنانچہ امیر حسن بلومی نیز در غزل خود اشارتے باین قصه کرده است سہ جان برین یک بیت دوست آن بزرگ با آرمی این گوہر زکان دیگرست + گشتگان خجیر سلیم را بہ ہر زمان از غیب جان دیگرست + قاضی حمید الدین ناگوری در سماع خلوت تمام بود حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج قدس سرہ در باب سماع و اختلاف مردم فرمودہ اند سبحان اللہ یکی سوخت و خاک تر شد و دیگری ہنوز در اختلاف است در زمان سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہم کار و لیل دیگر یافت انتہی کلام الشیخ کہ اگر زیادہ تحقیق این مسأله مطلوب باشد تا از کتاب بلصباح الظلام عند فرید الدین السلام کہ جوابات سوالات سنی و اکبر عبد الواب غیر مقلدانہ بہ بیند اگر از آن تسلی کرد و تا کتاب نغمہ عشاق را باستیعاب مطالعہ فرمودہ دل را جمیعت بخشند

شعر لقد اسعت لونا دیت حیاً + ولكن لا حیوة لمن تنادى + ولوناً ما  
 نفخت لها ضاعت + ولكن نت تنفخ في الرماد + الحمد لله اولاً و آخراً و  
 الصلوة علی سید الانبیاء و آلہ ظاہراً و باطناً لا ملجأ من اللہ الا الیہ

تمت کتاب شد

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بسم اللہ

الحمد لله بما هو اهل الصلوة والسلام على سيد الانبياء بقدر جاهه عند الله الكريم  
وعلى الواصلين والجمعين وتبعدين وصيت نامة بيت از فقير الى الله محمد فيض عالم عفى الله عنه بغير  
جميع المنظام باولاد و متعلقين خود که از همه خود و ايشا و رعایت حقوق انبوت و تعالی اطاعت رسول الله  
عليه السلام و او امر و نواهی مقدم دارند و قبل الطلوع صبح ضائق از نوم غفلت بیدار شد لصلوة و تسبیح و  
استغفار مشغول شوند و بعد از اداي نماز فجر تلاوت قرآن مجید هر قدر که میسر آید از دست ندهند کلام  
الهی بجزه و سبزه و ثقیفه بین اللدین خلق او تصویر از صحیح قلب فریفته شوند و کثرت کنند بر خواندن  
در دو بر بنی صلی الله علیه و آله و ثبت و روز از پانصد بار کم نکنند بهر نماز صد بار یا از جای آرند زیاده  
هر قدر که وسعت دارند و جای آرند که حصول مطلب دین دنیا بکثرت صلوة علی النبی صلی الله علیه و آله  
بشمارند من شک فلیحرب اذا المر تر اهل لفسلمه لاناس و اهل بالابصاء و صیغه صلوة که  
فقیر از لسان فیض ترجمان مشایخ خویش رحمه الله علیهم جمته و سعة اینست اللهم صل علی محمد و  
ال محمد باریک و سلم و بغیر از مرشد که صاحب تاثیر و تبدیل اخلاق زد و بلیه و منقطع از ماسوی الله زد و  
کرامات مشهوره و فرشته باشد نه بانند و فرموده او را با خلاص قلبی سعادت دین دانسته از ضمیمه قلب بجای آن  
و مطالعة کتاب فتوح البیت حضرت و شکیب مانده گان قدس سره بجه شرح او حضرت محقق الشیخ  
عبدالحق دهلوی رحمه الله علیه مطالعة کتاب ایزدی فی مناقب بیدی عبدالعزیز با قدس سره از دست ندهند  
وقت مطالعة این هر کتاب صاحبان کتاب مرشد بر حق خود دانسته بتدریج شرح اخلاص تمام در آنها  
تامل فرمایند اگر دیگر مرشد میسر نیاید تا ایشان کافی وافی اند برای الشاد حق و تاثیر و نفس طالب  
صادق و ذریب عالم اعظم ابو حنیفه نعمان بن ثابت رئیس مجتهدین را غنیمت برده و ثلث حقه دانسته  
بر وفق کتب مروج فقهیه راجع را از مرجوح حسب ارشاد فقهاء اصحاب کتب متداوله مثل هدایه  
و شرح و شرح در مختار حواشی اش و غیره بابران عمل نمایند فتوی دهند از قبیل و قال و گفتگویی  
در ترجمه هوای غیر مقلدین ناقصین پس بنشین و بگردن فرق ضاله جناب زندقه علم التفسیر و  
حدیث را بر وفق تطبیق اکابر شارحینش که از مقلدین ما هیزین گذشته اند مثل ابن الهام و مثل

جلال الدین سیوطی و محلی و علامه علی بن دین حجر عسقلانی و علی نقاری طحاوی و شیخ عبدالحق  
 دهلوی و غیر ہم رحمۃ اللہ علیہم رحمۃ واسعۃ بخوبی دانستہ تعلیم و تعلم نمایند بطرف نزرجهای نوساخته  
 فارسی و ہندی صنغای فقر نمایند و آبا سی خود را با سی فرعی باشند مثل اساتذہ و مرشدین یا  
 یا سبھی مثل الدین و اجداد خدمت بجان مال عین سعادت دایرین خود و آب برای بیلغ برکت  
 وجود خود و کین خیر و جہانی اولاد خود دانستہ با ہتمام تمام بجا آرنند سادات و علمائے دین واجب  
 التعظیم دانستہ مثل عین دین لوجہ اللہ تعظیم و تکریم شان بجا آرنند و ارحمہم قلوب محبت شان دایرین  
 و از انکار اہل اللہ کہ خراب ظاہر بیدار دل بجدوب انداختناب کلی و زرنند و از خدمت  
 شان بغبیر صحبت طولیہ فیض حاصل کنند باقر با می خود صلہ رحمی کنند جویشان بکشند بعد از قطع  
 شان با ایشان صلہ کنند و کتبہای دینیہ از خود جدا کنند کہ دانش در کتب دانستہ در گور اولاد خود  
 را از تحصیل علم دین مثل فقہ و اصول و تفسیر حدیث و از علوم آئیہ کہ مقدمہ تحصیل علم دین اند  
 مثل صرف نحو و معانی و لغت و منطق اسلامی بدیع بیگار و معطل تار و در اوقات منبر کہ مثل  
 شب جمعہ روز آن شبہای عیدین روز شان بعد از صلوٰۃ مفروضہ بعد از تلاوت قرآن و  
 ادعیہ اوراد و عام صدقہ برای آبا و اجداد و غیر ہم از اقرار بغبیر ہم از جمیع مومنین مہدنت  
 و مسلمین مسلمات دعا مغفرت و ابصال ثواب مستحب بغبیر تر و ک دانستہ علی اللہ و ام بجا  
 آرنند و در ہر عمل طرفیہ عام مومنین از علما و اولیاد عامہ اہل سنت و جماعت اختیار کنند و از  
 روش علما شاوہ مثل ابن تیمیہ ایرانی و ابن حزم و ابن قیم و قاضی شوکانی و عبد الوہاب  
 نجدی و محمد سمیع و بلوخی اتباع شان کہ خارق اجماع علما مذاہب اربعہ در اکثر مسائل اند  
 خلاف حق دانستہ اجتناب کلی و زرنند و بقیل و قال فرقہ شاوہ طاق سلسلے و حدیث  
 خوانی و عملدانی شان فریفتہ نشوند و بتاریخ دو از دہم ربیع الاول تصدق بر فقرا بقدر  
 طاقت خود و وسعت بر عیال از نان و خورش کردہ باشند و مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 و مولود خوانیش را از دل دست بلکہ عین ایمان خود دانستہ بخوانند اگر خود بخوش الحاقی خواند  
 نش ندانند تا از کسی صلح بخوش الحاق نشنوند و در آیام عشرہ محرم مطالعہ کتب شہادت  
 عین کہ در ان صحیح صحیح حالات شہادت مندرج باشد کردہ باشند اہل خانہ و عیال

خود را نیز نشنود و اینده باشد شجرات ثمرناز صاحب الطیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم در میان نیارند  
 تا که اهل قلوب ضعیفه بدقتقاد و خراب نشنود و تم و دهم و یازدهم محرم روزه دانسته باشند و  
 صدقه و خیرات و وسعت نان خویش بر عیال و متعلقین فقر انقدر طاقت کرده باشند بعد  
 از خلفار راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پسر صحابی را اشرف از بوفی است دست دوست  
 و محبوب قلبی داند و باز و آن خود و اولاد خود سلوک خویش گذرانی اختیار نمایند و از  
 خطای مای و قصویشان تغافل و نجایل درزند و وجه معیشت اگر بطریق سوداگری سوائے  
 سوداگری حیوانات باشد بهتر است و اگر بطریق زراعت بلا مباشرت زراعت بنفس خود ممکن  
 باشد تا هم بهتر است و از مباشرت زراعت بنفس خود پرهیز کنند که او اصلوات اقامت امور  
 دین با عمل زراعت از محالات مجرب است انذالاً للمفق من اللہ و وجه نادر و وقت مصیبت  
 کثرت استغفار و کثرت صلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و استغاثه بصالحین از اجیاد و اموات  
 کرده باشند و اگر در مصیبت لاچار و مضطر شوند تا ایتیه کریمه لا اله الا انت سبحانک  
 ان کنتم من الظالمین را دوازده روز هر روز دوازده هزار بار در یک مجلس با وضو نشسته در خانه  
 جای تنهایی بخوانند و اگر در میان در و وضو بشکنند تا در میان او وضو کرده بلا تکلم و طیفه  
 هر روزه را تمام نمایند اگر روزه دارند فیها و الا هم کار باسانی خواهد شد و مودی مقهور  
 خواهد گردید و با همسانهای خود سلوک خویش خلقی آن نمیدول فرموده باشند و از مروت ضرورت  
 ایشان را محروم ندارند و خیر خواهی ایشان روبرو و غایت کرده باشند مشوره آن امور  
 که تعلق بگردان دارند باز و حیات خود نگردیده باشند روز جمعه قبل از زوال با وضو نشسته  
 در عبادت مشغول شوند تا یک مثل سایه سوامی فی الزوال اگر در آن موضع باشد که نماز جمعه  
 در آنجا بسبب چندان شرط و وجوب شرط جواز قائم میگردد و نه المراد و الا وقت مذکور را  
 در یوم موصوفت در عبادت از صلوة علی النبی و ذکر و صلوة ظهر معمود دارند زیرا که این وقت وقت  
 خطبه خواندن سید الاولین و آخرین است چونکه سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم درین وقت در خطبه  
 حمدشنامی باری تعالی بآن وجه فرمودی که آن جل جلاله اهل آن حمد و ثناست لهذا این  
 وقت مبارک را از یوم مبارک خاصیتی بخشیده اند مثل خاصیت شب بید انقدر

اگر در سخت کار مشغول باشند که با طهارت قبل از زوال مشغول شدن بعبادت نتوانند  
 تا بلا وضو هم توجیه قلبی اللہ و بیکر لسانی متوجه بخدا شوند و این ساعت را از دست  
 ندهند و بهتر که از اولاد فقیر و از متعلقین خفیر بکافات سیدنا و مولانا حضرت امام محمد  
 مهدی علیه السلام مشرف شود بعد از سلام این مشتاق و دیدار و خدمت بعضی خاندان  
 حاشیه پس رسانند که فقیر در محبت اشتیاق متابعت خدمت آن قیام عالم و عالمیان  
 همه عمر برده بران بوده و بران رفته از دعای فیض حاصلت و توجیه شفقانه  
 خود آن را بیرون کنند و السلام علی عباد الله الصالحین اللهم صل علی امة  
 محمد صل علی الله علیه سلم اللهم ارحم امة محمد صل علی الله علیه سلم اللهم  
 اغفر امة محمد صل علی الله علیه سلم اللهم تجاوز عن امة محمد صل علی الله علیه سلم  
 ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا و هب لنا من لدنک رحمة انک انت  
 الوهاب و اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله  
 شهادة تكون للنجات و سيلة و لرقم المدجات کفيلة لا حول و لا  
 قوة الا بالله العلی العظيم حینا الله و نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر

ت

